فرہنگِ غالب

یعنی

فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، ہندی اور اُردو
لغات کی تحقیق و تشریح، میرزا غالب
کے اپنے الفاظ میں،

مرتبہ

امتیاز علی خاں عرشی

ناظم کتاب خانۂ رامپور

بارِ اول

۱۹۷۴ء
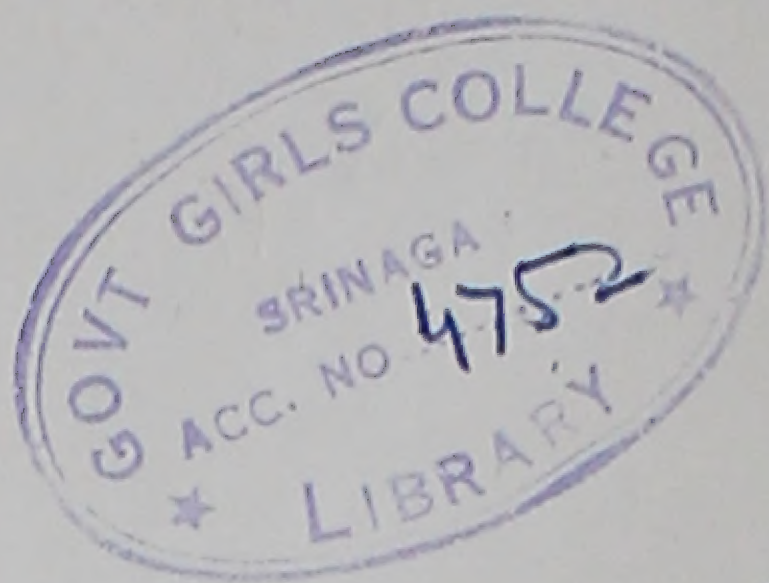
پیشکش

بحضورِ کسی کہ ذوقِ مرا
آفرین گفت و شادمانم کرد

مولف

مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ایرانی آج تک ہندیوں کی خدمتِ زبانِ فارسی کا بقدرِ بایست شکریہ ادا نہیں کرتے، حالانکہ مسعودِ سعدِ سلمانِ لاہوری، حضرت امیر خسرو ترک اللہ دہلوی، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی، مولانا عبدالجبار خاں آصفی رامپوری اور علامہ اقبال مرحوم وغیرہ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں سے قطعِ نظر کرلی جائے، تو بھی خالص لسانیاتی کام جس کیفیت و کمیت کا ہندوستانی علمانے انجام دیا ہے، ایران کے اہلِ زبان اُس کا عشرِ عشیر بھی نہ کر سکے۔

قواعدِ فارسی | فارسی زبان کی صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع اور عروض و قوافی پر ہندوستان میں جو کتابیں تالیف ہوئیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں[1]:-

---

[1] یہ سب کتابیں کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ ہیں۔

۱- بدایع البیان، ملک العلما قاضی شہاب الدین، دولت آبادی، متوفی ۸۴۹ھ = ۱۴۴۵ء -

۲- مجمع الصنائع، نظام الدین احمد صدیقی، صاحبِ کرامات الاولیا، مصنفۂ ۱۰۶۰ھ = ۱۶۵۰ء

۳- رسالۂ قوانین، میر عبدالواسع ہانسوی، معاصرِ شہنشاہِ عالمگیر۔

۴- ضوابطِ عظیم، محمد عظیم قریشی اٹاوی، مصنفۂ ۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء

۵- منار الضوابط، عبدالباسط بن محمد صالح امیٹھوی مصنفۂ ۱۱۳۸ھ تقریباً = ۱۷۲۵ء

۶- موہبتِ عظمیٰ، وعطیۂ کبریٰ، علامہ سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی، متوفی ۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء -

۷- جواہر الحروف، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفۂ ۱۱۵۲ھ تقریباً = ۱۷۳۹ء -

۸- حدایق البلاغۃ، میر شمس الدین فقیر دہلوی، مصنفۂ ۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء -

۹- تکملۃ الفارسی، ملک العلمای فارسی قطب علی

عرف نتھن بریلوی، مصنفہ ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء۔

۱۰۔ مجمع البحرین، نظام شاہجہانپوری، مصنفہ ۱۱۸۸ھ = ۱۷۷۴ء۔

۱۱۔ بحرالفوائد، روشن علی انصاری جونپوری، متوفی ۱۲۲۵ھ تقریباً = ۱۸۱۰ء۔

۱۲۔ شجرۃ الامانی، محمد حسن قتیل فرید آبادی، مصنفہ ۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء۔

۱۳۔ منتخب النحو، سید منیر حسین بلگرامی، مصنفہ ۱۲۱۴ھ = ۱۷۹۹ء

۱۴۔ مقدمۂ جواہرالکلام، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری متوفی ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۳ء

۱۵۔ آمدنامہ، خلیفہ غیاث الدین عزت رامپوری، متوفی ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ء۔

۱۶۔ گلبن اکبر، مولوی محمد عثمان خاں بہادر قیس مدارالمہام ریاست رامپور، مصنفہ ۱۲۶۶ھ = ۱۸۵۰ء۔

۱۷۔ نہج الادب، مصنفہ مولوی نجم الغنی خاں مرحوم رامپوری، متوفی ۱۹۳۲ء۔

ہندوستانیوں کی سیکڑوں کتابوں میں سے یہ گنتی کے نام بھی اثباتِ مدعا کے لیے کافی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں

ایرانیوں کے لیے بھی سنگِ میل کا کام دیتی رہی ہیں، بالخصوص آخری کتاب کی تصنیف پر، جو قواعدِ زبانِ فارسی کی انسائیکلو پیڈیا ہے، وزارتِ معارفِ ایران نے مولف کو تمغا عطا کیا تھا۔

لغاتِ فارسی| لغاتِ فارسی کے متعلق بھی صورتِ حال یہی ہے۔ اگر لغتِ فرسِ اسدی طوسی، مجمع الفرسِ سروری کاشانی، اور ایسی ہی ایک دو اور کتابوں کو الگ کرکے دیکھا جائے، تو سارے عالم میں فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح کا دار و مدار اُنھیں مولفات پر نظر آئے گا، جو یا تو ہندیوں نے لکھی ہیں، یا ہندوستانی سلاطین و امرا کی فرمایش پر لکھی گئی ہیں۔ ایرانیوں کے پاس لے دے کر ایک فرہنگِ انجمن آرای ناصری ہے، جو یکسر اُنھیں ہندیوں کی تصنیفات کی رہینِ منت ہے۔

ہندوستان میں فارسی لغات پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، اُن کا احصا طویل فرصت چاہتا ہے یہاں صرف اُن چند تالیفات کے نام لکھے جاتے ہیں، جو یا چھپ چکی ہیں، یا کتاب خانۂ عالیۂ رامپور اور دوسرے

مشہور کتاب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔ دستور الافاضل[1]، حاجت خیرات دہلوی۔ مصنفہ ۷۴۳ھ = ۱۳۴۲ء۔

۲۔ بحر الفضائل[2]، محمود بن قوام البلخی الکرئی، مصنفہ ۷۹۵ھ تقریباً = ۱۳۹۳ء۔

۳۔ اداۃ الفضلا[3]، قاضی بدر محمد دہلوی، مصنفہ بعد ۸۱۲ھ = ۱۴۰۹ء۔

۴۔ مفتاح الفضلا[4]، محمد بن داود شادیابادی مصنفہ ۸۷۳ھ = ۱۴۶۸ء۔

۵۔ شرف نامۂ منیری، ابراہیم قوام فاروقی، مصنفہ قبل ۸۷۹ھ = ۱۴۷۴ء

۱۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۱۷۱ ۔
۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، نمبر ۱۲ ۲۵ و ۷ ۶ ۲۹ و فہرست کتابخانۂ آصفیہ، و کتابخانۂ رامپور فن لغت فارسی نمبر ۶ ۔
۳۔ فہرست کتاب خانۂ باڈلین ، نمبر ۱۶ ۱۷، و برٹش میوزیم: ۷۲ ۹۱ ۴۔
۴۔ فہرست برٹش میوزیم، ضمیمہ: ۱۱۶ ۔

۶۔ مجمل العجم، عاصم شعیب عیدوسی، مصنفہ ۸۹۹ھ = ۱۴۹۴ء

۷۔ تحفۃ السعادہ، محمود بن شیخ ضیاء الدین محمد دہلوی، مصنفہ ۹۱۶ھ = ۱۵۱۰ء

۸۔ موید الفضلا، شیخ محمد خضری بن شیخ لاڈ دہلوی مصنفہ ۹۲۵ھ = ۱۵۱۹ء

۹۔ کشف اللغات[۲]، شیخ عبد الرحیم بن احمد سور بہاری شاگرد شیخ محمد بن لاڈ دہلوی، مصنفہ ۹۵۰ھ تقریباً = ۱۵۴۳ء

۱۰۔ فرہنگ شیر خانی، شیر خاں سور، مصنفہ ۹۵۵ھ = ۱۵۴۸ء۔

۱۱۔ حل لغات الشعرء، عبد اللطیف بن سید کمال الدین مشہور بہ یمین، مصنفہ ۹۹۱ھ = ۱۵۸۳ء

۱۲۔ انیس الشعرا، عبد الکریم کریمی بن قاضی راجن ہمیرپوری، مصنفہ ۹۹۸ھ = ۱۵۹۰ء۔

۱۳۔ مدار الافاضل، ملا الہٰ داد فیضی بن علی شیر

۱۔ فہرست برٹش میوزیم: ۲، ۴۹۳۔

۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۴۶۵۔

سرہندی، مصنفہ ۱۰۰۱ھ = ۱۵۹۲ء

۱۴- فرہنگ جہانگیری، عضد الدولہ میر جمال الدین حسین اینجوی شیرازی، مصنفہ ۱۰۱۷ھ = ۱۶۰۸ء

۱۵- دُرِّ دری[1]، تصنیف علی یوسفی شروانی برای شاہزادہ خسرو بن جہانگیر شاہ بادشاہِ ہندوستان، مصنفہ ۱۰۱۸ھ = ۱۶۰۹ء-

۱۶- مجمع اللغاتِ خانی[2]، نعمت اللہ حسینی شیرازی، مصنفہ ۱۰۵۳ھ = ۱۶۴۳ء-

۱۷- برہانِ قاطع، تصنیفِ محمد حسین برہان تبریزی، مصنفہ ۱۰۶۲ھ = ۱۶۵۱ء

۱۸- فرہنگِ رشیدی، ملا عبدالرشید حسنی ٹھٹھوی، مصنفہ ۱۰۷۷ھ = ۱۶۶۶ء

۱۹- فرہنگِ حسینی، حسین بن احمد، معاصر شہنشاہِ عالمگیر-

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۶

۲- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۷-

۲۰۔ اشہر اللغات[1]، غلام اللہ بھیکن ہانسوی، مصنفہ ۱۰۸۲ھ = ۱۶۷۱ء۔

۲۱۔ فرہنگِ جمیلی[2]، عبدالجلیل بن محمد جمیل بدخشی دہلوی مصنفہ ۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۲ء

۲۲۔ سراج اللغۃ، سراج الدین علی خاں آرزو اکبرآبادی مصنفہ ۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء۔

۲۳۔ چراغِ ہدایت، خانِ آرزو مذکور۔

۲۴۔ مصطلحاتِ شعرا، سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری، مصنفہ ۱۱۵۱ھ = ۱۷۳۸ء

۲۵۔ بہارِ عجم، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء

۲۶۔ نوادر المصادر[3]، بہار مذکور۔

۲۷۔ مرآۃ الاصطلاح[4]، آنند رام مخلص مصنفہ ۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء۔

۱۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۹ و فہرست کتابخانۂ بانکے پور، پٹنہ، ۵۰۲
۲۔ فہرست کتاب خانۂ باڈلین نمبر ۱۷۵۵۔
۳۔ فہرست کتابخانۂ بانکے پور، پٹنہ، نمبر ۸۱۱۔
۴۔ اس کا ایک معمولی نسخہ کتاب خانۂ رامپور میں اور دوسرا بانکے پور پٹنہ میں اور تیسرا خود مصنف کا نوشتہ نہایت خوشخط عالی جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب، ایم، اے، پی، ایچ ڈی، پروفیسر سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی، کے پاس ہے۔

۲۸- عینِ عطا[1]، عطاء اللہ دانشور خاں ندرت تخلص، مصنفہ ۱۱۶۲ھ = ۱۷۴۹ء۔

۲۹- فرہنگِ خانی[2]، شیخ خان محمد صدیقی ہرہرپوری، مصنفہ ۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۰ء۔

۳۰- مدینۃ الاصطلاح[3]، نجم الدین علی بن محمد مراد حسینی دربھنگوی، مصنفہ ۱۱۹۱ھ = ۱۷۷۷ء

۳۱- رقیمۃ الاصطلاح[4]، یار علی راقم بہاری حاجی پوری، مصنفہ ۱۲۰۲ھ = ۱۷۸۷ء

۳۲- مفتاح الخزائن، لالہ جیرام کھتری دہلوی، مصنفہ ۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۳ء

۳۳- مرآۃ الاصطلاحات، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری، مصنفہ ۱۲۳۴ھ = ۱۸۱۹ء

۳۴- غیاث اللغات، خلیفہ غیاث الدین عزت

۱- فہرست کتاب خانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۵۱۵
۲- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۷
۳- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال: ۶۸۱ -
۴- فہرست کتاب خانۂ شاہی برلین، جرمنی، نمبر ۱۷۴ -

رامپوری، مصنفہ ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲٦ء

۳۵۔ لغات اختر، قاضی محمد صادق خاں اختر متوفی ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۴ء

۳٦۔ بحرِ عجم[1]، محمد حسین قادری راقم تخلص، مصنفہ ۱۲۷۲ھ = ۱۸۵۵ء

۳۷۔ معیارِ الاغلاط، منشی امیر احمد امیر مینائی، مصنفہ ۱۲۸۱ھ = ۱۸٦۴ء۔

۳۸۔ فرہنگِ اندراج، منشی محمد بادشاہ دبےنگری مصنفہ ۱۳۰٦ھ = ۱۸۸۸ء۔

ان کتابوں کے مرتب کرنے والوں نے اپنی عزیز عمر الفاظ کی تحقیق و تلاش میں صرف کی۔ لغت کی پچھلی کتابوں کے علاوہ، نظم و نثر کی کتابوں کے ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے الفاظ و محاورات کا ذخیرہ جمع کیا، اور ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معنی اور ہر ہر محاورے کی حقیقت اور محلِ استعمال کا کھوج لگا کر آنیوالی نسلوں کے لیے عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے۔

۱۔ فہرست کتاب خانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۸

یہ حقیقت ہے کہ تحقیق کے اعتبار سے یہ سب لغوی ہمرتبہ نہیں ہیں، گو فارسی زبان سے علاقہ رکھنے والوں کے شکریے کا استحقاق سب کو ہے۔ اہلِ علم کی رائے ہے جن فارسی لغت نویسوں کو محققین میں شمار کیا جانا چاہیے، اُن میں تقدمِ زمانی کے لحاظ سے پہلا شخص عبدالرشید صاحب فرہنگِ رشیدی ہے۔ ان کے بعد خانِ آرزو اکبرآبادی کا درجہ ہے۔ یہ فارسی کے بڑے نکتہ رس اور دقیقہ سنج شاعر اور نقاد تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے فارسی و سنسکرت کے لسانی توافق کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کی نوادر الالفاظ، اردو زبان کے لغات کی اور سراج اللغۃ اور چراغِ ہدایت، فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح میں تمام دوسری کتابوں سے بلند پایہ ہیں۔

محمد حسین تبریزی کی برہانِ قاطع اپنی جامعیت کی بدولت فارسی محفل میں بارِ عام حاصل کرچکی تھی۔ انھوں نے سراج اللغۃ میں اُس کی تمام سہل انگاریوں کو آجاگر کرکے رکھ دیا ہے، اور سروری، جہانگیری اور رشیدی کی

غلط فہیوں پر بھی روشنی ڈالتے چلے گئے ہیں۔ اپنی بلندیٔ تحقیق، ندرتِ ترتیب، اور جامعیتِ الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب بالیقین اس قابل ہے کہ چھاب کر شائع کی جائے۔ فہل من سامع ؟

آرزو کے بعد ٹیک چند بہار کا نمبر ہے، جس کی بہارِ عجم محاورات کا عظیم الشان مجموعہ ہے، اور ایشیا اور یورپ دونوں جگہ معتبر و مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

بہار کے بعد خود آرزو کے وطن اکبرآباد میں ایک فارسی کا دلدادہ پیدا ہوا، جو میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی کہلاتا، اور فارسی و اردو کا بہت بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ غالب کو فارسی کا ذوق فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور دقتِ نظر نے اُن کی لسانیاتی دقیقہ سنجی اور ادبی نکتہ رسی کو اور زیادہ روشن کردیا تھا غالب نے اپنے اوقاتِ فرصت کو برہانِ قاطع کی تصحیح میں صرف کرکے ۱۲۷۶ھ میں قاطعِ برہان کے نام سے جو چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے، وہ مذکورۂ بالا دعوے کا زبردست ثبوت ہے۔ یہ انیسویں صدی کے پرجمود ادب

تقلیدی ہندوستان میں آزاد لغوی نقد و تبصرہ کا پہلا قدم تھا۔ اس کے ذریعے بہت سے دھبے سامنے آئے تھے، جن سے ہمارے بزرگوں کے کان اور آنکھیں قلتِ مطالعہ کے باعث ناآشنا تھیں۔

غالب سے اس سلسلے میں غلطی یہ ہوگئی کہ اُنھوں نے بیان متانت و تہذیب سے گرا ہوا اختیار کیا۔ ہندوستانی ادیب اسے برداشت نہ کرسکے، اور ملک کے گوشے گوشے سے اُن کے خلاف ترکی بہ ترکی نہیں، ترکی بہ پشتو کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ غالب اور اُن کے دوستوں نے ضد میں برہانِ قاطع کے ساتھ انجو، رشید، وارستہ بہار، قتیل اور ملا غیاث الدین کو بھی بے نقط سنانا شروع کردیں۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کو اُن کی درست باتوں کے تسلیم کرنے سے بھی باز رکھا، اور نتیجے میں وہ تمام تحقیقات، جس کی توثیق فرہنگِ انجمن آرای ناصری نے بھی کی ہے، مخالفت کی گرد میں دب کر رہ گئی۔

غالبًا بعض پارسی علما کی صحبت اور اُن کی تصنیفات

کے مطالعے نے غالب میں قدیم فارسی الفاظ کے استعمال کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ لفظ عام طور پر ہندی فارسی دانوں کے لیے اجنبی تھے۔ ضخیم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی سے بچانے کے لیے اپنی کتابوں کے حاشیوں پر فارسی یا اردو مترادفات پیش کر کے غالب نے اُن سب کو حل کیا تھا۔ پنج آہنگ میں اس قسم کے مستعمل لفظوں کی تشریح کتاب ہی کے ایک باب میں درج کر دی گئی تھی۔ بہت سے لفظ دوستوں کے سوال کرنے پر اردو مراسلت میں زیرِ بحث آئے تھے۔ اُن لفظوں کی بھی خاصی تعداد تھی، جنھیں غالب نے قادر نامے میں نظم کیا تھا۔

۱۳۶۳ھ کے آخر میں مجھے خیال ہوا کہ اگر قاطعِ برہان وغیرہ کے صرف تحقیق و تشریحِ الفاظ سے متعلق حصے غالب کی دوسری کتابوں کے حلِ لغات کے ساتھ ایک کتاب میں حروفِ تہجی پر مرتب کر دیے جائیں، تو اُن کی برسوں کی محنت اکارت ہونے سے بچ جائے گی، ورنہ کسے فرصت کہ قاطعِ برہان وغیرہ کو دیکھے اور تحقیق کی داد دے۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے، تو یہ کتابیں

عام طور پر دستیاب کہاں ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ چند مہینوں کی کنج کاوی سے یہ مجموعہ مرتب ہوگیا۔ چونکہ اس کا ہر ہر لفظ غالب ہی کا تراویدۂ قلم تھا، میں نے اس کا نام فرہنگِ غالب تجویز کیا ہے۔

کتاب کے دو حصّے ہیں۔ پہلا عربی و فارسی وغیرہ پر اور دوسرا اردو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے بعد قوسین میں اُن کتابوں کے رموز لکھ دیے گئے ہیں، جہاں سے وہ تشریح ماخوذ ہے۔ لیکن حصۂ دوم میں تقریباً ہر جگہ اور اول میں جگہ جگہ یہ رموز ترک بھی ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب نے کسی لفظ کو بطورِ مترادف تحریر کیا تھا، مگر میں نے اُسے اس لیے مستقل لغت قرار دے لیا ہے کہ جو اصحاب غالب کے چنے ہوئے الفاظ کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کے خواہاں ہوں، وہ مشہور اور مستعمل لفظ کے ذریعے اُس لفظ تک بآسانی رسائی حاصل کر سکیں، جو غالب نے فارسی ذخیرۂ الفاظ میں سے اپنے لیے چنا تھا۔

ان الفاظ کا حوالہ تلاش کرنا مقصود ہو، تو تشریح

کے پہلے مترادف کو اُس کی ردیف نکال کر دیکھ لینا چاہیے اور اگر پہلا مترادف بھی حوالے سے خالی ہو، تو پھر یکے بعدِ دیگرے سب پر نظر ڈال لیجائے۔ اگرچہ اس زحمت کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

ماخذ جن کتابوں سے یہ ذخیرۂ الفاظ چنا گیا ہے، اُن کے نام اور رموز یہ ہیں:

آ اردوی معلی
بر ابرِ گہر بار (مثنوی)
پ پنج آہنگ
پ قظ ایضاً قلمی، مملوکۂ جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی ۱۔
تنخ انتخابِ غالب
تیغ تیغ تیز
خ خطوطِ غالب
د دستنبو مطبوعہ۔ ا
د قظ ایضاً قلمی، مملوکۂ ڈاکٹر صاحب موصوف الذکر۔

۱۔ یہ نسخہ در اصل کلیات نثر فارسی کا ہے، جسے میر مہدی مجروح کے بلغو بزرگ نے خود مجروح کی فرمائش پر نقل کیا تھا۔

د تخ ایضاً قلمی، نسخۂ کتاب خانۂ رامپور، جس کے حاشیوں پر متعدد جگہ غالب نے اپنے قلم سے بعض الفاظ کے معنی لکھے ہیں۔

س سبد چین

ع عودِ ہندی۔

عس ادبی خطوطِ غالب، از میرزا محمد عسکری صاحب لکھنوی۔

فش درفشِ کاویانی۔

ق قاطعِ برہان

قن قادر نامہ

کق کلیاتِ غالب فارسی، قلمی

کم ایضاً، مطبوعہ

م مہرِ نیمروز۔

مک مکاتیبِ غالب

ن نادر خطوطِ غالب[۱]

۱۔ یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ لیکن یہ جعل عبارت میں نہیں، مکتوب الیہ کے متعلق عمل میں آیا ہے، عبارت غالب ہی کے مطبوعہ خطوط کے تار و پود سے بنا ہے، اس لیے دو چار باتیں اس سے اخذ کر لی گئی ہیں۔

دہلی اردو اخبار، نمبر۱۴ جلد ۱۵ بابت ۳ ماہ اپریل ۱۸۵۳ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۲۶۹ھ جس کے ضمیمے میں غالب کا قصیدہ، "داد گوتا ستم بر اندازد" چند مشکل لفظوں کے حل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی لفظ کے ساتھ چند حوالوں کے ذکر کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان سب میں تشریحی الفاظ ایک ہیں۔ ہر کتاب کے پورے تشریحی لفظ نقل کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب تھا، اس لیے صرف مفصل یا واضح تفسیر کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ ہاں، بعض جگہ دوسری تشریحات کے مفید مطلب ٹکڑوں کو بھی چن کر اس تشریح کے کسی مناسب حصے میں سمو دینے کی کوشش کی ہے، مگر یہ مواقع نسبتہً کم ہیں۔

اردو تشریحات کا فارسی تشریحوں میں کھپانا سفید کپڑے میں رنگین پیوند لگانا تھا۔ ایسے مواقع پر مخصوص اردو مترادف لفظ کو متن میں اور پوری عبارت کو حاشیے میں تحریر کیا ہے۔ اسی طرح جس لفظ کی فارسی تشریح خود میرزا غالب نے نہیں کی تھی، اس کی اردو تشریح میں سے

فارسی عبارت کے ہم آہنگ الفاظ چن کر متن کے اندر، اور کل عبارت حاشیے میں لکھ دی ہے۔ صرف دس پانچ جگہیں ضرور ایسی رہ گئی ہیں جہاں متن میں اردو تفسیر منقول ہے مگر ان مقامات پر مولف کی نظر میں یہی طرزِ عمل مناسب تھا۔

حواشی و اعراب: مذکورۂ بالا حاشیوں کے علاوہ، جو غالب کے تنبیہات کہے جا سکتے ہیں، مولف نے بھی جگہ جگہ توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ ان سے مقصود یا تو غالب کی تائید و توثیق ہے، یا یہ واضح کرنا ہے کہ غالب نے جو رائے ظاہر کی ہے، اُس سے لغت نویسوں کو اختلاف ہے اور یا اُن الفاظ کے اعراب کی سند پیش کرنا ہے، جنھیں غالب نے عمداً چھوڑ دیا تھا۔ اگر ان موارد میں کچھ سہو ہوا ہو، تو اس کی ذمہ داری غالب پر نہیں، مولفِ فرہنگ پر عائد کی جائے۔

ان حاشیوں میں اس کا التزام رہا ہے کہ بغیر مستند حوالے کے کوئی لفظ نہ لکھا جائے، اس لیے امید ہے کہ مطالعہ کرنیوالوں کو مزید تحقیق میں کسی طرح کی دشواری پیدا نہ ہو گی، اور وہ ماخذِ حواشی تک بآسانی رجوع کر سکیں گے۔

ایک کتاب دری کستا کا ذکر حاشیوں میں جا بجا نظر آئے گا۔ یہ کتاب مولوی نجف علی خاں جھجری کی تالیف ہے جو برہانِ قاطع کے ادبی جھگڑے میں غالب کے حامی و مددگار، اور اس سلسلے کی مشہور کتاب دافعِ ہذیان کے مولف تھے۔ ان کی فنی حیثیت زیادہ قابلِ استناد نہیں؛ مگر میں نے دری کستا کو صرف اس بنا پر پیشِ نظر رکھا ہے کہ غالب نے اس کی تقریظ میں، جو نسخۂ مطبوعہ کے آخر میں چھپی بھی ہے، کتاب اور مولف دونوں کی تعریف کی ہے، حالانکہ اس میں اکثر جگہ غالب سے اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے باقی رہ جانے کا سبب غالب کی سہل انگاری ہو، کہ اُنھوں نے کتاب دیکھے بغیر اُس پر مُہرِ تصدیق ثبت فرما دی، یا خود مولف کا اپنی رائے پر اصرار، بہر حال میری رائے میں یہ اختلاف قابلِ اظہار تھا، اس لیے دیدہ ور اصحاب سے اس جرأت کا عذر خواہ ہوں۔

معذرت و تشکریہ | فرہنگِ غالب کی کاپیاں پڑھنے کے دوران

میں، ترتیب اور حوالوں کی جو کوتاہیاں نظر آئی تھیں، حتی الامکان اُن کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اب کہیں کوئی خامی نظر آئے، تو اسے یہ تصور کیا جائے کہ یا اُس پر میری نظر نہیں پڑی، یا طباعتِ ثانی کی نوبت آنے تک اُس کی درستی ممکن نہ تھی۔

آخر میں، عالی جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی ایم، اے، پی ایچ ڈی، کی خدمتِ والا میں شکریہ پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ازراہِ لطف درفشِ کادیانی کا نسخہ عطا کرکے میری بیش قیمت مدد فرمائی۔

کتاب خانۂ ریاست رامپور
۳۰ جون ۱۹۴۶ء

امتیاز علی عرشی
ناظمِ کتاب خانہ

حصّۂ اوّل

فارسی وغیرہ

آ

آب : ترجمہ ماء کا ہندی جس کی پانی۔ اور بمعنیٔ رونق ولطف بھی آتا ہے۔ اور اسلحہ کی صفائی اور جواہر کی تیزی کو بھی کہتے ہیں
(فن، نغ)

آباد : در زبانِ پہلوی باوجودِ معنیٔ دیگر بمعنیٔ آفرین نیز ہست۔
(فش، ق)

آبادچہ : بستی۔ (د)

آب بر دستِ کسی ریختن : کنایہ از خدمتِ آن شخص کردن۔
(پ)

آب بر لیسمان بستن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب بہاون کوفتن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب تاختن : بمعنیٔ بول کردن۔ (پ)

آبچین: اسمِ جامہ ایست کہ پس از شستنِ دست در و بدان جا نم از دست در ربایند۔ و آن چیزیست کہ در عرف آن را رومال گویند۔ آبچین فارسیٔ قدیم در رومال فارسیٔ جدید۔ ایرانیٔ بمن گفت کہ رومال نامی است نہادۂ خاتونانِ ایران ازان جا کہ طبعِ اناث وسوسہ زاست، لفظِ مشترک بین الحی و المیّت بر خاطر ہای نازکِ شان گران آمد۔ لاجرم بہرِ آبچین اسمی دیگر تراشیدند۔ (د، قش، ق)

آبِ حرام: شرابِ انگوری را در مقامِ مذمت نیز آبِ حرام نامند (قش، ق)

آبخورد: بمعنیٔ اقامت۔ (م)

آب در جگر داشتن: بمعنیٔ تمول۔ (قش، ق)

آب دست: بحرکت و سکونِ موحدہ عموماً ترجمۂ غسالۂ ید ہے، اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں۔ تعمیم کی سند استاد کا شعر،

بے تکلف رد ببائی کن اگر دل خستۂ
کابدستِ او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند نامِ حق کی بیت:

آبدست و نماز باید کرد دل مقامِ گداز باید کرد
(نغ)

آبدَندان : بسکونِ بای موحدہ، نوعیست از امرود۔ و ہرگاہ با لفظِ حریف ترکیب دہند، معنیٔ عاجز و مغلوب دہد۔ (م)

آب دہِ دست : ہاتھ دُھلانے والا۔

آبِشتَنی : و آبستنی، باضافۂ یای تحتانی، بمعنیٔ زنِ حاملہ۔ مخفی نماند کہ آبِشتن مصدر نیست کہ آبست ماضی و آبستہ مفعولِ آن تواند بود۔ بلکہ اسمیست جامد و لغتی است غیر متصرف[۱] (پ)

آبِشتَن : و بتبدیلِ شینِ منقش بسینِ سادہ آبستن نیز، اسمی است جامد غیر متصرف، بمعنیٔ ہر چیز کہ از نظر نہان باشد عموماً، و بمعنیٔ زنِ باردار خصوصاً۔ و ہم ازین جہت کہ از نظر نہان باشد و دران محل تنہا روند، آبشتگاہ اسم بیت الخلا نہادند۔ آبشتنگاہ، آبشتنگہ و آبشتگاہ و آبشتگہ گیست کہ یکی نداند[۲]۔ (فش، ق)

آبش زیر کاہ است : افادۂ معنیٔ خوبی و نیکیٔ باطن نمی کند بلکہ مراد آنست کہ حالِ باطنش مجہول است، تا چہ پدید آید و مشارٌ الیہ

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے: "آبست کوئی لفظ نہیں ہے۔ آبستن اصل لفظ اور آبستنی فرید علیہ، یہ دونوں صحیح بلکہ آبستنی زیادہ فصیح۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۲۸، میں آبشتنگاہ کو بفتح با بمعنی خلوتخانہ لکھا ہے۔

چگونہ کسی باشد (نش، ق)

آبکار: مقلوبِ کارِ آب[۱]۔

آبکَش: سَقّا۔ (د)

آب گرفتن: افشردن، فشردن، نچوڑنا۔

آبگیر: بمعنیٔ تالاب۔ (نش، ق)

آبگینہ در جگر شکستن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

آبلہ: چھالا۔ (قن)

آبلہ خورد: چیچک رو۔ (د)

آبِ مروارید: د آبِ سیاہ، دو گونہ آبست کہ در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد۔ و آبِ سیاہ بچشم مخصوص نیست و پای اسپ نیز از ین نام نشان یافتہ اند۔ چنانکہ شاعر در مذمتِ اسپ گوید ع سمش آبِ سیہ آرد قلم دار ۔ د آبِ بخاک آمیختہ را باعتبارِ نہ شستن گوہر آب نیز آبِ سیاہ گویند و فتنہ د آشوب را نیز ازان رو کہ گروہِ طبائع است آبِ سیہ خوانند۔ چنانکہ استاد گوید:

---

[۱] در بی تن : ۹۴، آبکار بر وزن آبیار، سقاد بادہ کارکہ می فروش باشد۔

جہان اگر ہمہ آبِ سیہ گرفت، چہ باک!
چو را ضمیم بیکی نان و آبکِ انگور

آبِ سیاہ در مصرعِ اول بمعنیٔ فتنہ و آشوب و آبکِ انگور
در مصرعِ دوم کنایہ از شراب۔ (فش، ق)

آبمند[1] : سردار، مالدار، صاحبِ سامان۔ آبمندان :
سرداران۔ (د، تغ، فش، ق)

آبی شدنِ کار : بمعنیٔ تباہ شدنِ کار۔ (پ)

آبی کردنِ کار : تباہ کردن۔ کام بگاڑنا۔ (د، تغ)

آتش : بالفِ ممدودہ و تای فوقانیٔ مفتوحہ، آذر، نار، آگ۔ قافیۂ آتش
با دانش ادعائیست نا دل پزیر آری در سالکِ قوافیٔ سرکش و
مشوش ہزار جا دیدہ ایم۔ (فش، ق)

آتش از چشم پریدن : عبارت از حالتی است کہ در وقتِ
رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ رو بدہد۔ (پ)

آتش برگ : اسمِ سنگ پارہ ایست کہ پُر از شرارہ است (فش، ق)

آتش دان : کانون۔

۱۔ فرہنگ انجمن آرای میں لکھا ہے: "این لغت در فرہنگ نیامدہ و از تصرفات
مؤلف است"۔ دری کشا: ہو، حیں پر وزنِ تاب چند معنی و مغز دنی ہے۔

آتش زنہ: در فارسی دچقماق در ترکی، اسم ازار آہنین است
که چون آنرا بر آتش برگ زنند، شراره ازان سنگ پاره بر دن
جہد۔ (فش، ق)

آجُل: بجیم مضموم، عربی مُجنا دہندی ڈکار۔ و اسم دیگر آرغ۔ (پ، ق)

آختن: بالف ممدودہ، بیرون کشیدن۔ آخت، آختہ۔ این را
مضارع نباشد۔ و آہیختن، و آہیخت و آہیختہ نیز گویند۔
(پ، فش، ن)

آخُرِ خشک: بی واوِ معدولہ و حرکتِ رای قرشت، جای بی نفع و
بی فیض را گویند۔ و آخُرِ چرب، محلِ کثیر النفع را خوانند خشک
آخر و چرب آخر مضاف و مضاف الیہ مقلوب است۔ (فش، ق)

آخرِ روز: آفتاب زردی۔

آداش: بمعنی ہمنام۔ عربی آن سَمِیّ است۔ (پ)

آداک: بمعنی جزیرہ۔ (پ، م)

آدر: بدالِ بی نقطہ، اسم آتش، آنچنانکہ بذالِ منقوطہ زبہا نیست
و و نام ماہ و نام روز که آذر بذالِ بی نویسند، ہمہ زای ہوز
در کار نیست۔ (ر، ع، فش، ق، فن)

۱۔ دری کشا: بہ، بدالِ مہملہ در ای مہملہ در آخر، آتش، بعربی نار۔

آذرگشسب[1] : برق، بجلی۔ (د، فن)

آذرم : بدالِ ابجد، بمدِ زمین را گویند که اسمِ دیگرِ آن کلتوت و در عرفِ اہلِ ہند "کھوگیر" اسمِ اوست۔ در اصل خوگیر نیز فارسی است، اما نہ بدین صورت، بلکہ خوی گیر بواوِ معدولہ و تحتانی، خوی، ترجمۂ عرق، وگیر صیغۂ امر از گرفتن (فت، ق)

آذرنگ : بمعنیٔ رنج و محنت۔ (فش، ق)

آدَه : بالفِ ممدودہ و دالِ ابجد، در فارسی بمعنیٔ نشیمنِ مرغان آید۔ در ہندی بالفِ مفتوحہ و دالِ ثقیلۂ مشددہ گفتہ می شود۔ (فش، ق)

آدیش : در زبانِ پہلوی قدیم لفظی است جداگانہ بمعنیٔ تعلیم و تکریم۔ (فش، ق)

آراستن : آراست، آراستہ، آراید، آرایندہ، آرای، آرائی بمعنی آرایش۔ آرائی میں مصدری تحتانی آگئی ہے (ب، تیغ)

آرامشداد : بسکون شین، انتظام۔ (د)

آرامیدن : آرامید، آرامیدہ، آرامد، آرامندہ، آرام

[1] لغت فرس : ۲۹، بمعنی آتش پرست۔ دری کشا ۱۲، بفتح کافِ فارسی و شین معجمہ وسکونِ زای مہملہ و بای فارسی در آخر، برزنی و نامِ فرشتۂ موکل بر آتش۔

بحیثِ مصدر بحذفِ الف نیز آید۔ وحذفِ الف در مضارع روانیست ۔ (پ)

آرد : آٹا۔ آردِ بریان : سویق، پِشت، ستّو۔ (تن)

آرِش : برای مکسور، بمعنیٔ معنی۔ (آ، د، فش، ق)

آرَنج : بمعنیٔ مِرفَق است کہ آنرا در ہندی کہنی نامند۔ (ق، تن)

آرَنگ : بمعنیٔ ہرگز وزنہار آمدہ۔ (فش)

آروغ : آرُبل، جُشا، ڈکار۔ (ب، تن)

آز : حرص۔ (د، تغ)

آزردن : مصدریست مشہور ہم بمعنیٔ لازمی و ہم بمعنیٔ متعدی وآزارد مضارع، وآزارم از بحیثِ مضارع صیغۂ متکلم آزار امر۔ (خ، فش، ق)

آزردہ شدن از ناز : پشتِ چشم نازک کردن ۔

آزمودن : آزمانا۔ (تن)

آزُور : برِوزنِ ناسور، حریص (د، قط، تغ)

آژخ : عربی ثؤلول د ہندی مَسّا ۔ (پ، تن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "آزار، امر بمعنیٔ اسم جامد آتا ہے، اور اسم جامد 'کردن' سے ساتھ پیوند پاتا ہے۔" (خ)

آژدن: بزای شلثہ ساکن بروزنِ یافتن دبافتن۔ داین را چہار معنی است: بخیہ زدن، وحجامت یعنی خستنِ تن باسترہ دمُجدَّر ساختنِ آسیا سنگ، وکشیدنِ اُتو برجامہ۔۔۔۔ آری ماژدنی ہست کہ آنرا درہند گودھنا گویند بکافِ عجمی مضموم وواوِ معروف ؛ دالِ مختلط التلفظ بہای ہوز۔ وآن خستن تن است بزخمِ سوزن وآگندنِ نیل درآن رخنہ ہا، چنانکہ درہند زنانِ روستا بیشتر بر سینہ وگردن وساعد وبازد این صنعت بکار برند وانواعِ نقوش انگیزند۔۔۔۔ درین مصدر ومشتقات بجای زای فارسی جیمِ عربی نیز نویسند۔ (فش، ق)

آژدَہ: جامۂ اُتو دار وبخیہ کار را گویند، یعنی مفعولِ آژدن۔ (فش، ق)

آژَنہ: بالفِ ممدودہ وزای فارسیٔ مفتوح، درہندی گارہ خوانند۔ (پ، د، تن)

آژَنگ: شکنی کہ بردی افتد، وبہندی جُھرّی گویند (پ، ق، فن)

آژہ: چونا۔ (د)

آژیَنہ: آلۂ خستنِ سنگ وکشیدنِ اُتو، مشتق از آژدن است (فش، ق)

آس : آسیا، چکی۔ (قن)

آسا : صیغۂ امر است از آسودن۔ و آسا بالفِ ممدوده، یعنی جامد غیر متصرف نیز ہست بمعنیٔ مثل و مانند و بمعنیٔ باشاک و دہان دره که آن را در عربی فاژه و در ہندی جمائی گویند و بمعنیٔ تمکین و وقار نیز آید۔ (پ، فن، ق)

آستان پرخاستن : کنایہ از ویرانیٔ خانہ است، چنانکہ خاقانی فرماید : بام بنشست و آستان پرخاست۔ (پ، فن، ق)

آشتر : بالفِ ممدوده، مقابلِ ابره، چنانکہ سعدی فرماید :

۱۔ لغت فرس : ۱۹۰ میں بمعنیٔ "آسیا کردن" متن میں اور بمعنیٔ "آرد نرم باشد زیر سنگ" حاشیے میں لکھا ہے۔ استشہاد میں کسائی کا یہ شعر: "آسمان آسیای گردان است ؛؛ آس مان، آسمان کند ہر مان"، اور لبیبی کا یہ شعر: "دوستا، جای بین و مرد شناس ؛؛ شد نخواہم بآسیای تو آس"، اور معزّی کا یہ شعر: "تا دلِ من آس شد در آسیای عشق تو ؛؛ ہست پنداری، غبارِ آسیا بر سر مرا"، پیش کیے ہیں۔ میری دانست میں ان تینوں میں "آرد نرم" کا مفہوم زیادہ واضح ہے، اس بنا پر صحیح لغتِ فرس کا دوسرے نسخے کو حاشیے میں جگہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

۲۔ دشنہ کاویانی میں مرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے: "دہان دره و آسا ہمان فاژه است، کہ بہندی جمائی و در عربی تثاؤب و تمطی خوانند"۔ فاژه کی تحقیق حرف فا میں ملاحظہ ہو

قبا داشتی ہر دو رو آستر۔ (فش، ق)

آستین افشاندن: عبارت از ترک و تجرید۔ (پ)

آسمان: چرخ، فلک، چنبرِ واژگونہ گردون۔

آسمان با برو پوشیدن: کنایہ از انکارِ وجودِ بدیہی۔ (پ)

آسمان سوراخ شدن: کنایہ از تواترِ نزولِ بلا۔ (پ)

آسمان غریو: رعد۔ (د)

آسمانہ: سقف، چھت (د، تن)

آسودن: آسود، آسودہ، آساید، آسایندہ، آسای (پ)

آسیا: آس، چکی۔ (تن)

آسیم: در اصل آسام است قلبِ آماس۔ لاجرم ورمِ دماغ را سرآسام گویند و سرسام مخففِ آنست۔ آسیم را ہمان امالۂ آسام توان دانست۔ و آسیمہ سر و سراسیمہ را مرکب از آسیم و سر توان گفت۔ بلکہ در کلامِ قدما تنہا آسیمہ بجای سراسیمہ نیز آمدہ۔ و بجای میم کلمن واو و بجای ہای ہوز نون آوردہ آسیون نیز نوشتہ اند۔ (فش، ق)

آشامیدن: آشامید، آشامیدہ، آشامد، آشامندہ، آشام (پ)

آشفتن: آشفت، آشفتہ، آشوبد، آشوبندہ، آشوب۔ (پ)

آشکار: ظاہر، ہویدا، نمودار۔
آشیانہ: گھونسلا۔ (ق)
آغشتن: بشینِ نقطہ دار و غینِ مکسور، بر وزنِ دانستن[۱]، مصدری است مشہور، در معنی مرادفِ آلودن، بدین قدر تفاوت کہ آلودن عام است، خواہی بچیزی نمناک خواہی بچیز خشک، و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیز نمناک۔ و آغازد مضارعِ این مصدر است۔ آغشتہ، بغینِ مکسور، مفعولِ آغشتن۔ (فن، ق)
آغوش: کنار، بغل۔ (فن، ق)
آف: گمانِ گردہی آنست کہ آف اسمی است از اسمای نیرِ اعظم، و آفتاب مزید علیہ، چون ماہ و ماہتاب و جم و جمشید۔ اندیشہ این را می پذیرد۔ (فن، ق)
آفتاب: ہُوَر، ایت، نیرِ اعظم، سورج۔ خرشید، شمس۔
آفتاب زردی: بلای ساکن و یای معروف، کنایہ از آخرِ روز است۔ (فن، ق)
آفتاب گردش: بسکونِ بای موحدہ، یعنی از شرق تا غرب (م)،

۱۔ لغتِ فرس: ۴۷۰، میں بضمِ غین لکھ کر فردوسی کا یہ شعر مثال میں پیش کیا ہے: ز ایرانیان من بسی کشتہ ام :. زمین را بخون و گل آغشتہ ام۔

آفریدن: آفرید، آفریده، آفریند، آفریننده، آفرین۔ (پ)
آفرین: لغتی است جامد غیر متصرف، بمعنی تحسین و مرحبا۔ اما آفرین لغتی دیگر است از مشتقاتِ مصدرِ آفریدن بمعنی امر۔ (فش، ق)
آکنده گوش: بکافِ عربی، کسی را می توان گفت که گوشِ او را بزور کنده از بنا گوش جدا کرده باشند۔ (فش، ق)
آگندن: بکافِ فارسی، مصدریست صحیح۔ و آگنده مفعولِ آن۔ و آگند مضارع[1]، و آگنہ، بمعنی حشوِ قبا و حشوِ نہالی، صیغۂ امر است هم ازین مصدر بہای مختفی پیوسته، چون استره و آذینه (پ، فش، ق)
آگنده گوش: بکافِ فارسی بمعنی کر که عربی آن اَصَمّ است، آنست که بطلان در حسِ سامعۂ وی راه یافته باشد۔ (فش، ق)
آگنہ: بمعنی حشوِ قبا و حشوِ نہالی۔ (فش، ق)
آلش: بروزنِ بالش بمعنی عوض چنانکه گویند "فلانی رخت آلش کرد" (پ)
آل تمغا: مرکب است از آل و تمغا۔ آل، مطلق رنگِ سرخ،

1۔ پ میں میرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "این را مضارع نباشد"

و تمغا بدو معنی مشہور ست: نخست باجی کہ در راہ ہا از رہگذران گیرند، دوم مُہر۔ ودر آلتمغا معنیٔ دومی منظور ست۔ در دفتر تاجدارانِ تیموریہ بہ نامہائی کہ بہ تاجدارانِ دگر می نوشتند، دیر اسنادِ جاگیر کہ بمردم می بخشیدند، مہرِ شنگرف میزدند، و آنرا آلتمغا می گفتند، یعنی مہرِ سُرخ۔ تنہا مہر را تمغا گویند، نہ آلتمغا۔ (فن، ق)

آلودن: آغشتن۔ مصدر ست۔ آلود، آلودہ، وآلاید مضارع، آلایدہ و آلای امر، ومیالای نہی۔ ومخفف میالای، مالای (پ، فن، ق)

آلہ: افزار۔ جمع آلات۔

آمادہ: لغتِ دیگر ست جامد غیر متصرف بمعنی با مہیا متحد یا بدل آمودہ است۔ ما خود آن را لغتی دیگر گمان می کنیم۔ واگر ہمان مبدل منہ آمودہ است بمعنیٔ مہیا، ہما نا خواہد بود (فن، ق)

آمادۂ گریز شدن: دامن بدندان گرفتن۔

آمدن: آنا۔ آمد، آمدہ، آید، آیندہ، آی۔ (پ، قن)

آموختن: ہم لازمی و ہم متعدی است۔ آموخت۔ آموختہ آموزد، آموزندہ، آموز، (پ)

آمودن: مصدر ست ترجمۂ اندراج عموماً و بمعنیٔ گہر در رشتہ کشیدن خصوصاً۔ آمود ماضی و آمودہ مفعول و آماید مضارع و آمایندہ فاعل و آمای امر۔ (پ، فش، ق)
آمیغ[1]: حقیقت (د، تغ)
آمیغی: بفتحۂ الف و کسرِ میم و یای معروف، بمعنیٔ حقیقی۔ (آ، پ)
آنت: بمعنیٔ خہی و زہی۔ (پ)
آواز: فارسی، عربی صدا۔ (فش، ق)
آوازِ اسپ: صہیل، شیہہ۔
آوازِ خوش: دستان۔
آوازِ ہولناک: صیحہ۔
آوَخ[2]: بمعنیٔ افسوس۔ (پ)
آوردن: لانا۔ (قن) آورد، آوردہ، آرد، آرندہ، آر۔ نہفتہ مباد کہ مضارع ہا و بحثی کہ متعلق با اوست، باضافۂ

۱۔ دری کشا: ۶، تحتانی مجہول و غینِ معجمہ، حقیقت مقابلِ مجاز، و آمیغی بیای نسبت در آخر، حقیقی مقابلِ مجازی۔
۲۔ دری کشا: ۶، بفتحۂ واو و سکونِ خاء معجمہ، آہ و افسوس۔

واو نیز آید، آوَرد بحرکتِ را، آورنده، آور۔ (پ)

آوَند: ترجمۂ ظرف است مطلق برتن۔ (د، فش، تغ، ق)

آوَنگسا: بمعنیٔ ریسمانِ خوشۂ انگور۔ و ریسمان کہ بسقف آویزند و چھینکا در ہندی خوانند۔ (پ، تش، ق، قن)

آوَنگان: یعنی سرنگون۔ (م)

آویزہ: پیرایہ ایست کہ در نرمۂ گوش سوراخ کنند و آن پیرایہ را دران اندازند تا آویزان باشد۔ اما آویزہ خصوصیت بگوش ندارد کہ در کلاہ و تاج و تخت و چتر نیز استعمال یابد۔ (فش، ق)

آہن: حدید، لوہا، (قن)

آہنِ سرد کوفتن: اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آہُو: عیب، ہرن۔ (د، قن)

آہیختن: آختن، بیرون کشیدن، آہیخت، آہیختہ۔ (پ)

آئینہ: آرسی۔ (قن)

آئینہ دار: آنرا گویند کہ آینہ و شانہ در تحویلِ وی باشد، و چون خواجہ دست و رو شوید، شانہ و آینہ پیش نہد، تا خواجہ روی را نگرد و موی را شانہ زند۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۱۰۴، میں کوزۂ آب اور برہان دو معنی لکھے ہیں۔

ا

ا: درابتدای کلمه افادهٔ معنیٔ نفی کند چنانکه "جنبان" بمعنیٔ متحرک و "اجنبان" بمعنیٔ ساکن۔ و این الف در حرکت پیروِ حرفِ مابعدِ خود نباشد و پیوسته مفتوح بود۔ و بعدِ صیغهٔ امر تنها الف افادهٔ معنیٔ فاعلیت کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ الفی که در وسطِ صیغهٔ مضارع آرند، دعائیہ است، و الفی که در آخرِ صیغهٔ مضارع آرند، زائد۔ (فش، ق)

اَبَد: انجامِ جاوید پیوند۔

اَبْدَال: در عربی جمعِ بدل است۔ (فش، ق)

اَبْر: بدلی۔ (قن)

اَبَر: بفتحتین، ترجمهٔ "علیٰ" و فرید علیہ "بر" مشہور است۔ (فش، ق)

اِبرام در طلبِ چیزی: مکاس ۔ وکیس، امالۂ آن ۔
آبکار: مخففِ آبکار ۔
آپگندن: افگندن ۔
اَثاثُ البَیت: کاچار، کاچال، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ ۔
اَثیر: بثای مثلثہ و رای بی نقطہ بروزنِ اسیر، در عربی اسم کرۂ نار است ۔ (فش، ق)
اُجاغ: دیگدان، چولھا ۔ (قن)
اَجداد: نیاگان ۔
اُجُنبان: مرادفِ ناجنبندہ، بمعنیٔ ساکن ۔ (فش، ق)
اِحتیاج: نیاز ۔
اَحمق: نادان، اوُت ۔ (قن)
اختر: تارہ ۔ (قن)
اخترِ روز: آفتاب ۔ (نش، ق)
اِختلاط: لابہ، لاغ ۔
اخگر: انگارہ ۔ (قن)
آخلگندہ: جھنجھنا ۔ (قن، دہلی اردو اخبار، شمارہ ۱۴ ج ۵ بابت اپریل ۱۸۵۳ع)

اَخْواستی : ترجمۂ غیرارادی۔ (خش، ق)

ادب آموز : یعنی استاد۔ (آ)

ارادی : خواستی۔

اَژْتَنگ : بمعنیٔ مرقعِ تصویرست مطلق[1]۔ مگر چون آن را بسوی مانَی مضاف گردانند، اژتنگِ مانَی و ارتنگِ مانوی خوانند بکسرۂ کافِ فارسی۔ (پ، ق، م)

اَرْج : بمعنیٔ قدر و قیمت آید۔ و بہا مرادفِ آنست۔ و ارزش نیز ہم چنین۔ (پ، فش، ق)

اَرْجمند : بمعنیٔ صاحبِ رتبہ، چہ "مند" افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند۔ (فش، ق)

اُردی بہشت : مدتِ ماندنِ آفتاب در ثور۔ (د)

اَرْز : صیغۂ امراست از ارزیدن، و مثلِ سوز و ساز افادۂ معنیٔ مصدری می کند۔ و چون مابعدِ آن شینِ نقطہ دار آرند، معنیٔ حاصلِ مصدر می دہد، چون سوزش و سازش و "ارج" بدلِ ارز است۔ (فش، ق)

---

[1] لغت فرس: ۲۱۱، میں لکھا ہے کہ مانی کے مرقعِ تصاویر کا نام ہے اور دری میں یہی ایک لفظ ہے جس میں حرفِ ثا دیکھا گیا ہے۔ یعنی صاحبِ لغتِ فرس کے نزدیک یہ لفظ ارتنگ کی جگہ اثنگ ہے۔

آرزانش: بروزنِ ہردانش، خیرات و ایثار، خیر خیرات۔
(تیغ، د، فش، ق)

آرزانی: محتاج و خیرات خوار۔ (تیغ)

آرزن: قسمتی از غلہ۔ (د)

آرزیدن: ارزید، ارزیدہ، ارزد، ارزندہ، ارز۔ (پ)

آرزیز: رانگ۔ (خن)

آرژنگ: بزای فارسی، اسم است و سہ مسمی دارد کہ ہر سہ در ازمنۂ مختلفہ سَمیِّ یک دیگر بودہ اند۔ نخست دیوی کہ رستم آن را کشت۔ دوم گردی کہ طوس آن را کشت۔ سہ دیگر نقاشی کہ ، ہمچون مانی و بہزاد ، درین فن صاحبِ دستگاہ و نام آور بود، چنانکہ مولانا نظامی گنجوی، علیہ الرحمۃ، در شیرین و خسرو از زبانِ شیرین فرماید:

بقصرِ دولتم مانی و ارژنگ طرازِ سحر می بستند بر سنگ
(پ، فش، ق)

آرض: مرز، زمین۔ (خن)

آرضہ: خورہ، اسم کرمی است۔

آرغنون: بغینِ مفتوح۔ اور مخفف اس کا "ارغن" اور مبدل منہ

"ارگن" ہے۔ (آ، خ)

اَژک: بالفِ مفتوح بر وزنِ درک، قلعۂ کہ درمیانِ حصار باشد، قلعۂ کوچکی کہ درمیانِ قلعہ باشد، قلعۂ درونِ حصار۔
(پ، د، تغ)

اَژمغان: بمعنیٔ سوغات (پ)

اَرِنی: "رے" کی سکون و حرکت کے باب میں قولِ فیصل یہی ہے۔ ... اگر تقطیعِ شعر مساعدت کر جائے اور "ارنی" بر وزنِ چمنی گنجایش پائے، تو نعم الاتفاق۔ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیٔ جواز ہے۔ (عس)

اَژوَند: بفتحِ الف، و "الوند" بلام نیز، نامِ کوہی است[1]۔ و نامِ دریائی نیز۔ و بضمۂ الف خلاصہ و زبدہ و بسیط را گویند کہ مقابلِ مرکب است۔

دساسانِ پنجم مترجمِ دساتیر، "اُژوند" را بمعنیٔ چیزی آوردہ است کہ ہیچ چیز از خارج داخلِ آن نتواند شد[2]۔ آموزگارِ ہرمزد، ثم عبدالصمد، گاہ گاہ در مکاتباتِ خود "اروند بندہ" نوشتی

1۔ لغتِ فرس: ۷۸، بمعنیٔ رود دجلہ، و ۱۰۰، بمعنیٔ مجربہ۔ دری کشا: ۸، بضم الف۔

2۔ "ترجمہ ہندی زبان میں "ٹھوس" کا لفظ ہوتا ہے۔ عربی میں ان معنوں کا لفظ "صمد" ہے"۔ تیغِ تیز۔

چون پدرِ وہش رفت، فرمود کہ" اروندبندہ" مضاف و مضاف الیہ مقلوب است، یعنی بندۂ اروند، بندۂ، ترجمۂ 'عبد' و 'اروند' ترجمۂ 'صمد'۔ و نیز می فرمودند کہ چون طبائعِ لطیف استعارہ را دوست دارند، 'اروند' را کہ اسمِ کوہی است، بمعنیٔ تمکین و وقار و شان و شوکت نیز آرند۔ (فش، ق)

ازپڑکار افتادن: بمعنیٔ رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب (پ)

اَژْدَر: بمعنیٔ لائق۔ (بر)

اَژْلاد: بفتحۂ الف، ہرگز۔ (د، تغ)

اَژْدَر: اژدہا۔ (د)

اَژدرشِکر: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح، شکار کنندۂ اژدہا (د، تظ، تغ)

اُشبوع: ہفتہ، آٹھوارہ۔

اسپ: گھوڑا۔ (تن)

اسپ سواری: ہیون۔

اِسپہبد و سپہبد: بحذفِ الف، سردارِ سپاہ را گویند۔ و مجازاً

نفسِ ناطقہ را نیز نامند[1]۔ (پ)

اِسْپِید: سپید[2]۔ (ینغ)

اُسْتُخوان: ہڈی۔ (قن)

اُشْتُر: حاشا کہ نام دابۂ مشہورہ 'اشتر' بفتحتین باشد۔ آن اُشتُر است بہر دو ضمہ بر وزنِ 'پُر دُر'۔ 'دُستُر' مخفف آن دستور مزید علیہ، چنانکہ سعدی راست:

آن شنیدستی کہ وقتی تاجری | در بیابانی بیفتاد از ستور
گفت: "چشمِ تنگِ دنیادار را | یا قناعت پر کند، یا خاکِ گور"

(ش، ق)

۱۔ میرزا صاحب نے اس لفظ کو ہر جگہ 'اسپہبُد' بضمِ با، لکھا ہے۔ دری کشا: ۹، اُن کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں تصریح کی ہے، 'بَد' بفتح با کے معنی دارندہ اور صاحب ہیں۔ اور سپہبد وغیرہ کے آخر میں یہی لفظ واقع ہے، اسی لیے بفتح با پڑھنا چاہیے۔ فردوسی کہتا ہے: چو بر داشت پردہ ز در ہیربد ٭ میاوش ہمی بوتر سان زبد۔ لغت فرس: ۱۰۰۔

۲۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "اصل اس کی یہ ہے کہ سپید شکم دو لغتِ جامد ہیں۔ ان پر الفِ وصل لاتے ہیں، چاہو کہیں، یعنی اشکم و اسپید کو لغتِ اصلی اور شکم و سپید کو مخفف کہو۔" (ینغ)

اُشتُردن : بہمزۂ مضمومہ و تای فوقانی مضموم، زنِ عقیمہ یا نجہ (فش، ق، تن)
اُشتُرہ : آلۂ حجامت۔ (فش، ق)
اِستِعذار : پوزش، پزش
استغاثہ : داد خواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن، مشعل بکف گرفتن۔
استفادہ : درپسِ زانو نشستن۔
استقبال : پزیرہ۔
اَشتہ : بروزنِ دستہ، بمعنیٔ تخمِ برخی از میوہ۔ و آن خود مبدل منہ 'خستہ'، است۔ و آن را چنانکہ 'استہ' گویند، 'ہستہ' نیز خوانند۔ (فش، ق)
استہزا : فسوس، کلاغ گرفتن۔
اِسفَندارمُزد و اسفندارمز : ہم نامِ ماہست، و ہم نامِ روز، و ہم نامِ سردش۔ (فش، ق)
اُسلُوب : سان، طرز۔
اسم : نام (تن)
اُشتُر : اونٹ۔ (تن)
اُشتُلم : بضمۂ الف و ضمۂ تا و ضمۂ لام، شدت۔ (د، تغ)

اشتیاق: شاد خواست، خواہش۔
اُشغُر: بوزنِ اُشتُر، اسم جانوری است خار دار کہ بہندی "سیہہ" گویند۔ (پ، قن)
اِشکم: شکم۔ (تیغ)
اَشکوب: بوزنِ اَجمُود، عبارت از درجۂ عمارت۔ (پ)
اِشگرف: شِگرف، نادر، عجیب۔
اِصطِکاک: بمعنیٔ آوازِ گشودنِ در (آ)
اَصَمّ: آگندہ گوش۔
اِطاعت: سر نہادن، گردن نہادن۔
اِعتراض کردن بر کلام: انگشت بحرف نہادن۔
اِعتراف: خط دادن، اقرار۔
اِعتکاف: گوشے میں بیٹھنا۔ (قن)
اَعَمّ: بتشدید لفظِ عربی۔ (آ، خ)
اُفتد: واقع شود۔ (آ، خ)
اَفدَستائی[1]: یعنی نمایش۔ (م)

۱۔ لغت فرس: ۵، میں "افدستا" کو بسکونِ فا و دال و کسرِ سین لکھ کر بتایا ہے کہ یہ پہلوی لفظ ہے جو "افد" بمعنی شگفت اور "ستا" بمعنیٔ ستایش سے مرکب ہے۔

افراختن : افراخت، افراختہ۔ بجای خا، شین نیز آید، یعنی افراشتن
افراشت، افراشتہ۔ بحثِ مضارع در ہر دو صورت افرازد،
افرازندہ، افراز، سراسر بحث بحذف الف نیز مسموع
است۔ (پ)

افراز : بتقدیم رای بی نقطہ، صیغۂ امر است از افراشتن۔ (فش،ق)

اِفراطِ زحمت و رنج : در آب و آتش بودن۔

افروختن : افروخت، افروختہ، افروزد، افروزندہ، افروز۔
بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ لیکن در بحثِ مصدر
حذفِ الف نتوان کرد، چہ اندران صورت افروختن و
افروخت، فروختن و فروخت می گردد، و آن بحثی است
جداگانہ بمعنیٔ جداگانہ۔ (پ)

افروختنِ چراغ : برکردنِ چراغ۔

افزا : صیغۂ امر است از فزودن۔ (فش، ق)

افزار : بتقدیم زای نقطہ دار، در عرفِ ہند اوزار گویند، بمعنیٔ
آلہ کہ جمع آن آلات است۔ (د، فش، ق)

افزودن : افزود، افزودہ، افزاید، افزای۔ سراسر بحث
بحذفِ الف نیز جائز۔ (پ)

اَفْسار: بمعنۂ پوزی۔ (آ، بر، خ، د، س، فن، م)
اَفْسَر: تاج۔ (آ، خ، د)
اَفْسُردن: افسرد، افسردہ، نژند، افسرِد، بحرکتِ را۔ فاعل وامر مسموع نیست۔ واین بمعنٔ بحذفِ الف نیز می آید۔ (پ)
افسوس: بالفِ مفتوح وواوِ مجہول، در فارسی بمعنۂ حسرت وحیف ومرادفِ دریغ است۔ (فش، ق)
اَفْشار: نامِ قومی است از مغولِ ایرانیہ۔ تجرمثلہا۔ (فش، ق)
اَفْشُردن وفشردن: بیش از سہ معنی ندارد۔ یکی از جامۂ نمناک یا از میوۂ تازہ آب گرفتن، ہندیٔ آن نچوڑنا۔ دوم بزور در آغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن، ہندیٔ آن بھینچنا۔ سہ دیگر چون با قدم یا با پای استعمال کنند، معنۂ استوار کردن دہد، ہندیٔ آن گاڑھنا۔ افشرد، افشردہ، افشرد بحرکتِ را مضارع ونیز باضافۂ الف، یعنی افشارد۔ وفاعل وامر ازین مضارع استخراج نمایند، افشارندہ، افشار سراسر این بحث بحذفِ الف نیز آید۔ (پ، فش، ق)
افطار: روزہ کھولنا۔
اُفقِ شرقی: کنارۂ خاوری۔

افکندن: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ کافِ عربی، مصدری است پارسی و آن را "اپکندن" نیز نویسند و مبدلِ آن "اوکندن" است بلکہ "اوژندن" نیز، چنانکہ "شیر افکن" را "شیر اوژن" نویسند۔ در صورتِ اول مضارع "افکند" خواہد آمد و باز اوکند و اپکند و اوژند ہر چہار بحرکتِ اول و ثالث۔ افکند، افکندہ، افکند بحرکتِ نون، افکنندہ، افکن، سراسر بحذفِ الف نیز مسموع۔ (پ، فش، ق)

اقامت: آبخوردہ۔

اقرار: خط دادن، اعتراف کردن۔

اَکَدِش: بالف و دالِ مکسور، دو تخمہ، خواہی انسان و خواہی اسپ کہ آن را مُخَنَّس گویند، آن کہ پدرش از قومِ دیگر باشد و مادرش از قومِ دیگر۔ (پ، فش، ق)

اُلاغ: خر، گدھا۔ (فش)

اَنجال: ہمیدن۔

اَنْغُخْتَن: بفتحۂ الف و ضمۂ فا[1]، بوزنِ افشردن، مرادفِ اندوختن

۱۔ لغتِ فرس: ۳۰۷، میں بفتحِ فا لکھ کر رودکی کا جو شعر مثال میں پیش کیا ہے اُس میں بخت اور سخت قافیے میں، نیز لغتِ الفغدہ بمعنیٔ اندوختہ کو بھی بفتحِ فا ہی لکھا ہے: ۳۳۴۔ دراصل یہ بھی الفغدہ ہی کا ایک لہجہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدی کے نزدیک ضمۂ فا کی جگہ فتحہ یا ہے۔

جمع کرنا۔ الفخت، الفختہ یعنی اندوختہ، الفخد بفای مفتوح، الفخم بمعنیٔ اندوزم، الفخندہ، الفخ۔ معلوم باد کہ از الفخد کہ مضارع است، الفخیدن پدید می آید (بہ، د، تغ، فش، ق، م)

الفِ صیقل: عبارت ازان خطِ مستطیل است کہ ہنگامِ زدودنِ آیینۂ فولادی بر سطحِ آیینہ پدید آید[1]۔ (م)

اَلَنگ: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ لام، اسم دیواری است کہ ردیدہٴی لشکر کشند۔ و در ہندی قریب بدین معنی۔ (فش، ق)

امام: پیرہ دستور، پیشوای دین۔ (قن)

اُمَّت: پرسانِ نبی۔

امروز: آج۔ (قن)

اَمشاسپند: بمعنیٔ فرشتۂ رحمت۔ (پ)

امبد: آس۔ (قن)

اَمبَر: مرادف نامیرندہ۔ و در ہندی نامیرندہ را امر، بفتحتین گویند۔ (فش، ق)

اَنباشتن: مصدرِ اصلی است، و انبارد مضارع و انبار امر۔ (فش، ق)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اس کو الفِ صیقل کہتے ہیں" (آ، خ، ع)

انباغ : بفتحۂ الف، بمعنیٔ دو زن کہ یک شوہر داشتہ باشند۔ و آن را بہندی سوت و سوکن نامند۔ (پ، تن، م)

انبان : بفتحہ، گون یا بورا۔ (د، تغ)

انبر : بوزنِ قنبر[1]، افزاری کہ آتش بدان کشند، و آن را "دسپنا" نامند۔ (پ، فن)

انبساط : لابہ، لاغ۔

انبوبہ : بوزنِ منصوبہ، لولہ را نامند کہ ہندیؑ آن ٹونٹی است (پ)

انبودن : مصدریست بدالِ بی نقطہ[2] بر وزنِ افزودن، بمعنیٔ بہم آوردن و بر وی ہم نہادن ۔ ع : باغبانی بنفشہ می انبود۔

۱۔ لغتِ فرس: ۱۳۸، اور انجمن آرای ناصری میں "انبر" کو بفتحِ اول وضمِ ثالث وسکونِ ثانی لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب نے بھی قادر نامے میں انبر کا مزید علیہ انبوبہ درج کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ انبر کی با مضموم ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں انبر کو بوزنِ قنبر لکھنے میں سہو ہوا۔

۲۔ میرزا صاحب کو اس لفظ کے بذالِ منقوطہ اور بمعنیٔ آفرینش ہونے سے انکار ہے، حالانکہ لغتِ فرس: ۳۹۲ میں بمعنیٔ آفرینش لکھ کر رودکی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے:

بودنت در خاک باشد، یا فتی: ہمچنان کز خاک بود انبوذنت

یعنی گلہای بنفشہ می چید و بردی ہم می نہاد۔ (فش، ق)
اَنبُور: اُنبر، دسپنا۔ (فن)
اَنبہ: آم۔ (تن)
انتظام: آرامشداد۔
انتظاری: بمعنی انتظار[1]۔ (عس)
انجام جاوید پیوند: ترجمۂ ابد۔ (م)
انجام گزارش: زجام۔
انداختن: ڈالنا۔ (تن)
اندام: بنون لغتِ فارسی است۔ (فش، ق)
اندراج: آمودن۔
اَندَرز: پند، نصیحت۔ (تن)
اَفدَرزوا: بمعنی سرنگون۔ و "دروا" نیز مستعمل است۔ (پ)[2]
اندک: کم۔ اور اندک کا لفظ بھی اس معنی (یعنی سلبِ کلی) میں آتا ہے، بقولِ نظامی:

۱- میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انتظاری بمعنی انتظار اساتذہ کے ہاں فارسی میں موجود ہے"۔
۲- دری کشا: ۱۰، بفتح اول و سوم۔

پس و پیش چون آفتابم یکی ست   فرّ ِ غم فراوان، فریب اندکی ست
یعنی فریب بالکل نہیں، نہ یہ کہ کچھ ہے۔ (قن، ن)
اندوختن: الفختن، جمع کرنا۔ اندوخت، اندوختہ، اندوزد،
اندوزندہ، اندوز۔ (پ، د، ق، قش)
اندوختی: توختی۔
اندودن: اندود، اندودہ، انداید، اندایندہ، اندای۔ (پ)
اَندی: بالفِ مفتوح و دالِ مکسور، مرادفِ چندی[1]، عددِ مجہول را گویند۔ (د۔م)
اندیشیدن: سگالیدن۔
انقلاب: چادر گردش، تغیرِ حال۔
انکارِ وجودِ بدیہی: آسمان باپرو پوشیدن۔
انگارہ: بمعنیٔ نقشِ ناتمام است کہ این را دگردہ، بلفتہ ؤ بیرنگ نیز گویند۔ و خاکا ہندیٔ آنست۔ دیگر ہر آہن و سنگ و چوب را کہ ہیئتِ خاص نداشتہ باشد و ہر پیکری کہ خواہند ازان تواند ساخت، انگارہ نامند۔ متاخرین کہ استعارہ شیوۂ ایشانست ذکر گفتنِ سرگزشت را نیز انگارہ

۱۔ دستنبو میں ہے: "اندی بروزنِ چندی عددِ مجہول"

کردنِ سرگزشت، گفتہ اند دنا تمام گزاشتنِ گفتار و کردار را انگارہ گزاشتنِ آن قول و فعل، نوشتہ اند۔ (پ، د، فش، ق، م)

انگبین : شہد، عسل۔ (آ، قن)

انگشت بحرف نہادن : بمعنیٔ اعتراض کردن بر کلام۔ (پ)

انگشتری : خاتم[1]۔ (آ)

انگوزہ : ہینگ۔ (قن)

انگیختن : انگیخت، انگیختہ، انگیزد، انگیزندہ۔ انگیز۔ (پ)

اَدار : اوارچہ کہ مزید علیہ اوست، لفظی ست غیر متصرف بمعنیٔ دفترِ حساب۔ (فش، ق)

اَوباریدن : ناخائیدہ فرو بردن۔ اوبار صیغۂ امر، و در آخر تحتانی (اوباری) مثلہ۔ (مک)

اَوْدَر : بہرد و فتحہ، بمعنیٔ عم، یعنی برادرِ پدر، چچا۔ (د، م)

اَوْرَگ : بالفِ مفتوح بواو پیوستہ و رای مفتوح بکافِ فارسی زدہ، بمعنیٔ ریسمانی کہ آن را بسقف یا شاخِ درخت بندند۔ و بیاران گزارند و بہوا آیند و روند۔ و بہندی جھولا نامند۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "خاتم بمعنیٔ نگین غلط" (آ)

اُوزُمُزد: دُازمُزد و ہُرمزد و ہُرمز، ہر چہار لفظ بزای ہوز اسم مشتریست کہ کوکبِ علم است۔ (فش، ق)

اَوَرَند: قلبِ اَرَوندست کہ بفتحۂ نختتین و سوہین می آید و رای قرشت بلام مبدل می گردد۔ وچنانکہ بیش ازین نوشتیم استعارۂ فرو شوکت و وقار و عظمت نیز دارد۔ (فش، ق)

اَوَرَنگ: بہ در آمدنِ رای قرشت درمیانِ واو و نون بمعنیٔ تخت[1]۔ (فش، ق)

اوژندن: افکندن۔ اوکندن مبدل منہ افکندن۔

اوفتادن: اوفتاد، اوفتادہ، اوفتد، اوفت فاعل این نیز مسموع نیست۔ ہمانا وجہش این بودہ باشد کہ اوفتادن فعل اضطراریست نہ اختیاری۔ دیگر باید دانست کہ این بحث بحذفِ واو نیز آید، یعنی افتادن بلکہ بحذفِ الف نیز رواست یعنی فتادن۔ (پ)

ا۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "تخت اور اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے۔ منظر اس اصل پر سلطان کو 'زیب افزای اورنگ' بی اضافۂ لفظِ سلطنت، اور امیر کو 'زینت کشِ مسند' بے افزایشِ لفظِ امارت لکھو۔" (نامۂ غالب شاملِ عودِ ہندی)

افیرزہ : ناپاک را گویند۔ (فش، ق)

ای : حرفِ ندا۔ (ح)

ایبک : بہمزۂ مفتوح و موحدۂ مفتوح، قوی از اقوامِ ترکسا۔ (کم)

ایبت : بروزنِ زیت، در ہر دو زبان اسمِ آفتاب۔ (فش، ق)

ایثار : ارزانش۔

ایستادن : و استادن و ستادن، بمعنیٔ قیام آمدہ است۔ و چون مصدر بسہ صورت است، ہر آینہ مضارع نیز سہ صورت دارد، ایستد، استد و ستد، بسینِ مکسور و تای مفتوح۔ و حالِ مشتقاتِ دیگر نیز ہمچنین۔ (پ، فش، ق)

ایطا : وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں، جیسے الفِ فاعل گویا و بینا و شنوا، اور نون دالِ مضارع جیسے بزنند و بشکنند، اور الف نون حالیہ کا مانندِ گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آ پڑے تو ایطای جلی ہے اور اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرارِ قافیہ ہو، تو ایطای خفی ہے۔ (ن)

ائگشبیہ : بالفِ مکسور و یای مجہول و کافِ عربی مضموم بمعنیٔ بزرگ و جاہمند۔ (فش، ق)

ایل : بالفِ مکسور و یای مجہول، در زبانِ مغلی گروہ را گویند، و بمعنیٔ مطیع نیز آرند (فش، ق)

ایلچی : وَخشُور۔

اینت: بالفِ مکسور، بیای تحتانی و نون و تای فوقانی زدہ، بمعنی مرحبا و زہی۔ (بر، پ، س، م، ک، دہلی اردو اخبار شمارہ ۱۴ جلد ۱۵ بابت ۳ ماہِ اپریل ۱۸۵۳ء)

اَیوار: بفتحِ الف[1]، بمعنی سفرِ روز۔ (بر، پ، د)

اَیوان: دالان بدال در ہندی ترجمۂ ایوانست (فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں اس لفظ کو بروزن دیوار لکھا ہے۔ یہی رائے صاحب دری کشا کی ہے۔ اُس نے معنی میں یہ لکھا ہے کہ "وقتِ عصر مقابلِ شبگیر کہ بمعنی صبح است"

ب

ب: موحدہ 'علیٰ' کے معنی بھی دیتی ہے، پس جو کچھ 'بر' سے مراد تھی، وہ بای موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بای موحدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے۔ (آ، خ)

باب: در۔

باج: ساو، خراج۔

باختر: بمعنیٔ مغرب۔ (ذوالفقار، م)

باختن: کھیلنا۔ باخت، باختہ، بازد، بازندہ، باز۔ (پ، قن)

باخرس درجوال شدن: عبارت ہے صحبت سے، خواہی مداہنت کے واسطے ہو، خواہی محبت سے۔ (ع س)

باخہ: اسمِ کشف۔ و آنرا سنگ پشت نیز گویند کچھوا (پ، قن)

باد: باو۔ (قن)

باذافراہ: و بادافرہ، سزای کردارِ بد۔ (بر، د، م)

بادِ برین: بحرکت دال، پچھوا ہوا۔ (د، وتیغ)

بادپران: در معنی مرادفِ بادخوان و بادفرِ شست، یعنی مردم ستای و خوشامد گوی۔ فرق درین سہ لفظ جز اینقدر نیست که بادخوان و بادفردش آنرا خوانند که ستایش و خوشامد پیشۂ خویش کند و جز این، ہنری نداشته باشد۔ و آنرا در ہندی بھاٹ گویند۔ و بادپران آنرا نامند که ستایش آیینِ وی باشد، نه پیشه۔ چنانکه ندیمان امیران را شاید۔ و تشدیدِ رای مہمله درین لفظ نه ضروریست نه ممنوع، بلکه بتخفیف افصح است۔ ظہوری فرماید:

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل، بادپران، سرو، ہوادار ندارد

(فش، ق)

بادفره: و بادفره اسم چیزی مدور که ریسمانی دران انداخته بگردانند۔ و ہندئی آن پھرکی است۔ (بہ، قن)

بادنجان: بیگن۔ (قن)

بار: دخل۔ (د)

بارگاه: خرگاه، حضرت۔ (د، س، فش، ق)

بارنامہ: رونق۔ (پ، د)
بارو: فصیل۔ (د، م)
بارہ: قلعہ۔ (ش، د، م، قن)
باز: پھر، کھلا۔ باز باوجودِ معانیٔ دیگر افادۂ معنیٔ مدت نیز می کند، چنانکہ از دیر باز داز کودکی باز وازان باز۔ (آ، فش، ق، قن)
باس: در لسانین مشترکست۔ بزبانِ دری اشارہ بماضیٔ بعید، ودر عرفِ اہلِ ہند ایما بماضیٔ قریب، چنانکہ آب و نانِ دینہ و دوشینہ را باسی خوانند۔ دیگر باس در ہندی بمعنیٔ سکونت ست و در فارسی باش و باشندہ دبو د و باش نویسند دگویند۔ و تبدلِ شینِ منقوطہ بسینِ بی نقطہ در ہر دو زبان دستور است۔ (فش، ق)
باشتان: ببائی موحدہ، قدیم۔ (د)
باشنگ: آسا، دہان درہ، فاژہ، جمائی۔
باطل شدنِ ترکیب: از پرکار افتادن۔
باطل کردن: خط کشیدن، قلم کشیدن، محو کردن۔
بافتن: بافت، بافد، بافندہ، بات۔ بافندہ، جولاہ، جرد، حائک، جولاہہ۔ (ربا، فش، ق)
بالا: ہم قامت را گویند و ہم رفیع را و ہم افادۂ معنیٔ مقدار کند

در بلندی، چون نیزہ بالا و بیل بالا۔ (فش، ق)

بالاخوانی: خود را افزون تر از اندازہ ستودن۔ (پ)

بالان: بموحدہ در فارسی مرادفِ آستان و والان بواو مبدل منہ آن۔ (فش)

بالش: تکیہ۔ (خ، قن)

بالکانہ: تابدان[1]۔ (پ)

بالیدن: بالید، بالیدہ، بالا، بالندہ، بال (پ)

بام: کوٹھا۔ (قن)

بانگ: آواز۔ (قن)

بانو: بموحدہ والف و نونِ مضموم و واوِ مجہول، مرادفِ خاتون است در فارسی، و بنّو بحذفِ الف و تشدیدِ نون در ہندی۔ (فش، ق)

باہو[2]: چوبدستی را گویند کہ شبانان دارند۔ (فش)

بایستن: بایست، بایستہ، باید مضارع۔ این را فاعل و امر

۱۔ لغتِ فرس: ۴۲۲ "بالکانہ دری کوچک بود در دیوار کہ از پنہان بیرون نگرند۔ و بود نیز کہ مشبک باشد۔"

۲۔ غالب نے اس لفظ کو غلطی سے ماہو بالمیم لکھدیا ہے۔

نباشد۔ (پ)
بپای: صیغۂ امر ست از پائیدن با ضافۂ بای زائدہ۔ (فش، ق)
بپکن: مبدلِ بفکن است کہ آن صیغۂ امر ست از فکندن
بای موحدہ از زوائد است۔ (فش، ق)
بپوستین افتادن: بمعنیٔ غیبت کردن۔ (پ)
بت پرست: شمن۔
بَتیاره: بہ بای مفتوح[1]، بلا، بھوت۔ (د، قغ)
بحر: دریا۔ (قن)
بچراغ رسیدن: بمعنیٔ توانگر شدن۔ (پ)
بخت: بھاگ۔ (قن)
بُختی: شتر مست۔ (م)
بُخش: بمعنیٔ حصہ و بہرہ۔ (فش، ن)
بخود فرو خفتن: بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن۔ (پ)
بخور: کھلا (قن)
بخیہ بر روی کار افتادن: بمعنیٔ ظاہر شدنِ امری پوشیدہ (پ)
بخیہ زدن: آژدن۔

۱۔ لغتِ فرس: ۲۲۵، رشیدی، سراج اور مدی کشا میں بہای فارسی لکھا ہے۔

بد: نکوہیدہ، بُرا۔
بدا: بفتحہ بد معروفست، والف افادۂ معنیٔ کثرت کند۔ بسیار بد۔ (بر، د، وتغ، س، م، کمک)
بدخو: وژخیم۔
بدخوئی: خشم، غصہ۔ (قن)
بدر زدن: اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر مارنا، یعنی بدر باہر اور زدن مارنا، لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ نکل جانا۔ (آ)
بدرمان درمان: در علاج عاجز۔ (د)
بُگری: مخففِ بودی۔ (عس)
بذر: بذال تخمہ، بوزن وصورت نذر، در عربی تخم را گویند۔ (فتق، ق)
بمعنا بر فر، بمعنیٔ علی۔ (فتق)
برابر دو بدنِ دو کس: پاجفت دو بدن۔
برادر: بھائی۔ (قن)
برادرِ پدر: اودر، عم، چچا۔
برآمدن: دور آمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کردیا ہے یعنی در آید سے برآید کے معنی لیے ہیں۔ لیکن درکشیدن اور

ہے اور کشیدن اور ۔کشیدن کی جگہ درکشیدن ، بلکہ برکشیدن
کی جگہ درکشیدن نہ چاہیے ۔ (آ)

برآوَرْد : تخرجہ ۔ (د)

بَرایہ : ببای مفتوح سبب ۔ (د ، دفغ)

بَرلَبْشت : بفتحتین ، بمعنیٔ قاعدہ ، قانون ۔ (د ، م)

بَرتافتن : برکاشتن ۔

برجِ ثور : گاد ۔

برجِ عقرب : کژدم ۔

برجیس : زاوش ، سعد اکبر ، مشتری ۔

بَرْخ : بمعنیٔ پارہ و لخت است ۔ و بَرْخی بمعنیٔ لختی و پارہ ۔ (دفش ،
ق)

برخود بالیدن : کنایہ از ناز کردن و فخر کردن ۔ (ب)

بَرْخی : بفتحتین بر وزن دَزْیَ ، بمعنیٔ صدقہ و قربان ۔ (د ، پ)

برخیز : اُٹھ (قن)   بُرد وارِ دیلَر و : اُچکا ، اُٹھائی گیرا ۔ (تیغ)

بُردن ، بُرد ، بُردہ ، بَرَد بحرکتِ فتحیٔ را ، برندہ ۔ (پ)

بَرز : کہ قافیۂ اَرز و مَرز ست در فارسی بمعنیٔ زراعت آمدہ
است ۔ (نش ، ق)

بَرْزِہ: و برزگر، اسم فاعل زراعت است، بمعنی مزارع، چنانکہ ناصر خسرو علوی فرماید:

چو ورزہ بہ ابکار بیرون رود
یکی نان گندمی دو زیر بغل

دیگری سراید: ع برزگری داشت یکی تازہ باغ۔ در شعر اول ورزہ مبدل منہ برزہ است۔ و ابکار مخففِ آبکار۔ و آبکار مقلوبِ کارِ آب۔ حاصل آنکہ چون کشتا ورز بہر آب دادنِ کشت از دِہ بدشت میرود، نان با خود میبرد۔ و این از اتفاقات است کہ بذر بذالِ ثخذ، بوزن و صورتِ نذر، در عربی تخم را گویند۔ و ہم ازینجا ست کہ دبیرانِ روزگار ہر کجا برزگر دیدہ اند، بذرگر نوشتہ اند۔ (فش، ق)

بَرْزَن: بہر دو فتحہ، محلّہ۔ (د)

بَرْسَان: بمعنیٔ امت آمدہ۔ ابای مضاف الیہ نیارند، یعنی برسانِ فلان نبی۔ و آن خود پیدا ست کہ بر بہ معنیٔ علی و سان بمعنیٔ طرز و اسلوب ست۔ (فش، ق)

بَرْشَم: کو مسواک از روی مجاز کہتے ہیں۔ ورنہ وہ دانتون نہیں جو دانت مانجھنے کا آلہ ہے۔ ایک روئیدگیٔ خاص کی نرم نرم

شاخین ہیں کہ ژند پڑھتے وقت ہات میں رکھتے ہیں۔ (تیغ)

برشتن: ببا و رای مکسور، برشت - این را مضارع نباشد۔ (پ)

بُرّشِ دید: بضمہ بای موحدہ و تشدید رای قرشت مکسور[۱] بمعنی
زدہ، ترجمۂ قطعِ نظر- (د، م)

برشکستنِ محفل: عبارت از پراگندہ شدنِ مردم آن مجمع (پ)

برق: آذرگشسب، بجلی۔ (د، فن)

برکاشتن: مرادفِ برتافتن و گردانیدن = گردانیدن ہست۔
و تا این کلمۂ ثنائی، یعنی بای ابجد و رای قرشت، در
اول نفزایند، معنی گردانیدن ندہد- و تا لفظِ رو یا رخ
در اول نیارند، تنہا برکاشتن معنی رو گردانیدن زنہار
ندہد- (فش، ن)

بَرَکت شدن: بفتحِ با و فتحِ را و فتحِ کاف، بمعنی تمام شدن آید۔
(پ)

برکردنِ چراغ: بمعنی افروختنِ چراغ - (پ)

بِرَکہ: بکسرۂ بای موحدہ و فتحۂ کافِ تازی و اخفای ہای ہوز،
بمعنی حوض - (م)

۱- لیکن و تیغ میں بحرکتِ شین، لکھا ہے۔

برگ : پتا ساز و سامان - (قن)
برگ ریز : پائیز، خزان -
برگِ عافیت : مایۂ آرام - (ع)
بُرنا : نوجوان - (د، قط، قو)
بَرنِہاد : بمعنیٔ دستور و قانون و قاعدہ - (د، م)
بروت : سبلت، مونچھ - (قن)
بُرون : بمعنیٔ سوا - (د)
بروی ہم نہادن : انبودن -
بَرّہ : حمل، بھیڑ - (د)
برہنہ : لُخت، عریان -
بَرِید : بروزن بعید، بمعنیٔ قاصد - (م)
بریدن : کاٹنا، برید، بریدہ، بر در نباشی مخصوص بہ بندہ
این بحث بتشدید یا نیز می آید - (پ، قن)
بریدم من از فراغ : یعنی قطعِ نظر کردم از فراغ و نومید شدم
از فراغ - (آ، پ، قن)
برینی : علوی - برینیان : علویان - (د)
بزرگ : فربود، مِہ -

بزرگی : فرتاب، پرتاب
بزور در آغوش کشیدن : افشردن، فِشردن، بھینچنا۔
بزور فرو کردن چیزی در چیزی : سپدختن۔
بَزَہ مند : یعنی مجرم۔ (م)
بَسْت : بفتحِ با، صیغۂ ماضی، و اسمِ طنابی است کہ در اِصْطبلِ خسروانِ ایران بندند و ہر گنہگار کہ خود را بوی رساند، از انتقام ایمن باشد[1]۔ (پ)
بِشت : بیس، تومان، تُمن۔ (قن)
بِستر : بچھونا۔ (قن)
بَستن : باندھنا۔ بست، بستہ، بندد، بندندہ، بند۔ فاعلِ این در عبارت بکار نمی رود۔ (پ، قن)
بسبرِ لعنِ سخن رفتن : یعنی بناز و تکبر حرف زدن۔ (پ)
بسفر رفتن : پاخاکی کردن۔
بسیار بد : بدا۔

۱۔ انجمن آرای میں لکھا ہے : " درین زمان اصطلاح شدہ کہ مردی کہ از بیم باصطبلِ بادشاہ گریزد یا در مرقدِ امامزادہ پناہ بردہ بنشیند تا بحقیقتِ امر او برسند، گویند : بست نشستہ "

بشخل : لغتی است باستانی ولفظی است قدیم - جاندارِ خستہ و گلو بریدہ - (قش، ق)

بسیج : لغتِ فارسی، بمعنیٔ قصد ست - (بز، قش، ق، م)

بسیط : اَردند، اَلوند -

بشکنجہ کشیدن : افشردن، فشردن، بھینچنا -

بشنو : صیغۂ امر ست از شنودن - ترجیۂ کن، یعنی، ہوجا - (دتیغ)

بطی السیر : دیرباز -

بگریز : بھاگ - (قن)

بگزار : فرو ہل -

بگو و بشنو : دو صیغۂ امر ہیں گفتن و شنیدن کے اور اُن پر موحدہ زائدہ ہے - مضارع گوید و شنود اور امر گو اور شنو - (تیغ)

بلبل : ہزار، ہزار دستان، ہزار آوا -

بلند آوازہ گشتن : بمعنیٔ شہرت - (قش، ق)

بنا بآب رسیدن : لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن، متعدی باجماعِ جمہور اضداد میں سے ہے - یعنی ہم بمعنیٔ استحکام و ہم بمعنیٔ

---

۱ - انجمن آرا : یا اولِ مفتوح و ثانی مکسور و یای مجہول "۔ و نسخہ قش : ... " بیای فارسی "

انہدام۔ در صورتِ استحکام نیو کا گہرا کھودنا مقصود ہے۔
اور در صورتِ انہدام، لطمۂ امواجِ سیلاب مدِ نظر ہے۔
آب در بنا رسیدن، بمعنیٔ خرابِ بنیاد قیاس ہے۔ اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا۔ اگر آیا ہو تو درست ہے۔ ہاں،
بآب رسانیدنِ بنا کہ بظاہر "آب در بنا رسیدن" کا متعدی
فیہ ہے، بلغا کے کلام میں نظر آیا ہے۔ لیکن اضداد میں سے
ہے۔ بمعنیٔ ویرانی و۔ بنا مستعمل وہم بمعنیٔ استحکامِ بنا دِاس کا
لازم ڈھونڈیے، تو رسیدنِ بنا بآب ہے، نہ رسیدنِ آب
در بنا، جیسا کہ نعمت خانِ عالی کہتا ہے:

نیست محکم، گر رسد بنیادِ دنیا تا بہ آب
چون حباب، این خانہ بی بنیاد میدانیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدنِ بنا تا بآب موجبِ استحکام
ہے۔ اور شاعر با وجودِ دلیلِ استحکام بنا کو نا استوار جانتا
ہے۔ صائب کہتا ہے:

چگونہ شمعِ تجلی ز رشک نگدازد؟
رُخِ تو خانۂ آیینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی:

بگوشِ عطایش رساند این خطاب
کہ بنیادِ کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفیدِ معنیٔ ویرانی ہیں۔ قصہ مختصر، بآب رسیدنِ بنا، خرابیٔ خانہ و بآب رسانیدن، متعدی آن و رسیدنِ آب در بنا، نامسموع۔ (رع، عس)

بنابران: لاجرم۔

بناز و تکبر حرف زدن: بسرِ زلف سخن رفتن۔

بُنْدار: بمعنیٔ داروغۂ توشک (توشہ) خانہ۔ (بر، پ، س)

بَندباز: بمعنیٔ رسن باز۔ و ریسمان باز نیز گویند۔ و آن را بہندی نٹ گویند۔ (پ)

بندگی: عبادت۔ (قن)

بُنْدہ: ببای موحدۂ مضموم است۔ مبندہ بروزن گُندہ، و بند بروزنِ تند، چنانکہ بوند در ہندی باندک تغیر از توافقِ لسانین است۔ (فش، ق)

بتو آوردن: چنگ و نی واشال این را نواختن۔

بُوار: ببای مفتوحہ، بمعنیٔ مانند۔ (م)

بودن: بود، بودہ، بود بحرکتِ واو۔ چون ازین مضارع

استخراجِ فاعل و امر نخواستند، این مصدر را مضارعِ دیگر دادند، و فاعل و امر از آن بدر کشیدند۔ باشد، باشندہ، باش۔ (پ)

بود اور باشد کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں، بمعنیٔ ہست البتہ آتے ہیں۔ (آ)

بوسہ: چھی، ترجمۂ قُبلہ۔ (قن، م)

پوسیدن: پوسید، پوسیدہ، پوسد، پوسندہ، پوس۔ و آن بدو معنی است۔ و فاعلِ آن بمعنیٔ دوم رسم نیست۔ (پ)

بوشاسپ: و بوشپاس[1]۔ قلب ہمدیگر، در معنی ترجمۂ رویاست و دو لغت نیست، یک لغت است کہ بصفتِ قلب دو صورت پزیرفتہ است، مانند پلارک و پرالک و کتارو گران و نیام و میان۔ (فش، ق)

بول کردن: آب تاختن۔

بُوم: بموحدۂ مضموم، در پارسی زمین را گویند، و در ہندی "بھوم" بتغیرِ لہجہ و آمیختنِ موحدہ بہای ہوز۔ (فش، ق)

بومادران: ژاییز۔

۱۔ انجمن آرا میں بااول مضموم و واو مجہول اور دری کشا میں پواو معروف لکھا ہے۔

بہا: قیمت، مول، نرخ۔ (قن)
بہباد: عافیت۔طلبِ عافیت۔ (د)
بہرام: مریخ۔ (د)
بہرام روز: بسکونِ میم، سہ شنبہ، منگل۔ (د، تغ)
بہرہ: بخش، حصہ۔
بہم آوردن: انبودن۔
بہشت: جنت، روضۂ رضوان، فردوس، مینو۔ (فش، ق)
بی آرام: نعل در آتش، بی چین (قن)
بیابان: جنگل۔دشت، صحرا۔
بیگارہ: ببای مفتوحہ[2] آن رستیدگی را گویند کہ ساقش افراختہ بود، مثلِ خربزہ و خیارہ وکدو۔ و بہندی آن را بیل گویند ببای مکسور۔ (پ)
بی پیرز تورانی بچہ ہای ہندی نژاد کا تراشا ہوا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔کلیاتِ نثر فارسی میں دستنبو کے خاتمے پر فرہنگ الفاظ دی گئی ہے۔ معنی اول اس میں مندرج ہیں۔ معنی ثانی دستنبو کے جداگانہ چھپے ہوئے نسخے میں غالب نے اپنے قلم سے حاشیے پر لکھے ہیں۔
۲۔انجمن آرا "بروزنِ شمارہ بمعنیٔ درختی کہ ساقِ آن افراشتہ نبود۔"

میرزا جلال علیہ الرحمہ مختار ہیں اور اُن کا کلام مستند ہے۔ میری کیا مجال ہے کہ اُن کے باندھے ہوئے لفظ کو غلط کہوں۔ لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادۂ ایران ایسا لفظ لکھے!...... بے پیر ایک لفظ کہ...مال یا ہر ہے۔(آ،خ)

بیت الحرام: کعبہ (ق)

بی حرکت و بی حس: فغاک، فغوارہ۔

بی خبری: سولبس۔

بیختن[1]: بیخت، بیختہ، بیزد، بیزندہ، بیز۔ این بمعنی گزرانیدن چیزہای خشک است از پارچہ مثل آرد وغیرہ۔ (پ)

بیخود: مدہوش۔

بیدار بودن: جاگنا۔ (ق)

بیرنگ: خاکا۔ (پ، د)

بیرون کشیدن: آ خلق۔

بیش: بیای موحدہ، نام قسمی از اقسام زہر۔ (ق، ق)

---

[1] پنج آہنگ کے نسخۂ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں بیختن مع مشتقات بای فارسی سے لکھا ہے، اور کلیات نثر مطبوعۂ نولکشور ۱۸۶۸ء میں صرف مصدر بای ابجد سے اور بقیہ مشتقات بای فارسی سے لکھے ہیں۔

بلیشہ : گمنام ۔
بیضہ : خایہ، خایک ۔ ہاگ ۔
بیقرار کردن : آبگینہ در جگر شکستن ، خار بہ پیرہن ریختن ، شرار بہ پیرہن ریختن ۔ شیشہ در جگر شکستن ، نعل در آتش نہادن ۔
بیکار : آنکہ کار نباید ۔ (فش ، ق)
بیکس : آنکہ ہیچ یار و غمخوار نداشتہ باشد ۔ (فش ۔ ق)
بیلی : پھاوڑا ۔ (د ، نغ ، قن)
بیمار داری : تیمار ۔
بیمر : یعنی بیشمار ، بیحد ۔ (د ، م)
بیمراد : آنکہ ہیچ مراد نداشتہ باشد ۔ و این کمالِ غناست ، غنی ۔ (ع ، فش ، ق)
بینوا : رُت ۔ تہیدست ۔
بینی : ناک (قن)
بیُوْ : بہای موحدہ مفتوح و یای تحتانی مضموم و واوِ معروف، عروس را گویند ۔ و بیوگانی عروسی را خوانند[2] ۔ و ہمین پیوست

---

۱ ۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں : "وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوشِ مدعا سے سادہ ہو، از قسم بے مدعا، و بے غرض و بے مطلب ۔ (عس)
۲ ۔ لغتِ فرس : ۵۲۸/۲۷۸، "بیوگ عروس و بیوگانی عروسی"

کہ در ہندوستان بہای ہوز اشتہار دارد، یعنی ہو۔
چنانکہ بانو کہ لفظِ فارسی الاصل است، در ہند بحذفِ الف
و تشدیدِ نون مشہور ست۔۔۔۔ این کہ مردم بیو را بیوگ گمان
کردہ و کافِ پارسی را جزوِ کلمہ دانستہ اند، ناشی از فریبی است کہ در
لفظِ بیوگانی خوردہ اند چنانکہ از زندہ زندگانی و از مژدہ مژدگانی۔
حال آنکہ این قیاس غلط است۔ ہای مختفی خود در آخرِ این
اسم نیست کہ بکافِ فارسی بدل شود۔ کافِ پارسی نیز نیست
لاجرم اہلِ زبان وقتی کہ وضعِ مصدر خواستند، چون بیو، ہای
مختفی در آخر نداشت، دانستند کہ بغیر افزودنِ لفظی کہ بالف
بپیوندد، الحاق یای مصدری محال است کافِ فارسی
افزودند، تا بیوگانی صورت گرفت۔ (نش، ق)

پ

پای : در ہندی پانو گویند کہ با گانو قافیہ تواند شد[1]۔ (فش، ق، قن)

پا از پیش رفتن : بمعنیٔ لغزیدنِ پا و افتادنِ شخص (پپ)

پا افزار : اسم کفش است، یعنی آلۂ پا۔ (فش، ق)

پا افشردن : پا استوار کردن، گاڑھنا۔

پاجامہ : اسم شلوار ست، یعنی جامۂ پا۔ (فش، ق)

پاجایہ : بجیم تازی، اسم مُسْتَراح است۔ و این کہ در عرف مستراح را پاخانہ گویند، ہمان تصحیف پاجایہ است کہ شہرت

۱۔ میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ "فارسی میں رحل کو پای کہتے تھے اور در صورتِ تخفیف، تحتانی کو حذف کر کے پا کہتے ہیں"۔

یافت[1] - (فش، ق)

پاجُفت دویدن: برابر دویدنِ دو کس - (پ)

پاچک: غوشاک، اُپلا -

پاچۂ گاو: کراع بروزنِ صُراح، جمع اکارع - (تیغ)

پاخالی کردن: بمعنیٔ بسفر رفتن - (پ)

پای باف: جولاہہ - (پ)

پایخوان: بمعنیٔ ترجمہ - (د، فش، ق، م)

پاد: بمعنیٔ بزرگ، پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم، بادشاہ

۱- میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "پاخانہ و پاجایہ دونوں متحد المعنی ہیں۔ وہ پانو کا گھر، یہ پانو کی جگہ۔ قدم جای و قدم خانہ دونوں اُن کے مرادف۔ یہی ایک اور اسم جاد۔۔۔ پاجایہ میں ہای ہوز نسبتی نہیں، ہا ہی زائدہ ہے، جیسے بوس و بوسہ، آتش گرد آتش گرہ۔ بلکہ عربی لغات میں بھی جیسے موج و موجہ، یا جیسے سبز کے آگے ہای ہوز بڑھاکر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہے۔ اسی طرح پا جای کے آگے ہای ہوز لاکر اسم بنا دیا۔ در اصل نہ پاخانہ پانو کا گھر نہ پانو کی جگہ۔ پای اور پا زبانِ فارسی میں ادوان او ساز دل چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کناس کو پاکار۔ چونکہ یہ گھر اور جگہ ذلیل ہے، اس کو پاخانہ اور پاجایہ کہا۔"

بموحدہ غلط[1]۔ مخففِ پادیاب، بمعنیٔ شستن۔ پادزہر یعنی شوئندۂ زہر[2]۔ (تیغ)

پاداش: بمعنیٔ جزای عملِ نیک آید۔ (پ، د، م)

پادیاب: و پادیاو ہر دو لغت بدالِ ابجد، اولببای موحدہ در آخر و دوم بواو در آخر، در زبانِ فارسیٔ قدیم شست و شو را گویند و بس[3]۔ (فش، ق)

پادیر: بدالِ بی نقطہ، چوبی را گویند کہ در زیرِ سقفِ شکستہ نہند، و آن را در ہندی اڑواڑ گویند۔ (فش، ق)

پاردُم: دمچی۔ (فن، م)

پارسا: در ہندی سادہ بہای مختلط در آخر۔ (فش، ق)

پارہ: برخ، لخت، لتہ۔

پازاج: بجیمِ سہ نقطہ زنی را گویند کہ خدمتِ زنانِ باردار کند

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "پاد بڑا پرانا لغت بمعنے بزرگ ہے۔ اور اسی سے مرکب ہے پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم۔ بادشاہ بموحدہ غلط ہے۔ چونکہ ہندوستان میں پادگوزکو کہتے ہیں، اس لیے بای فارسی کی جگہ موحدہ لگا دی ہے۔" (تیغ)

۲۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ازالۂ سمیت کا استعارہ ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے تیغِ تیز میں لکھا ہے کہ جرِ ثم اور کشتی دھونے کو پادیاب کہتے ہیں۔"

و بچہ از شکم برون آرد - و در عربی آنرا قابلہ گویند و در ہندی
دائی جنائی - و آنرا بیش نشین نیز گویند - (پ، تیغ، فش، ق)
پاساد: بمعنیٔ حفظِ وضع - (پ، د)
پاسیز: بمعنیٔ دلیل و رہنما - (پ)
پاشیدن: پاشید، پاشیدہ، پاشد، پاشندہ، پاش (پ)
پاغند: روئی کی پونی - (ق)
پاغوش: بغین مضموم و واوِ مجہول، بمعنیٔ غوطہ - (پ، م)
پاک: ویژہ، پاکیزہ۔
پاکار: خاکروب - گنّاہی - (تیغ، د)
پالا: امر ست از پالودن - و اسپِ کوتل را گویند - (پ)
پالاآہنگ و پالہنگ: مخففِ پالاآہنگ است - یعنی کشندۂ
اسپِ کوتل - و این اسم ویست کہ آنرا بہندی باگ ڈور
نامند - (پ، م)
پالوان و پالوانہ: در یک فرہنگ ہر دو بنون اسمِ طائری سیاہ
رنگ می نویسد کہ غیر پرستوک است - (فش، ق)
پالودن: پالود، پالودہ، پالاید، پالایندہ، پالا می - این بمعنیٔ
گذراندنِ سائلات است از پارچہ مثل آب و شراب - (پ)

پاہنگ : بہای مفتوح، اسمِ دیگرِ آن پا افزار، عبارت از کفش پاست - (پ)

پائیز : قافیۂ کاریز، اسمِ خزان ست - و میزان و عقرب و قوس، این سہ ماہ فصلِ خزانست - و این را پایز و برگریز نیز نامند (پ، فش، ق)

پایاب : معروف - و بمعنیٔ طاقت و مقدور - (پ)

پتیا : با دلِ مفتوح، در پارسیٔ قدیم بمعنیٔ پیام - و پاتی در ہندی بمعنیٔ مکتوب - (فش، ق)

پختن : پخت، پختہ، پزد، پزندہ، پز - (پ)

پخچیدن : بمعنیٔ با زمین ہموار شدنِ چیز یست کہ آنرا بزور بر زمین زدہ باشند و پخشیدن مبدل منۂ آن - (فش، ق)

پخسیدن : ببای فارسیٔ مفتوح و سین مہملہ مکسور بر وزنِ بخشیدن، بمعنیٔ پژمردن است از گرمیٔ بادِ سموم و تفِ آتشِ تیز - و پخسانیدن و پخسانیدن باضافۂ تحتانی متعدی آن - (فش، ق)

پدرزن : بغیر اضافت سسرے کو کہتے ہیں - خسر لغت عربی نہیں - ہندیٔ سفر ہے - (رخ)

پَدرُود: رخصت۔ (پ)
پرافشان: بمعنیٔ بیتاب۔ (ع)
پرچین کاری: خاتم بندی۔ (د)
پراگندہ شدنِ مردم: برشکستنِ محفل۔
پَرالک: پلارک، (تیغ)
پرخوار: لت انبان، شکم بندہ۔
پرداختن: پرداخت، پرداختہ، پردازد، پردازندہ، پرداز۔ (پ)
پردہ از روی کار افتادن: بمعنیٔ ظاہر شدنِ امری پوشیدہ (پ، قط)
پرستش: پوجنا۔ (ک)
پَرَستُوک: بہای فارسی مفتوح درای مفتوح بسین زدہ و تای مضموم، ابابیل۔ پرستک بحذف واو نیز اسم ابابیل است۔ (پ، د)
پرسش: پوچھنا۔ (ک)
پرگرا: ہنسلی۔ (ق، دہلی اردو اخبار)
پَرَوار: بہای فارسی مفتوح خانۂ تابستانی ہوادار۔ (پ، د، تیغ، م)

۱۔ ادبی کشا: ۱۹۔ بر رودلی فرسودہ۔

پرویزن : غربال، چھلنی (فن)
پرّہ : نتھنا - (فن)
پرہیزگار : خشک دامن، متورع -
پری افسای و پریخوان : کسی را گویند کہ علمِ تسخیرِ جنات داشتہ باشد - (فش، ق)
پریدار : آنست کہ یکی از ارواحِ خبیثہ بادی یار شدہ باشد، داو معرکہ گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دہل برقص آید و سر جنباند و دران حالت از مکنوناتِ ضمیرِ مردم خبر دہد و ظہورِ این حالت از بہرِ وی اختیاری باشد - ہرگاہ خواہد، چنین کند، ورنہ دائم ہوشمند باشد و بکارہای دنیا پردازد - (فش، ق)
پری زدہ و پری گرفتہ : کسی را گویند کہ ارواحِ خبیثہ اورا بقہر و تسلط فرو گیرند - لاجرم این چنین کس پیوستہ رنجور و مجنون و بیخود باشد - بلکہ بسا مردم درین رنج بمیرند - و در عرف این علت را آسیب نامند - (فش، ق)
پریدن : پرید، پریدہ، پرد، پرندہ، پر، (پ)
پرلیشیدن : مصدرِ اصلی حقیقی نیست - از بہرِ ضرورت بابرای

تفنن پریشان را کہ اسم جامدست، متصرف ساختہ اند۔ بپریشد صیغۂ مضارع است از پریشیدن[1]۔ (فش، ق)

پُزِش : پوزش، عجز، استعذار۔

پزہ و پوزدن : چیزی کہ برآن دُرون دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پزیرفتن : پزیرفت، پزیرفتہ، پزیرد، پزیرندہ۔ پزیر۔ نوشتن بذال نزدِ نامہ نگار خطاست[2] گرفتم کہ در پزرفتن و پزیرفتن ذالِ عربی بجای زای ہوز ملفوظ جمہورست۔ (پ، فش، ق)

۱۔ لغتِ فرس: ۳۱۳- ۵ دری کشا: ۱۹ میں پراشیدن کے معنی پریشان شدن و بیخود گشتن لکھے ہیں۔ اور ص۲ پر پرشیدن کے معنی پریشان گردانیدن و بیخود گشتن بتائے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں فرماتے ہیں: "خلاصہ میری تحقیق کا یہ ہے کہ پزیرفتن گزاشتن، گزشتن، گزاردن اور اُن کے مجموع مشتقات اور اسمای شہود وایام مثلِ آذر، اسفند ارمز وغیرہ سب زای ہوز سے ہیں۔ اور تدرو اور کاغذ اور گنبد یہ تین لغت بھی بدال ہیں۔ اور یہ فارسی قدیم کے موافق ہے۔ گنبذ کی دال پر نہ اسلاف نقطہ دیتے تھے، نہ اخلاف دیتے ہیں۔ تدرو کی دال پر نقطہ دینے والے لغو اور پوچ اور بیخبر ہیں۔ کاغذ کا نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا، اور مرگِ انبوہ کو جشن سمجھنا پڑا۔"

پذیرہ : بہای ہوز، بمعنیٔ استقبال و استقبال کنندہ[1]۔ (د، م)

پزشک : بہا و زای فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ طبیب و حکیم۔ پزشکان جمع آن بحکما۔ (پ، د، قغ)

پژمردن از گرمی : پخسیدن۔

پژمردہ : نژند۔

پژوهیدن[2] : پژوهیدی، پژوهیدہ، پژوهد، پژوهندہ، پژوہ۔ (پ)

پساوند[3] : در نظم ردیف را گویند۔ (د، فش، ن)

پشت : ببای مکسور، عربی سویق، و ہندی آن ستو۔ و آن آردی ست بریان۔ (پ، قن)

پسودن[4] : ببای فارسی، ترجمۂ لمس و مساس است، چھونا

۱- لغت فرس : ۷۷، پذیرہ بالذال و ہای ہوز در آخر بمعنیٔ استقبال و دری کشا : ۲۰، پذیرا بفتح اول و الف در آخر بمعنیٔ استقبال کنندہ میری دانست میں دستنبو، طبع نولکشور، کے کاتب نے غلطی سے الف کی جگہ ہای ہوز لکھ دی ہے۔

۲- دری کشا : ۲۰، بکسر اول بمعنی جستجو کردن، عربی تفحص۔

۳- دری کشا : ۲۱ بفتح اول۔ لیکن دستنبو ص۲ میں میرزا صاحب نے بمعنی قافیہ لکھا ہے

۴- دری کشا : بر وزن نبودن۔ صفحہ ۲۱

ولپودہ مفعولِ آن، چھوا ہوا۔ و ناپسودہ نقیضِ آن؛ یعنی
اچھوتا۔ (د، تغ، خش، ق)
پشتِ چشم نازک کردن: یعنی آزردہ شدن از راہِ ناز۔ (پ)
پُشتہ: کریوہ، تل۔
پُشتہ و پوشتہ: چیزی کہ دُرون بر آن و میدہ باشند۔ (خش، ق)
پُشک[۱]: مینگنی۔ (قن)
پشہ: مچھر۔ (قن)
پشیمانی: ندامت۔
پلارک[۲]: ہم تیغ و ہم جوہرِ تیغ۔ تلوار۔ (لہا، ب، د، تغ)
پلہ: بہای فارسیٔ مفتوحہ و لامِ مفتوحہ، ہندیٔ آن پیوسی۔ (پ)
پن: بہای فارسیٔ مفتوح، لیکن۔ (د)
پناہم: بہای فارسیٔ مفتوح و نونِ بالف و میم زدہ، مجازاً تعویذ
را نامند۔ (خش، ق)
پناہ: ہندی آسرا۔ (آ)
پنگنبہ: ردّی۔ (قن)

۱۔ لغتِ فرس: ۲۹۳، بضمِ بای فارسی۔

۲۔ بروزنِ تبارک۔ دری کشا: ۲۱۔

پنبہ دانہ : بنولا۔ (قن) پنجاہ : پچاس۔ (قن)

پَند : اندرز، نصیحت۔ (قن)

پُوت : بباى پارسىٔ مضموم وواوِ معروف، در پارسى جگر را گويند ودر ہندى پسر را۔۔۔ ہمانا پوت فارسىٔ قديم است۔ (فش)

پوُد : بانا۔ (قن)

پودنہ : اسمِ طائرى است مشہور۔ (فش، ق)

پودينہ : بروزن موئينہ، نرہ را گويند كہ عربىٔ آن نشارع است (فش، ق)

پوزش : پُزِش، عجز، استغفار۔ (فش، ق)

پوست : کھال۔ (قن)

پوشتن : بباى فارسىٔ مضموم وواوِ مجہول، وپشتن بى واو، مصدرى است پارسى الاصل، و مضارع نيز دو صورت دارد : پوزد وپُزد۔ ہر آينہ مصدرِ مضارعى نيز دو گونہ ميتوان ساخت : پوزيدن وپُزيدن۔ اما معنىٔ اين ہر چہار، دعا خواندن وبر آب وشربت دميدنست۔ واين چنين دعا را در پارسى "دُرون" گويند بدالِ مضموم ورای مضموم وواوِ معروف۔ وچيزى را كہ دُرون بر آن دميدہ باشند، پوشتہ وپشتہ وپوزہ وپزہ گويند۔ وپوزش وپُزِش حاصل

بالمصدر پوزیدن و پزدن است که مجازاً بمعنی عجز و استغناد آید۔ (فش، ق)

پوشتہ و لپشتہ: چیزی کہ دُردن بران دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پوشیدن: ہم لازمی و ہم متعدی۔ پوشید، پوشیدہ، پوشد، پوش۔ (پ)

پولاد: ہمان مبدل منہ فولادست کہ لغتی است در ہر شہر و دہ مشہور (فش، ق)

پولہ: با ثانیٔ مجہول، مضمحل۔ در ہندی نیز بدین معنی شہرت دارد (فش، ق)

پوییدن: پویید، پوییدہ، پوید، پویندہ، پوی۔ (پ)

پہنا: عرض۔ (د)

پیام: بتیا۔

پیر: سالخورد، بوڑھا۔ (فن)

پیراستن: پیراست، پیراستہ، پیراید، پیرایندہ، پیرا، صیغۂ امر است از پیراستن۔ و این مصدر مع مشتقات بفتح بای فارسی است۔ (پ، فش، ق)

پیرامن: گرداگرد۔ (د تغ)

پیرِ خرِف: ستر ابہترا۔ (آ، خ)

پیرہ دخشور: امام۔ (فش، ق)

پیشرو: مقدمہ، الاپ۔ (بر، س، ق)

پیش نشین: ہندیٔ آن دائی جنائی۔ (پ)

پیغارہ: بفتحۂ بای پارسی، بمعنیٔ طعنہ۔ (پ، د، م)

پیغمبر: دخشور، ایلچی، پیمبر، رہنما۔ (فش، ق، قن)

پیغولہ: ببای فارسیٔ مفتوح، بمعنی گوشۂ از دشت و صحرا۔ گھاٹی، وبمعنیٔ گوشۂ چشم نیز آید۔ (پ، د، قغ)

پی کور کردن: بکافِ تازی مضموم، مرادفِ پی گم کردن۔ (پ، م)

پیل: ہاتھی۔ (دقن)

پیمبر: پیغمبر، دخشور، ایلچی، رہنما۔

پیمودن: پیمود، پیمودہ، پیماید، پیمایندہ، پیمای۔ (پ)

پینہ: بوزنِ زینہ، پیوندِ چرمین خصوصاً و ہر پیوند عموماً۔ و ہندیٔ آن تھگلی۔ مرادفِ تگل۔ (پ، فش، کم)

پیوستن: پیوست، پیوستہ، پیوندد۔ فاعلِ این ازین جا کہ تلفظِ این تنافر دارد، مسموع نیست۔ پیوند امر۔ (پ)

پیوند : در نظم قافیہ را گویند[1] ۔ (د، فش، ق)
پیہ : چربی ۔ (تن)

۱۔ لیکن دستنبو ص ۲۸ میں میرزا صاحب نے بمعنی ' ردیف لکھا ہے ۔

ت: ضمیرِ مخاطب تنها تای قرشت است، نه ات. مثلاً علامت و ندامت، یا ذلت و مہلت۔ (ع، نش، ق)

تابدان: بالکانہ۔

تابسار: ہندی جھرو کا۔ (پ)

تابہ: توا۔ (قن)

تاثیر: دِرایش۔

تاختن: دوڑنا۔ تاخت، تاختہ، تازد، تازندہ، تاز (پ، قن)

تار: تانا۔ (قن)

تارمیغ[1]: ہندی کُہر۔ (م)

تارو: برای عموم وداوِ معروف، ہندی اُس آکن چھپڑی۔ (پ

۱۔ دری لغتا، ۲۳۰، بر وزن چارمیخ۔

تار و مار[1]: بمعنیٔ ویران۔ (د، م)
تاری: مخففِ تاریک۔ (بر)
تازی: مرادفِ عربی، و تیزی امالۂ آن[2]۔ و این لفظ جز
بضرورتِ رعایتِ قافیہ بر زبان و کلکِ سخنوران نگردد۔
و در صورتِ امالہ ہمان معنیٔ عربی نژاد دہد۔ (فش، ق)
تازیانہ: کوڑا۔ (قن)
تافتن: چمکنا۔ تافت، تافتہ، تابد، تابندہ، تاب۔ تابیدن مصدرِ
مضارعی۔ (بی، قن)
تال: در ہر دو زبان بمعنیٔ آب گیر۔ و تالاب مزید علیہ۔ (فش)
تالار: پاڑ۔ (قن)
تاہو: شراب را گویند کہ آن را در عرفِ ہند ٹھرّا نامند۔ (آپ)
تباہ: دژم، نژند۔
تباہ شدنِ کار: آبی شدنِ کار۔

۱- لغتِ فرس(۳): ۹۱؛ و دری کتا: ۲۳؛ بروزنِ کار و بار۔
۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تحریر فرماتے ہیں: "تیری ہمان تازی است و تیزی قدیم تر از تازی ہست"۔ حاشیہ در فنِ کار دیا ئی ملوکہ خود)

تبرزد: مصری[1]۔ (آ)

تبیر: بوزنِ فقیر، و تبیرہ بوزنِ نبیرہ، بمعنیٔ طبل و کوس[2]۔ (پ)

تپاس: در پارسی بمعنیٔ ریاضت۔ و در سنسکرت "تپسیا" بفوقانی مفتوح و بای فارسیٔ مکسور بسینِ سادۂ مشددِ مکسورِ پیوستہ و تحتانی بالفِ زدہ۔ (فش، ق)

تپیدن: تڑپھنا۔ تپید، تپیدہ، تپد، تپندہ، تپ۔ امرِ این بمعنیٔ حقیقی مسموع نیست۔ و نوشتن بطای حطی خطاست۔ (پ، خ)

تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن۔

تحسین: آفرین، آباد۔

تحیر: دست زیرِ زنخ داشتن، دست ستونِ زنخ داشتن۔

تخت: اورنگ[3]۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو، مدعا حاصل نہیں ہوتا۔" (آ)

۲۔ لغت قرس: ۱۲۵، بمعنی دہل و در نسخہ دیگر طبل دو سر۔ دری کشا: ۴۲، بمعنی دہل و کوس۔

۳۔ ملاحظہ ہو حاشیہ بر اورنگ۔

تدرو: در فارسی طائری را گویند کہ بہر ہندی آنست[1]۔ تذرو، معرب تدرو است۔ (فش، ق)

تدو: بدالِ بی نقطہ، وتذو بدالِ نقطہ دار، اسمِ کرمی است کہ در گرمابہا متکون می شود۔ و این ہر دو لغت عربیست[2]۔ (فش، ق)

تر: لفظِ فارسی است، ترجمۂ طری۔ و "تری" بتای تر شت ہمان لفظِ تر است باضافۂ یای مصدری، ترجمۂ رطوبت۔ (فش، ق)

تراج: بتای مکسور[3] بروزنِ سراج، آئین۔ (د، تغ)

ترازیدن: ترازید، ترازیدہ، ترازد، ترازندہ، تراز۔ املای این بطای حطی جائز نیست۔ (پ)

تراویدن: بواو، وترابیدن، ببای موحدہ، بدلِ آن (قش، ق)

تُرُب: مُولی۔ (ق)

۱۔ لغت فرس: ۴۲۱، "مرغی سخت رنگین است۔"

۲۔ انجمن آرای ناصری: "بفتح اول وثانی جانوریست سرخ رنگ و پردار کہ اغلب در حمامہای باشد۔ و اورا بعربی "این وردان" گویند۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تدو اور تذو عربی لفظ نہیں ہیں۔

۳۔ انجمن آرا اور دری کشا میں بفتحِ اول بتایا ہے۔

تَرْت و مَرْت: بفتحۂ اول و سکونِ ثانی و ثالث، ویران۔ (د، غ)

تَرجُمہ: پای خوان۔ ترجمہ نگار: پایخوان نویس۔

تَرخان: کسی کہ از پادشاہ درآمد و شد اجازتِ بلا قید داشتہ باشد۔ (پ)

تَر دامن: بمعنیٔ فاسق و گنہگار۔ (فش، ق)

تُرُس: بتای مضموم، اسمِ سپر۔ (پ)

تَرسیدن: ہراسیدن، ڈرنا۔ (تن)

تَرفَند: بفای سعفص، بروزنِ فرزند، بمعنیٔ سخنہای بی اصل است۔ (تن، ق)

تَر کردنِ جامہ: جامہ نمازی کردن۔

تَرکِ و تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن۔

تَرکِ دعوی: سبابت سست کردن۔

تَرَہ: راکہ عربیٔ آن نعناع است، پودینہ گویند بروزنِ موینہ ساگ۔ (ق، فش، تن)

تُرَّہات: لغتِ فارسی است مرکب از 'ترہ' و 'آت'، کہ لفظی است بمعنیٔ مثل و مانند[1]۔ اما ترہ، پودینہ و گندنا و امثالِ اینہا با

---

[1] میرزا صاحب کا یہ خیال درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں ترہات کی ت مفتوح نہ ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لغت فارسی نہیں، عربی، اور ترہۃ، بضم تا و تشدید را کی جمع ہے جس کے معنی چھوٹی باتیں ہیں۔

گویند کہ بطریقِ تفنن خورند۔ لاجرم کلماتِ نشاط انگیز را ترہات گویند، بمعنیٔ جز انبساطِ خاطر مدعای دیگر درضمنِ آن مضمر نیست۔ (نش، تن)

تِلَشعہ: نہُ (فش، ق)

تَشْت: لغتِ فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی طوے سے غلط ہے۔ (آ)

تصریح: دیباس۔

تعظیم: آدلیش۔

تَعَیُّن: ہرنیز، تقرر۔

تغیرِ حال: جاور گردش، انقلاب۔

تفرقہ: جدا شناس، مایہ الامتیاز۔

تقرر: ہرنیز، تعین۔

تکریم: آدلیش۔

تکلنو: ندِ زین را گویند۔ در عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسم اوست۔ (نزا، ق)

تکیہ: لفظِ عربی الاصل ہے۔ فارسی و اردو میں مستعمل۔ دونوں زبانوں میں ہم بمعنیٔ بالش اور ہم بمعنیٔ مکانِ فقیر آیا ہے۔ ایران میں تکیۂ مرزا صائب مشہور ہے۔ (آ)

تکیۂ فقیر: استھان۔ (نش، ق)

تگرگ: اولا۔ (د)

تگل: بادلِ مکسور و ثانی مفتوح، مرادف پیند یعنی پیوند۔ و در ہندی تھگلی باآوردنِ ہای ہوز در وسط و تحتانی در آخر۔ (فش)

تل: بفتح تای قرشت، کریوہ، پشتہ۔ (پ)

تلمنذ: در پسِ زانو نشستن۔

تلنگ دائرہ: بتای مکسور و لام مفتوح[1]، تال مری۔ (آ)

تمائل: رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد و بجنبیدنِ شاخہای نہال از باد مانند۔ (فش، ق)

تمام شدن: برکت شدن۔

تمر: بفوقانی مکسور و میم مضموم، در ترکی فولاد را گویند، و اسم شاہیست از اولادِ آلنقوا۔ و این کہ تیمور نویسند، طرزِ املاست اعراب باحروف۔ (مک)

تمسخر: کلاغ گرفتن۔

تمغا: بدو معنی مشہور است، نخست باجی کہ در راہ ہا از رہروان گیرند، محصول؛ دوم مہر۔ (د فش، ق)

تمکین: آہستگی، ارزندہ، ثابت قدمی۔ (پ، فش، ق، ن)

1۔ فرہنگِ رشیدی میں بکسر تین لکھا ہے۔

تمول: آب در جگر داشتن۔

تنانی: جسمی، جسمانی۔ (د)

تنبل: با لفتح، بمعنی سست و کاہل۔ (بد، س)

تن تن، اور تننا: اصوات ہیں تار کے ہندی و فارسی میں مشترک۔ (آ)

تُندَر: بتای مضموم و دالِ مفتوح[1]، عربی رعد۔ (پ، د، م)

تن در دادن: بمعنیٔ رضامند شدن۔ (پ)

تن زدن: بمعنیٔ خموشیدن۔ (پ، د، فش، ق)

تندیسہ: بمعنیٔ تصویر۔ (م)

تُنک شراب و تُنک بادہ: ہر دو بتای مضموم و نونِ مفتوح[2]، زود مست شوندہ را گویند۔ (فش، ق)

۱۔ یہ عبارت پنج آہنگ کی ہے۔ مہر نیمروز صفحہ میں "بتای مضموم اسم رعد" اور دستنبو صفحہ ۱۵ میں "بدال مضموم رعد" لکھا ہے۔ فرہنگ رشیدی: ۱: ۲۱۵ میں لکھا ہے: "تندر و تندور، بالضم و دال مضموم در ثانی و مفتوح در اول"۔ خان آرزو سراج اللغہ میں سروری کے حوالے سے دونوں جگہ بفتحِ دال ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔

۲۔ انجمن آرای ناصری میں بر وزنِ "سباب" لکھا ہے اور سبک کو بفتحِ اول و ضمِ ثانی بتایا ہے۔

تنگ شکیب: بمعنیٔ کم صبر۔ (م)

تُنگ: با وجودِ معانیٔ دیگر، اسمِ ظرفی نیز ہست کہ دران گلاب و شراب و عرق نگاہدارند۔ لاجرم، خم خم، و سبو سبو، و تنگ تنگ مفیدِ معنیٔ کثرتست۔ (فق، ق)

تنیدۂ عنکبوت: نسیج، خانۂ عنکبوت۔

توختن: توختت، توختہ، توزد، توزندہ، توز۔ توختن، بمعنیٔ اندوختن۔ (پ، د)

توس: بتای قرشت، در زبانِ انگریزی پارۂ نان راگویند (فش، ق)

توسط: میانجی گری، وساطت۔

توشہ: نوا، ترجمۂ زاد۔ (آ)

توضیح: دیباس، تصریح۔

تومان: لفظ ترکی است۔ و در تحریرِ لغاتِ ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتادہ است۔ واو علامتِ ضمۂ تای فوقانی و الف علامتِ فتحۂ میم۔ ہر آئینہ تومان نویسند و تمن خوانند بتای مضموم و میم مفتوح و تمن در ترکی بیست را گویند (فش، ق)

تونگر شدن: بچراغ رسیدن۔

تو و یزدان: یعنی، ترا بیزدان سوگند۔ (م)

تہم: بفتحتین بروزنِ بہم، در پارسیٔ قدیم اسمِ فلکِ نہم است کہ آن را بلسانِ شرع عرش نامند۔ و تہمتن مرکب ازین است، چون پیلتن و رُوئین تن و سیمین تن۔ درین صورت مردِ قوی ہیکل را تہمتن خوانند۔ . . چون رستم از روی خلقت جسیم بود اورا تہمتن می گفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک[1]۔ (فش، ق)

تہنیت: چشم روشنی، مبارکباد۔

تہیدست: رُت، بینوا۔

تیر: اسمِ عطارد۔ (آ)

تیرِ دو کمانہ: تیری را گویند کہ بر ہدف نہ نشیند و خطا کند۔ (م)

تیشہ: ہندی بسولا۔ (پ)

تیغ: پلارک، تلوار۔ (قن)

---

[1] میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: ''تہمتن بروزنِ قلمزن ہے۔ فردوسی نے سوجگہ شاہنامے میں تہمتن بسکونِ ہای ہوز لکھا ہے پس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پاگئیں؟ لاحول ولا قوۃ۔ لغت وہی بحرکت ہای ہوز ہے''۔ (آ)

تیغِ دو دستی: آن را گویند کہ چون ہنگامۂ پیکار گرمی پزیرد و دو لشکر در ہم افتند، جوانمردانِ نیرومندِ دلاور عنانِ تگاور بدندان گیرند و بہر دو دست تیغ زنند، چنانکہ در شجاعانِ عرب مردی بود طاہر نام کہ در کار زار بہر دو دست شمشیر میزد۔ ازان جا کہ تیغ زنی کارِ دستِ راست است، اہلِ عرب طاہر را ذوالیمینین می گفتند، یعنی از بسیار کارِ یمین می گیرد۔

دیگر تیغِ دو دستی آن را نیز توان گفت کہ یک تیغ بہر دو دست بر جانورِ تنومند زنند۔ (قش، تی)

تیغِ ہندی: ہمان سروہی است۔ (قش، ق)

تیمار: بمعنیٔ بیمار داری و غم خواری[1]۔ (آ)

تیمسار: بر وزنِ نیم کار، مرادفِ دشت، کہ ترجمۂ حضرت است۔ (قش، تی)

تیہو: لوا۔ (تن)

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ لفظ خود افادۂ معنیٔ مصدری کرتا ہے۔"

ث

ثابت قدمی : تمکین ، آسا ، اروند ۔
ثُؤلُول : آژخ ، مَتّا ۔

ج

جادّہ: اور دُرّاعہ دونوں عربی لغت ہیں۔ وہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے۔ مگر خیر جادہ اور دراعہ بھی لکھتے ہیں۔ (آ)

جال: در ہر دو زبان (ہندی و فارسی) بمعنیٔ دام۔ (فن)

جامہ: کپڑا۔ (فن)

جامگی خوار: اُس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اُس سے کام لیتے ہوں۔ جامگی خواران: نوکران۔ (آ، د)

جامۂ سرخ بر سرِ چوب کردن: استغاثہ و داد خواہی۔ (پ)

جامۂ کاغذی پوشیدن: عبارت از استغاثہ و داد خواہی۔ (پ)

جامہ گزاشتن: بمعنیٔ مردن۔ جامہ گزاشت، یعنی مُرد۔[۱] (پ، د، م)
جامہ نمازی کردن: عبارت از تر کردنِ جامہ۔ (م)
جانبدار: سوگیر۔
جاوَر: بروزنِ باوَر، بمعنیٔ حال۔ و جاور گردش، بمعنیٔ تغیر حال، یعنی انقلاب۔ (بر، د تغ، س، م)
جاوَرس: ہندیٔ آن باجرا۔ (پ)
جاہ: فر، فرہ۔
جای فلان سبز است: یعنی جای فلان خالی است۔ (د)
جَبہہ: بروزنِ چشمہ ہے، یعنی دو ہای ہوز ہیں۔ (آ، خ)
جَبین: پیشانی۔ (تن)
جَدّ: نیا۔ پدر جد، پردادا۔ در عربی و فارسی از بہرِ پدر جد اسمی خاص معین نیست۔ در عربی آن سو تر از جد صیغۂ جمع نویسند،

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کالپی کے نواب زادوں میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے۔ میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ جامہ گزاشتن بمعنیٔ مردن مسلم، لیکن بہت احتیاط کیا کرو، موقع دیکھ لیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا۔ فلان مرد، ہمان جامہ گزاشت۔" (ع س)

یعنی اجداد و در فارسی جمع نیا نویسند، یعنی نیاگان۔ (فش، ق)

جُدِّ پدر: پردادا۔ (فش، ق)

جدِ فاسد: نانا۔ (فش، ق)

جُداشناس: ما بہ الامتیاز، یعنی تفرقہ۔ (د، م)

جدکارہ: بجیم عربیٔ مضموم[1]، بروزنِ پشتارہ، بمعنیٔ راہہای مختلف آمدہ است۔ (فش، ق)

جَدوار: ماہ پروین۔

جدید: نئی چیز۔ (قن)

جراحت: ریش، زخم، گھاو۔ (قن)

جِرگہ: بجیمِ مکسور، مجمع۔ (د، تفظ)

جزا: پاداش۔

جِسم: سر بر، کالبد۔

۱۔ فرہنگ رشیدی اور سراج اللغۃ میں "جدگارہ" بفتح اول وکافِ فارسی ثبت کیا ہے۔ البتہ رشیدی میں معنی مختلف ہیں، یعنی بجای رای ہای مختلف کے راہ ہای مختلف لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں فرہنگ قوسی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف رائیں اور تدبیریں ہی صحیح ہیں۔ راہ ہای مختلف تصحیف ہے۔

جَسْتَن: بجیمِ مفتوح، کودنا۔ جست، جستہ، جہد، جہندہ، جہ (پ، قن)
جُسْتَن: بجیمِ مضموم، ڈھونڈھنا۔ جُست، جستہ، جوید، جوینده جوی۔ (پ، قن)
جِسْمی، جسمانی: تنانی۔
جَشْنِ سَدَہ: نامِ جشنی است کہ پارسیان در آفتاب نوس کنند۔ (اب، س)
جُغْرات: دہی۔ (آ)
جَغْبُت: بمعنی حشوِ نہالی، یعنی توشک، است[1]۔ (فش، ق)
جُغْتہ گردان: کولا ٹکتا ہوا۔ (د)
جَلاجِل[2]: جلب، جھانجھ، سنج (قن)
جَلَب: بجیمِ تازی، زنِ فاجرہ را گویند۔ (پ)
جِلَو: بجیمِ مکسور و لامِ مفتوح، عنان، یعنی باگ۔ (د)
جَم: ترجمۂ قادر، باضافۂ لفظِ شید، اسمِ شہنشاہ (آ)
جُملہ: سب۔ (قن)
جنبیدن: جنبید، جنبیدہ، جنبد، جنبندہ، جنب۔ (پ)

۱۔ رشیدی اور سراج میں ح کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ صحیح جَغْبُت ہے۔ ۲۔ جلاجل کی تحقیق 'جلب' میں دیکھیے۔

جنگ: حرب، لڑائی۔ جنگیدن، لڑنا۔ (قن)

چنگل: بمعنیٔ بیابان باشتراکِ لسانین است۔ (فش، ق)

جُو: نہر۔ (قن)

جوان مرد: جوان بخت، جوان دولت، جوان عمر، جوان سال، جوان خرد، جوان مرگ: یہ الفاظ مقررۂ اہلِ زبان ہیں۔ کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے۔ (غ)

جُود: لغتِ عربی، بمعنیٔ بخشش۔ جواد صیغۂ صفتِ مشبہہ، بی تشدید[1]۔ (آخ)

جَور: لغتِ عربی ست۔ (فش، ق)

جَوزا: دو پیکر

جُولاہ و جولہ: بافندہ را گویند کہ عربیٔ آن حائک است۔ و مجازاً کلاش را گویند کہ عربیٔ آن عنکبوت است۔ جولاہہ ہمان

ا۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "عجب اتفاق ہے۔ آج ... دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا۔ میں تو کتاب دیکھ لیتا ہوں، مول نہیں لیتا۔ قضارا جب میں نے اُس کو کھولا، اُس ورق میں یہ مطلع نکلا:

اگر بہ گنج گہر میلم اوفتاد، چہ باک کفِ جوادِ ترا از برای آن داریم"

جولاء است کہ ہای ثانی دران افزودہ اند، مثلِ مینجوار و مینجوارہ
این جا یا لغزی است کہ بسیار فرزانگان را فتادہ است۔
درین چنین الفاظ ہای آخر را تای تانیث می اندیشند و مرد
رابکیں و زن رابکیسہ می نویسند، حال آنکہ در الفاظِ فارسی
این قاعدہ ہیچ گونہ امضائی نتواند پزیرفت، بلکہ فارسیان
در الفاظِ عربی نیز تصرف کردہ ہا در آخرِ لفظ آرند و تانیث
منظور ندارند، چنانکہ موج و موجہ و معشوق و معشوقہ ہمان
موج و ہمان معشوق، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را
معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعرِ ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است شعر

معلس چو شدیم، رو بدو آوردیم
معشوقۂ روزِ بینوائی است خدا

کوتاہئ سخن ... جولاہ لغت است و جولاہہ مزید علیہ و جولہ
مخفف۔ (فش، ق)

جوہر: معربِ گوہر است ... و در عربی مقابلِ عرض است۔ (فش، ق)
جوہرِ تیغ: پلارک۔
جہت: زی، طرف۔

جی: بکسرۂ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنئ لطیف و مقدس؛ و در ہندی بمعنئ روح و حیات آید۔ (فش، ق)

جیغہ جیغہ کردنِ ابرو: آن است کہ تارہای زرینہ را ریز ریز کردہ بر ابرو فشانند۔ (م)

چ

چالنو : بضمۂ تای قرشت[1]، ریسمانی است که مجرم را بدان لبته آدیزند، تاخفه شود و بمیرد۔ وآن را 'پھانسی' گویند (پ، د)

چارسو: چوک ۔ (د)

چالیک : بیای معروف، نام بازیچہ الیست ۔ ہندیٔ آن 'گلی ڈنڈا' ۔ (پ)

چامہ : غزل[2]۔ چامہ سرائی، غزل خوانی ۔ (پ، د، فش، تن، م)

چانہ : بمعنیٔ استخوانِ زیرِ زنخ ۔ (پ)

چاؤش : بروزنِ طاؤس ۔ نقیب ۔ (م)

چاه : کنوان ۔ (تن)

۱۔ دری کشا: ۲۷، بواو معروف ۔

۲۔ لغتِ فرس: ۵۴۴، بمعنی شعر مطلقا و در نسخہ دیگر: بیتِ شعر و سرود۔

چُپُش: بفتحِ جیم و بای فارسیِ مضموم[1]، گوسپندِ یک سالہ را گویند۔ (پ)

چرا: کیوں۔ (قن)

چراغ از چشم جستن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ روی دہد۔ (پ)

چراگاہ: کنام۔

چرخ: آسمان، فلک، چنبرِ دازگونہ، گردون۔ (د، قن)

چرگر: بجیم فارسیِ مفتوح و کافِ پارسیِ مفتوح، ترجمۂ مُغنّی و مطرب و مرادفِ خُنیاگر و رامشگر است[2]۔ (د، فش، ق)

۱- انجمن آرا: بروزنِ طپش۔

۲- میرزا صاحب کی رای یہ ہے کہ صاحب برہانِ قاطع کا یہ لکھنا غلط ہے کہ چرگر کے دو معنی ہیں: مغنی اور مفتی۔ مفتی کا فارسی ترجمہ وَچرگر (بواوِ مفتوح در اول) ہے۔ لیکن اسدی طوسی نے لغتِ فرس: ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ چرگر، سرودگو اور مفتی دونوں معنی رکھتا ہے، اور پہلے معنی کی مثال میں زینبی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

بوسہ و نظرت حلال باشد، یاری حجت دارم برین سخن ز دو چرگر

رشیدی کی رای میں اولاً تو یہ لفظ بضمِ جیم فارسی ہے، دویم اس کے معنی مفتی ہیں، مغنی تصحیف سے پیدا ہوا ہے۔ سروری نے بمعنی مغنی و مطرب لکھا ہے۔ صاحب انجمن آرای ناصری نے رشیدی، سروری کے اقوال نقل کر کے لکھدیا ہے کہ "در بابِ مغنی و مفتی تصحیف خوانی شدہ است۔ معنی درستی بدست نیامدہ است" خان آرزو نے سراج اللغۃ میں بوزنِ سرور لکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری رای میں یہ چارہ گر کا مخفف ہے، صاحبِ حکمِ دینی (مفتی) کے معنی مجازی ہیں اور مغنی مفتی کی تصحیف ہے

چسپیدن: بجیم مفتوحِ فارسی، چسپید، چسپید، چسپیدہ، چسپد، چسپندہ، چسپ۔ (پ)

چشم: آنکھ۔ (قن)

چشم بچیزی سیاہ کردن: بمعنیٔ طمع کردن دران چیز۔ (پ)

چشم روشنی: بمعنیٔ تہنیت و مبارکباد۔ (پ، د، م)

چقماق: در ترکی، آتش زنہ۔

چک: بجیم فارسیٔ مفتوح، امر است از چکیدن، و بمعنیٔ قبالہ نیز آید، و قفای سر را نیز گویند۔ (پ)

چکسہ: بجیم فارسیٔ مفتوح بکاف پیوستہ و سینِ مفتوحِ بہای زدہ کاغذی فرو پیچیدہ کہ آن را بہندی 'پڑیا' گویند۔ (پ، قن)

چکیدن: ٹپکنا۔ (قن)

چکامہ: قصیدہ۔ (د، فش، ق)

چگل: ظرفی را کہ بہر نگاہداشتنِ آب از چرم سازند، در فارسی بجیم فارسیٔ مفتوح و کافِ فارسیٔ مفتوح، و در ہندی چھاگل بہ افزودنِ الف و ہای ہوز در میانۂ جیم و گاف و چگل یا فارسیٔ مستحدث است یا مفرس۔ (فش)

چلب: بجیم فارسی، ہندیٔ آن جھانجھ است، و آن را

بفارسی عُلاجِل نیز گویند۔[1] (پ، فن)

چِلقَند : چِلتہ۔ (م)

چِم : بجیمِ فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ معنی۔ (د، فن، ق)

چمانی : بمعنیٔ ساقی۔ (بر)

چُمَر : بضم و فتحہ، بزبانِ دری با ہویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی است۔ (فن، ق)

چمن از چشم چکیدن : خونفشانیٔ چشم۔ (آ-خ)

چمیدن : چمید، چمیدہ، چمد، چم، چمندہ[2]۔ (پ)

چنبرِ واژگونہ : آسمان۔ (د)

چنگالی[3] : مالیدہ را گویند کہ ملیدہ مخففِ آنست۔ و ہمین شہرت دارد۔ (فن، ق)

چہ : کیا۔ (فن)

چہرہ شدن : بمعنیٔ مقابل شدن و مقابلہ کردن۔ (پ، د)

چِہل : چالیس۔ (فن)

چیدن : چید، چیدہ، چیند، چینندہ، چین۔ (پ)

چیرگی : غلبہ۔ (د) چینود : باعرابِ مجہولہ، بمعنیٔ پل صراط۔ (فن، ق)

۱-جلاجل عربی ہے فارسی نہیں، اور جُلجُل بضم ہر دو جیم گھونگرو کو کہتے ہیں۔ پس جُلاجِل کے معنی پانووں میں پہننے کے گھونگرو یا پازیب ہوے۔

۲- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "چمید صیغہ ماضی کا ہے چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلم۔ چمد مضارع، چم امر"۔ (آ-خ)

۳-انجمن آرای ناصری میں چنگال لکھا ہے۔

ح

حارِث: بمعنیٔ کشاورز۔ (فش، ق)

حارِس: بمعنیٔ نگہبان۔ (فش، ق)

حَاشَ، وحَاشَ لِلّٰہ: پارسیوں نے ازراہ تصرف کے بمعنیٔ زنہار قرار دیا ہے، یعنی تاکید۔ اگر منفی پر آئے، تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید (عس)

حاکم: کارکیا، کُنارنگ، مرزبان۔

حاکمِ شہر: شہرکیا۔

حالؔ: جادر۔ حال کی جگہ حالات یا احوال لکھنا قبیح نہیں ہے خصوصًا احوال کہ بمعنیٔ واحد مستعمل ہے۔ اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ احوال بمعنیٔ جمع مستعمل نہیں ہوتا۔ (آ، د، م)

حاملہ : آبستن، آبستنی، زنِ باردار۔
حائض : دُشتان ۔
حائک : جولاہ، جولہ، بافندہ، پای باف، ہمگر، جلاہہ۔
حجامت : آژدن، خستنِ تن با سترہ ۔
حدید : آہن، لوہا۔ (تن)
حَرب : جنگ، لڑائی۔ (تن)
حریف : بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے ۔ (ع)
حشوِ قبا : آگنہ۔
حشوِ نہالی : آگنہ، تونشکہ، جنبت ۔
حصہ : بخش ۔ بہرہ ۔
حضرت : زگاہ، بارگاہ، تیمار، شت ۔
حفظِ وضع : پاساد ۔
حقیقت : آمیغ۔ حقیقی : آمیغی ۔
حکمت : فرزیود۔
حکومت : کارکیائی ۔
حَمَل : برّہ، میگھ ۔
حَنجَرہ : گلا۔ (تن)

حنظل: شرنگ، اندرایبن۔

حوتا: ماہی، مچھلی۔ (ف)

حور: بمعنی حورا کے اہلِ فارس اس کو صیغہ واحد کا قرار دیکر الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے:

حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس، کہ اعراف بہشت است

بلکہ حور کو حُورِی کہہ کر اس کی جمع حوریاں لاتے ہیں۔ حافظ کہتا ہے:

حوریان رقص کنان ساغرِ مستانہ زدند (آ)

حیات: زندگانی۔ (ف)

خ

خاتم : انگشتری۔ بمعنیٔ نگین غلط ۔ (آ)
خاتم بندی : پرچین کاری ۔
خاتون : بانو، بنّو۔
خاد : زغن، غلیواز، چیل ۔ (قن)
خار : کانٹا۔ (قن)
خار بپیراہن ریختن : بمعنیٔ بیفزار کردن ۔ (پ)
خاریدن : بلی داو، خارید، خاریدہ، خارد، خارندہ، خار (پ)
خاستن : بلی داو، خاست، خاستہ، خیزد، خیزندہ، خیز۔ (پ)
خاص، خاصہ : ویژہ خاصگان، ویژگان ۔
خاک : بمعنیٔ مٹی (د. ک)

خاکروب: پاکار۔
خاکم بدہن: واسطے اقوال کے ہے۔ جب کوئی کلمۂ کردۂ طبع کہتے ہیں، "تو خاکم بدہن" کہہ لیتے ہیں۔ عمرِ خیام،

برخاک بریختی میِ نابِ مرا
خاکم بدہن، مگر تو مستی ، ربی

اور "خاکم بسر" اور "خاکم بفرق" عام ہے، جیسا کہ میں ایک شہزادے کے مرثیے میں کہتا ہوں:

ای اہلِ شہر مدفنِ این دودمان کجاست؟
خاکم بفرق، خواب گہِ خسروان کجاست؟ (آ)

خاگینہ: خاگینہ، خورشِ مرغوب و مشہور۔(فش، ق)
خالص: ناب، دیژہ۔
خالقِ معنی: بمعنیٔ معنی آفرین۔ (خ)
خالی: تُت۔
خاموش: چپ۔ (قن)
خاموش شدن: مغز در سر کردن۔ (پ)
خامہ: قلم۔ (قن) **خانقاہ**: سنجرستان۔
خانہ: کدہ، گھر۔ (فش، ق، قن)

خانۂ تابستانی: پروار۔
خانۂ عنکبوت: نسیج، تنیدۂ عنکبوت۔
خانۂ کاہ: کومہ، کازہ، چھپّر
خانۂ گِل: کازہ، مٹی کا گھر۔
خاوَر: بمعنیٔ مشرق است - (د، تغ، فش، ق، م)
خایہ و خایک: باضافۂ کافِ تصغیر بیضہ را گویند۔ خاگینہ
که تانخورشی است مرغوب و مشہور، مرکبِ این است،
چون زرینہ و سیمینہ ۔ بسببِ کثرتِ استعمال "یای تحتانی
از میان رفتہ و خاگینہ ماندہ۔ یا آنکہ بسببِ کراہتِ لفظِ
خایہ، یای تحتانی از میان بر انداختہ اند۔ می باید فہمید کہ
بروایتی ضعیف، بیضۂ مرغ را ہاگ گویند۔ و چون تبدلِ
ہای ہوز بحای تخذ دستور است، خاگ نیز بتوان گفت،
و خاگینہ را ازین اسم مرکب توان دانست۔ (فش، ق)
خبرِ خوش: مژدہ، نوید، تبشیر۔
خَجالَت: شرمندگی ۔ (عس)
خداوند: کی، کیا۔ خداوندِ کار: کارکیا۔
خدا بخش: بخشیدۂ خدا۔ (فش، ق)

خدائی : ایسا خدا ۔ (عس)
خر : اُلاغ، گدھا ۔ (تن)
خرابہ : مزید علیہ، اصلِ لغت عربی الاصل بمعنیٔ ویران و ویرانہ، ہندی اُجڑ ۔ (ع)
خراج : ساو، باج ۔
خرامان : نوان، گرازان ۔
خرچنگ : سرطان ۔ (د)
خُرد : بخای مضمومِ بی واو، دقیقہ، نقدی ۔ (تیغ)
خُرہ : بخایِ مضموم درای مفتوح و ہای مختفی، نورِ قاہر را گویند و ازین جاست کہ خُر اسمِ آفتاب ست ۔ وشید بشینِ مکسور و یای معروف در آخرِ آن افزودہ اند، مثلِ جم و جمشید ۔ باید دانست کہ شید در معنی با فروغ متحد است[1] ۔

[1] ایک خط میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "وہ پارسیٔ قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد میں مروج تھی، اُس میں خر بخای مضموم نورِ قاہر کو کہتے ہیں: اور چونکہ پارسیوں کی دید و دانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے، اس واسطے آفتاب کو خر کہنا اور

شید کا لفظ بڑھا دیا۔ شید بشینِ مکسور و یای معروف بروزنِ عید، روشنی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ اُس نورِ قاہرِ ایزدی کی روشنی ہے۔ خرا و رخرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے۔ جب عرب و عجم مل گئے، تو اکابرِ عرب نے کہ وہ منبعِ علوم ہوئے، واسطے رفعِ التباس کے خر میں واوِ معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا۔ ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا۔ اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے۔ فقیر خر جہان بے اضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، موافق قانونِ عظمای عرب بواوِ معدولہ لکھتا ہے، یعنی خور۔ اور جہاں باضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سر بسر لفظِ خور کو بے واو لکھتا ہے، یعنی خرشید۔ خور کا قافیہ در اور پر کے ساتھ جائز اور روا ہے۔ خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا۔ وہاں میں بے واو کیوں لکھوں۔ رہا خورشید، چاہو بے واو لکھو، چاہو مع الواو لکھو۔ میں بے واو لکھتا ہوں، مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خر کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا، قافیہ ہو یا نہ ہو، یعنی نظم میں وسطِ شعر میں آپڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو، خور لکھوں گا۔

یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خُر ترجمہ نورِ قاہر کا ہے، اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافۂ لفظ شید اسمِ شہنشاہِ وقت قرار پایا ہے۔" (خ بص)

دیگر ہم بدین صورت یعنی، خُرہ، بخای مضموم بمعنیٔ صوبہ وضلع نیز آمدہ است۔ چنانکہ در قلمرو ایران کہ بر پنج صوبہ مشتمل است، خُرۂ استخر و خرۂ اردشیر و خرۂ داراب و خرۂ قباد و خرۂ شاپور نویسند۔

و خَرہ بخای مفتوح و ہای انتہای حرکت کُنجارۂ کنجد و بذر دیگر را گویند۔ و آن چیز نیست کہ پس از کشیدنِ روغن بازی ماند۔ و درین لغت رای قرشت را ہم بتخفیف توان خواند و ہم بتشدید۔ (فش، ق)

خزان: پائیز، برگ ریز۔

خزیدن: خزید، خزیدہ، خزد، خِزندہ، خز (پ)

خس بدندان گرفتن: بمعنیٔ زینہار خواستن، اظہارِ عجز۔ (ب،ع)

خَشتن: خشت، خستہ: نژند۔ این را مضارع نبود۔ (پ)

خَستو: بمعنیٔ[۱] اقرار کنندہ۔ (پ)

خُسُر: پدرزن، بعکسِ اضافت، شسر[۲]۔ (آ)

۱۔ دری کشا: ۲۹ میں بفتح اول و ضم تا و واوِ معروف لکھا ہے۔

۲۔ لغت فرس: ۱۳۵ و دری کشا: ۳۰ میں لکھا ہے: "خسرو بضم اول و ثالث و واوِ معروف، پدرزن، پدر شوہر، مادر زن، مادر شوہر"۔

خُسران : بمعنیٔ نقصان۔ (خ)
خِشت : اینٹ۔ خشتِ شراب : مہرِ خُم۔ (ق)
خشک دامن : بمعنیٔ متورع و پرہیزگار است۔ (فش، ق)
خَشم : غصہ، بدخوئی۔
خُشن خانہ : خانہ را گویند کہ بیابانیان از نمد و پلاس و گلیم سازند وخشن خانہ ماندن جای مفلسان۔ (فش، ق)
خُصوصًا : ویژہ۔
خط کشیدن : مطلق بمعنیٔ باطل کردن و محو کردنِ چیزی باشد۔ (پ)
خط بہ بینی کشیدن : عبارتست ازان کہ اقرار بعجزِ خود کنند (پ)
خط دادن : اقرار و اعتراف کردن۔ (پ)
خطاب : مِہر خوان[1]۔

---

[1] ۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطاب کے مراتب ہیں۔ پہلے تو خانی کا خطاب ہے، اور یہ بہت ضعیف اور بہت کم ہے۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ، اور اس کو خاندانی بھی خانی نہیں حاصل۔ پس جب اس کو بادشاہِ وقت محمد علی خان کہدے، تو

خطوطِ شعاعی: یعنی سورج کی کرن۔ (آ)
خفتن: سونا۔ خفت، خفتہ، خسپد، خسپندہ، خسپ، وخسپیدن مصدرِ مضارعی۔ واین کہ خوابیدن نیز بمعنی دارد، اصل این است کہ خواب اسمِ جامد است در پارسی بمعنیٔ نوم۔ فآن را متصرف گردانیدہ اند۔ واین چنین در پارسی بسیار است۔ اما این کہ قبلۂ اہلِ سخن سعدی شیرازی در بوستان میفرماید۔ شعر

شتر بچہ با مادرِ خویش گفت　　پس از رفتن آخر زمانی بخفت

بقیہ ص ۱۰۴ ـ گویا اُس کو خانی کا خطاب ملا۔ اور جو شخص کہ اُس کا اصلی نام محمد علی خان ہے، یا تو وہ قوم افغان (سے) ہے، یا خانی اُس کو خانذاتی ہے، بادشاہ نے اُس کو محمد علی خان بہادر کہا۔ پس یہ خطاب بہادری کا ہے۔ اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے۔ یعنی مثلاً محمد علی خان بہادر، اُس کو منیر الدولہ محمد علی خان بہادر کہا۔ اب یہ خطاب دولگی کا ہوا۔ اس کو بہادری کا خطاب نہیں کہتے۔ اب اس خطاب پرا فزایش جنگ کی ہوئی ہے۔ منیر الدولہ محمد علی خان بہادر شوکت جنگ۔ ابھی خطاب پورا نہیں ہوا۔ پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو۔ پس پورے خطاب کو خطاب بہادری لکھنا غلط ہے (آ۔خ)

ازین جا گمان کردہ می شود کہ مگر مضارعِ خفتن، خفتد خواہد بود کہ شیخ امر آن را بخفت استعمال کردہ۔ سخن این است کہ این از بہرِ ضرورتِ قافیہ شعر است، ورنہ ماضی و امر بیک صورت نمی تواند بود۔ (پ، قن)

خُفْچاق: نامِ دشتی است کہ در اقصای ترکستان است۔ و آن دشت مسکن و موطنِ ترکان است۔ (فش، ق)

خُلاصہ: ارومہ، زُبدہ، ویژہ۔

خَلَج: نام ایلی است از مغول۔ (فش، ق)

خُلْخال: جھانجن۔ (دہلی اردو اخبار)

خُم: مٹکا۔ (قن)

خُم وچَم: ہندوستان کے باتونی لوگوں کو خم و چم بولتے سنا ہے۔ آج تک کسی نظم و نثرِ فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ لفظ پیارا مجھ کو بھی پسند، مگر کیا کروں، جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو، اُس کو کیونکر صحیح جانوں۔ (آ)

خموشیدن: تن زدن۔

خَمیازہ: چیز نیست کہ آن را در اردو انگڑائی گویند۔ (فش، ق، قن)

خَنْدَق: کھائی، کندہ کہ صیغۂ مفعول است از کندن یعنی خندق آبد و گویند کہ خندق معرب است (فش، قن)

خندۂ دندان نما: اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو
اور اُس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ (آ)
خندیدن: ہنسنا۔ (قن) خنزیر: گرازہ، خوک
خُنیاگر: چرگر، رامشگر، مغنی، مطرب۔ (آ، بر)
خواستن: بواوِ معدولہ، چاہنا۔ خواست، خواستہ، خواہد،
خواہندہ۔ خواہ۔ (پ، قن)
خواندن: خواند، خواندہ، خواند بحرکتِ نون۔ خوانندہ، خوان (پ)
خواہش: ازروی اشتیاق، شادخواست۔
خوب: فرہیدہ، اچھا۔
خودستائی } سیاہی زدن۔
خودنمائی }
خوردن: بواوِ معدولہ، خورد، خوردہ، بواو صیغۂ مفعولِ خوردن
خورد بحرکتِ را، خورندہ، خور، امرِ این باضافۂ الف
بنیز آید۔ (پ، تیغ)
خورہ: بواو معدولہ، جُذام، واسمِ مرضی است کہ آن را
داء الثعلب گویند۔ وآن فروریختنِ موی ریش وبروت
وابرو است در انتہای جُذام۔ ونیز اسمِ کرمی است

کہ آن را در عربی اَرَضہ نامند۔ (فش، ق)

خوشہ: برجِ سنبلہ، کتّیان۔ (د) خوک: گُراز۔ خنزیر۔

خَوِی: بواوِ معدولہ وتحتانی، ترجمۂ عرق۔ (فش، ق)

خَوِی گیر: نمدِ زین را گویند کہ اسمِ دیگرِ آن نکلتو است و در عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسمِ اوست۔ (فش، ق)

خِوِیلہ: بیای تحتانی بعد از واو... ہمان لغت است کہ بی واوِ معدولہ والف در آخر زبان زدِ زنانِ ہند است، یعنی خیلا۔ و این از توافقِ لسانین نیست۔ بعدِ استیلای مغول در ہند، چون مردمِ این قلمرو شنیدند، باد گرفتند و تعرفۂ واوِ معدولہ منظور نداشتہ بحسبِ سماعتِ خویش احمق و ناہموار را خیلا گفتند۔ (فش، ق)

خَہی: آنت، اینت۔

خِیار: ککڑی۔ (ق)

خِیش خانہ: بیای تحتانی مجہول بروزنِ بیش خانہ، خانہ کہ از جاشہ تنگ سازند۔ و آن خانہ را بپاشیدنِ آب تر دارند۔ خیش خانہ آرام گاہِ متعمان است۔ (فش، ق)

اخیک: بخای مکسورہ، پکھال۔ (د)

د

دادخواه : کاغذی پیرہن - دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن
استغاثہ، مشغل بکف گرفتن -
دادستای : انصاف کی تعریف کرنے والا - (د)
دادن : داد، دادہ، دِہد، دِہندہ، دہ - (پ)
داروغۂ توشک خانہ : تبندار -
داس : ہندی آن دراتی - (پ، فن)
داشتن : رکھنا - داشت، داشتہ، دارد، دارندہ، دار صیغۂ
امر است از داشتن - اہلِ زبان بمعنیٔ بایستن بھی استعمال
کرتے ہیں - ظہوری :

گر اسیرِ زلف و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم، این قدر بر خویش پیچیدن نداشت
(آ، پ، فش، ق، فن)

داغ: دھبّا۔ (قن)

دام: جال۔ (قن)

دامن بدندان گرفتن: عجز کردن، و آمادۂ گریز شدن ۔(پ)

دامن زیر سنگ آمدن } عبارت از درماندہ شدن و عاجز
دامن زیر کوہ آمدن } شدن۔ (پ)

دانستن: دانست، دانستہ، داند، دانندہ، دان۔ دانم، صیغۂ متکلم است از مضارع دانستن ۔(پ، فش، ق)

دانگ: در جہانگیری اسم خورشی است کہ در شادیِ دندان برآوردنِ کودکان سیر خوار پزند۔(فش، ق)

دَاءُ الثَّعْلَب: خورہ۔

دایہ: زنِ شیر دہندہ را در عربی 'مرضعہ'، و در فارسی 'دایہ' و در ہندی دائی و دھائی بدالِ مختلط التلفظ بہای ہوز و در روزمرۂ اردو 'اَتّا' گویند بر وزنِ پتّا کہ مرادفِ متعارست۔ (فش، ق)

دبدبہ: شکوہ۔

دختر: در ہندوستان 'چھوکری' گویند بجیم فارسی مختلط التلفظ و واوِ مجہول ۔(فش، ق)

دَخمہ : بدالِ مفتوح، قبرستان - (د، تغ)[1]

دَر : بدالِ مفتوح برای ترشح زدہ، بزبانِ دری در نثر بجای باب آید - وصیغۂ امر ست از دریدن - (نش، ق)

دَرا : گھنٹا لا - (ق)

در آب و آتش بودن : اشارہ بافراطِ زحمت و رنج - (پ)

دَرّاعہ : اصلِ لغت مشدّد ہے ... مخفف بھی باندھتے ہیں (آ، خ)

دَرایش : بدالِ مفتوحہ[2]، تاثیر - (د)

در پسِ زانو نشستن : مراقبہ را گویند و تلمذ و استفادہ را - (پ)

درجۂ عمارت : انکوب -

درخط شدن : عبارت از شرمندہ شدن و درہم گشتن - (پ)

درخواہ : درخواست - (د)

در خود فرو رفتن : بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن - (پ)

۱- لغتِ فرس: ۴۶۳، میں گورخانۂ گبران لکھا ہے، جو زیادہ صحیح تعبیر ہے عام گورگاہ کا مفہوم نہ قبرستان سے ادا ہوتا ہے اس لیے کہ آتش پرستوں میں مردے کو قبر میں دفن نہیں کرتے اور نہ دخمے سے ادا ہوتا ہے، کیوں کہ مسلمانوں میں مردے کو کسی عمارت کے طاق میں نہیں رکھتے -

۲- مطبوعہ دستنبو کے حاشیے پر غالب نے اپنے قلم سے "بفتحۂ دال" لکھا ہے - مگر وہ ی کتنا: ۳۲، میں بکسرِ اول درج ہے -

دُردِ شراب : لای -
دَرَشت : بہر دو فتحہ[1]، اشرنی - (د ، تغ)
در فراز کردن : بستنِ در -
در گیرندہ : مُحتوی - (د)
درماندہ شدن : دامن زیرِ سنگ آمدن ، دامن زیر کوہ آمدن -
دَرْوا - اندروا ، سرنگون ، مُعلّق - (ب ، د)
درودن : بفتحِ دال وضمِ را[2]، درَود ، درودہ ، دِرَوْد بکسرِ دال وفتحِ را ، درونده ، درو - (پ)
دُروغ : کاست -
دُرُودن : بدالِ مضموم ورای مضموم دواوِ معروف ، بوزنِ جنون ، آنچہ برخوردنی وآشامیدنی دہند - ہر آئینہ دربارۂ دُردن ، کارگر افتادن وکارگر نیفتادن سرایند ، یعنی تاثیر وعدمِ تاثیر - (فش ، ق)
دُرَوَند : بدالِ ابجدِ مضموم بوزنِ اُروند وخرسند ، مردِ بیگانہ کیشِ مخالفِ ملتِ خویش راگویند - (خش ، ق)

۱- رشیدی ، سراج اللغۃ اور انجمن آرای ناصری میں بضمِ دال و را لکھا ہے -
۲- رشیدی ، سراج اللغۃ اور انجمن آرای میں بضمِ دال و را لکھا ہے -

درہم گشتن : درخط شدن۔
دَرْیَچِہ[۱] : کھڑکی۔ در کو چک کہ تازیان ' غُرفہ ' گویند۔ طغرای سراید:

روز و شب دَرْیَچِہ مشرق و مغرب باز است
ورنہ از تنگیٔ این خانہ نفس می گیرد

(فش، ق، قن)

دَری خانہ : دیوانِ خاص۔ (د)
دریدن : فتاریدن، فتریدن، فتالیدن، فتلیدن، پھاڑنا۔ (قن)
دِرِیغ[۲] : افسوس۔
دریوزہ گر : کاسہ گردان۔
دزد : شبرو، چور۔ (قن)
دزد افشار : کسی را گویند کہ دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگزارد۔

۱۔ انجمن آرای ناصری میں لکھا ہے کہ اصل لغت دریچہ بکسر را ہے۔ اہل زبان حروف کی طرح حرکت میں بھی تغیر و تبدل کر دیتے ہیں طغرا کے شعر میں دریچہ، بحرکت 'یا' اسی قبیل سے ہے۔
۲۔ دری کتا : ۳۳، میں بکسرِ اول و تحتانی و مجہول ضبط کیا ہے۔

و این لفظ مرکب است از دزد و افشار کہ صیغۂ امر ست از افشردن بمعنیٔ افشرندۂ دزد۔ و ترجمۂ آن در ہندی چور کا نچوڑنے والا، یعنی چنانکہ بہ پیچ و تاب دادن از جامۂ نمناک آب گیرند، ہم چنین مال از دزد گرفت۔ (فق، ق)

دِژ: بدالِ مکسور[1]۔ قلعہ را گویند۔ (پ، د، فن)

دِژخیم: بروزنِ اقلیم[2]۔ بمعنیٔ بدخو۔ (م)

دِژَم: بدالِ مکسور[3] و زای فارسیِ مفتوح، بروزنِ دِرَم، نحس و شوم و بد و تباہ و زشت۔ (د، تغ، م)

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "دز بکسر، قلعہ۔ و بعض بزای فارسی گفتہ اول اصح است۔" رشیدی اور انجمن آرا میں بھی زای ہوز ہی کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ رشیدی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ دژ بضمِ دال ہے۔ انجمن آرا رشیدی کا ہمخیال ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دال پر زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں ہیں۔ اس لیے اس کے مرکبات میں بھی تینوں حرکتیں لغات میں پائی جاتی ہیں۔ مگر "خیم" کے تحت دژخیم کو بضمِ دال ہی لکھا ہے۔ اور یہی درست اور صحیح بھی ہے اس لیے کہ دژ اور دُش دونوں کے معنے بُرے کے ہیں اور خیم عادت کو کہتے ہیں۔

۳۔ رشیدی، سراج اور انجمن نے بضمِ دال لکھا ہے اور دژ سے مرکب بتایا ہے۔

دَساتیر: صحیفۂ چند است کہ بر پیمبرانِ پارس نازل شدہ است و آن زبان بہیچ زبان مشابہ نیست۔ ساسانِ پنجم آن را در زبانِ پارسیٔ ناآمیختہ بعربی ترجمہ کردہ است۔ (د، قع)

دست: ترجمہ ید ہے، جس کی ہندی ہاتھ، اور بمعنیٔ قسم و نوع اور بمعنیٔ مسند بھی مستعمل ہے۔ (قن، ن)

دستار: پگڑی۔ (قن)

دَستان: بدالِ مفتوح بمعنیٔ آوازِ خوش، افسانہ نہیں۔ دستان کے تین معنی ہیں: ایک تو رستم کے باپ کا نام، اور وہ علم ہے۔ دوسرے ... تیسرے آوازِ خوش۔ اور یہ جو بلبل کو ہزار داستان کہتے ہیں، سوتی اور فرد ہا یہ لوگ کہتے ہیں صحیح ہزار دستان ہے، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے (اُخ)

دستِ برنجن: یارہ، کڑا۔

دست بند زدن: بمعنیٔ فراہم آمدن گروہی از انسان خواہ از حیوان۔ (پ)

دست بہم دادن: بمعنیٔ میسر آمدن۔ (پ)

دستت مرنجاد: دعا۔ (د)

دست زیرِ زنخ داشتن } اشارہ بحالتِ تحیر و سکونست
دست ستونِ زنخ گشتن } (پ)

دست و دہن آب کشیدن: یعنی شستنِ دست و دہن۔
(پ)

دستور: بروزن نہاد، قاعدہ، قانون۔

دستوری: بمعنئ رخصت و اجازت۔ (د، م)

دست یافتن: بمعنئ غالب آمدن۔ (پ)

دشت: صحرا، جنگل۔ (تن)

دُشت: بدالِ مضموم، بی تغییرِ صورت در ہر دو زبان بمعنئ مکروہ طبع و ناپاک۔ (فش، ق)

دِشت: بروزنِ زِشت در ہندی بمعنئ نگاہ۔ (فش، ق)

دُشتان[1]: بدالِ مضموم، زنِ حائض۔ مرکب از دُشت بضمۂ دال بمعنئ زشت و نجس، و الف و نونِ حالیہ۔ (د، فش، ق)

دُشخوارگِرہ: بکافِ پارسئ مکسور،... اسمِ شہریست کہ بر فرازِ

۱۔ انجمن آرا میں بفتحِ دال لکھا ہے۔ سراج میں بالفتح لکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ "می تواند کہ بضمِ اول باشد مرکب از دُشت بمعنئ زشت و پلید و الف و نونِ نسبتی، یعنی کسی کہ منسوب بہ بد و زشت است۔"

کوہی آباد کردہ اند- ہما نا گر مخفف گرد، د گرد با وجود افتادۂ معنی تلدیر بمعنیٔ شہر نیز می آید- و دشخوار گر از ان گفتند کہ آن کوہِ بلند رہگزر ہای دشوار گزار دارد- (فش، ق)

دِشِشت: بر وزن بِرِشت یعنی بہر دو کسرہ، در فارسی چیزی کہ حسِ بصر مدرکِ آن تواند بود۔[1] (فش، ق)

دفترِ حساب: اوار، اوارجہ-

دقیقہ: خردہ-

دل: ترجمۂ قلب، واستعارۂ وسط، متن- (فش، ق)

دلیل: پاسبز، رہنما، رہبر-

دماغہ: کلاہی کہ بر سرِ بازو شاہین نہند- (پ)

دَم گرفتن: کمر پیچ کردن، کمر راست کردن-

دمیدن: اُگنا- دمید، دمیدہ، دمد، دمندہ، دم- (پ، ق)

دندان: دانت- (ق)

دوپیکر: جوڑا- (د)

دو تخمہ: آگدش، مجنس-

دوچار شدن: بہم رسیدن دو کس را باعتبارِ آن کہ دو چشم

[1] دری کشا: دِشِشتہ بکسرِ اول و دوم بمعنی محسوس-

چوں باد دو چشم دگر پیوست ہر آئینہ چاک شد، در چار شدن گویند۔ و این معنی دقتی حاصل آید کہ بعد از دال واو نویسند تا تثلیثہ پدید آید۔ (فش، ق)

دوختن: سینا۔ دوخت، دوختہ، دوزد، دوزندہ، دوز (پ، قن)

دود: دھواں۔ (قن)

دودِلہ: متفکر، مُشوَّش۔ (د)

دُودَہ: گھرانا۔ (د، تغ)

دورباش: مخالفت۔ (د)

دوروزی: بمعنیٔ تندرستی۔ (بر، م)

دوش: کل کی رات، کندھا۔ (قن)

دوشیدن: دوشید، دوشیدہ، دوشد، دوشندہ، دوش (پ)

دُوک: تکلا (قن)

دول: بمعنیٔ ظرفی کہ بدان از چاہ آب کشندہ فارسی یا سنسکرت کہ در ہندی میان ثقیلہ شہرت دارد (فش، ق)

دویدن: دوید، دویدہ، دود، دوندہ، دو۔ (پ)

دویم: بروزن جویم غلط۔ دُوُم ہے بغیر تحتانی بالفرض تحتانی بھی

لکھیں گے، تو دُیم پڑھیں گے۔ اگرچہ لکھیں گے دویم۔ واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے۔ ہاں، دومی درست ہے۔ مگر نہ بحذفِ تحتانی مثلِ زمین بحذفِ نون، بلکہ بطریقِ قلبِ بعض دویم کا دومی ہوگیا۔ (آ، خ)، دہ آک: ضحاک (د)

دُهان دَرَہ: دم ساہمان نازہ است کہ بہندی جانی گویند ودر عربی شاذب و تملی خوانند۔ (پ، فش، ق، تن)

دِہ کیا: مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے۔ یعنی کیا ی دہ اور حاکم دہ، مالکِ دہ (آ، ق، م)

دی: بدال مکسور، روزِ گزشتہ۔ (د)

دیدن: دیکھنا مصدر ست۔ دید، دیدہ، بیند، بینندہ اہیں۔ (پ، فش، ق، فن)

دیرہاز: بمعنی مدتِ کثیر است در ماضی۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ۲۲، میں لکھا ہے کہ آک کے معنی ہیں عیب۔ اس میں دس عیب تھے، اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے دستنبو کے حاشیے پر ضحاک کو بضمِ اول لکھ دیا ہے، جو سہوِ قلم ہے۔ صحیح بفتحِ ضاد ہے۔

دیر یاز: ترجمۂ بطی السیر است۔ بطی الحرکۃ۔ (فش، ق)
دِیس: بدالِ مکسور دیا ی مجہول، لغتیست فارسی بمعنیٔ مثل وماند۔ و دیز بزای ہوز بدلِ آنست چون اباز و ایاس۔ لاجرم معنیٔ شبدیز مانا بشب ست۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در عرفِ ہند مشکی نامند، آنرا شبدیز می گفتند۔ (فش، ق)
دیگدان: اُجاغ، چولھا۔ (فن)
دیماس[1]: لغتی است دری و پہلوی، بمعنیٔ توضیح و تفریح تیمسار ساسانِ پنجم کہ ترجمۂ دساتیر رقم کردہ اند، دیماس را بمعنیٔ توضیح چند جا آوردہ اند۔ (فش، ق)
دیوانگیٔ محبت: یعنی وہ جنون جو فرطِ محبت میں بہم پہنچا۔ (مس)

۱- دری کشا، ۳۵، بکسرِ اول و تحتانی معروف بمعنی ترجمہ و توضیح
انجمن آرا کے مصنف کو اس لفظ کی تحقیق نہ ہوسکی۔

ذ

ذَبح : عبارت از گلو بریدن است۔ (فق، ق)
ذخیرہ : یخنی۔
ذَقَن : زنخ، ٹھوڑی۔ (فن)

ر

راد: بمعنیٔ مردِ کریم، سخی (پ،م)

راستہ: سڑک۔ (د)

رائسو: نیولا۔ (فن)

رامِشگر: چرگر، خنیاگر، مطرب، مغنی۔

راندن: راند، رانده، راند بحرکتِ نون، راننده، ران۔(پ)

راہ بر: قلاوز، راہ نما۔ باسنر، دلیل۔

راہِ خفتہ: و راہ خوابیدہ، راہی راگویند کہ آمد وشدِ مردم
ازان راہ نبود، و ہیچ کس دران راہ تردد نہ کند۔
(فن، ق)

راہ نما: قلاوز، راہ بر۔ باسنر، دلیل۔

رایَت: نشان۔

رُبان: لفظِ صحیح، رُبا مخفف۔ (آ، خ)
رُبع: پاؤ۔ (قن، ق)
رُت: بفتح، برہنہ و عریان، و بضم تہیدست و بینوا و برہنہ و خالی۔ (خش، ق)
رِجل: پا، پانو۔ (تیغ)
رُخ: گال۔ (قن)
رَخت: کاچار، کاچال۔
رخت آرایش کردن: بمعنیٔ رخت بدل کردن۔ (م)
رخشا و رخشان: ہر دو برای مہملہ مفتوح است۔ بنای دعوی ما بر آن است کہ رخشیدن مصدری است از مصادر، درخشد مضارع آن۔ و این تمام بحث بفتح رای قرشت است۔ بعد انگندنِ دال کہ علامتِ مضارع است، رخش باقی می ماند کہ کہ صیغۂ امر است چون الف در آخرِ آن در آرند، افادۂ معنیٔ فاعلیت می کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ و ہم چنین چون در آخرِ صیغۂ امر الف و نون بیفزایند، معنیٔ حالیہ دہد،

مثل گریان وخندان

دیگر باید دانست کہ این مصدر با مجموعِ مشتقات باضافۂ دالِ سادہ نیز می آید، یعنی درخشیدن ۔ ہرآینہ درخشاد درخشان نیز گویند ۔ رای غیر منقوطہ در ہردو صورت مفتوح مقبول؛ ومضموم ۔ مذموم[1] ۔ (پ ، فش ، ق) .

رخنہ : روزن ، چھید ۔ (ق)

رَدَّہ : بہردو فتحہ ، صف ۔ وردہ ردہ ، صف در صف ۔ و خشتہای دیوار راکہ باہم گر برابر نہند ، نیز ردہ گویند در فارسی[2] ، و رَدَّہ بتشدیدِ دال در ہندی ۔ (پ ، د ، فش ق ، م)

ردیف : پسا وند ۔

رَجَّہ : بتقدیم رای بی نقطہ بر زای نقطہ دار[1] ۔ بفتحتین ۔ ومبدل منہ آن رجہ ، بجیم مفتوح ، آنگنی ۔ (فش ، ق)

---

۱ ۔ لیکن فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں درخشان کو بضمِ دال و را لکھ کر بتایا ہے کہ "بفتحِ را و دال نیز گفتہ اند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایران ضمے کو ترجیح دیتے ہیں ۔

۲ ۔ لغتِ فرس : ۵۰۲ ، برای فارسی ردہ ۔

رُستاد: بروزنِ اُستاد[1]، روزینہ، مرکب از رُستی و داد است۔ رُستی، برای مضموم، بمعنی ما حضر[2]۔ و داد، صیغہ ماضی از دادن۔ و در این جا بمعنیٔ مصدر در خور۔ بسببِ کثرتِ استعمال رستاد شد۔ چون در دو حرفِ قریب المخرج برافگندنِ احد المتجانسین رسم است، رستا ماند۔ (در تیغ، قش، ق)

رُستن: برای مضموم مصدرِ اصلی، رُست، رستہ، روید، رویندہ روی۔ و رویدن مصدرِ مضارعی نکلا ہوا، روید سے جو رستن کا مضارع ہے۔ (پ، تیغ، ق)

رُستخیز: یعنی قیامت۔ (خ)

رُستخیز اندازہ: قیامت کے مثل۔ (ن)

رَستن: بفتحِ را، رست، رستہ، رہد، رہندہ، رِہ۔ در بحثِ مضارع را مکسور می گردد۔ (پ)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای اور دری کشا، میں راستاد کا مخفف لکھا ہے۔ اس لیے بفتحِ اول ہونا چاہیے۔

۲۔ دری کشا: ۳۶، میں رستی کے معنی راحت، فراغ، شجاعت اور استیلا لکھے ہیں۔

رسن باز: بندباز، ریسمان باز، نٹ۔
رسول: دخشور۔ پیغمبر۔
رسیدن: رسید، رسیدہ، رسد، رسندہ، رس، رساندن
متعدی و رسانیدن نیز۔ (پ)
رسیدنِ بنا بآب: ہم بمعنیٔ استحکام بنا و ہم بمعنیٔ انہدام۔ (ع)
رِشتن: بکسر را، کاتنا۔ رشت، رشتہ، ریسد، ریسندہ، ریس۔
(پ، قن)
رشتہ: دھاگا۔ (قن)
رصد: ہودل۔ اصدبند، ہودل بند۔
رضامند شدن: تن در دادن۔
رُعب: شکوہ۔
رعد: آسمان غریو، تندر۔
رفتن: بفتحِ را، رفت، رفتہ۔ رود، روندہ، رو۔ (پ)
رفتنِ انتظام: از پرکار افتادن۔
رُفتن: بضمِ را، جھاڑنا۔ رُفت، رُفتہ، روبد، روبندہ، روب۔(پ)
رفیق: سنگم۔ ہمراہ
رقیب: بمعنیٔ مخالف۔ (ع)

رَم: بصطلاح آوردنِ چیزرا در عربی رم می گویند، وصیغۂ امر است از رمیدن، ومثلِ سوز و گداز بمعنئ مصدری مستعمل۔ ورمیدن، مصدر مشہورۂ فارسی است[1]۔ (قش)

رمیدن: بھاگنا۔ رمید، رمیدہ، رمد، رمندہ، رم۔ (پ، قن)

رنجور: نثر ند۔

رنجیدن: خفا ہونا۔ (قن)

رندِ عالم سوز: بمعنئ رندِ بی نام و ننگ۔ استاد: "رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار؟" (ع)

رنگ: بوزنِ سنگ، بمعنئ لون[2]، ودیگر طرز۔ وبمعنئ محنت ہمان

۱۔ میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "'رم' امر ہے رمیدن کا، اور بمعنئ مصدری بھی مثلِ سوز وگداز مستعمل۔ مخففِ رمہ بھی۔"

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "رنگ... لفظ فارسی الاصل ہے جب اس کو اردو میں منصرف یا بقولِ بعض متصرف کریں۔ تو نون کا تلفظ موہوم سا رہ جائے گا۔ رنگنا بوزنِ چندا نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ لہجہ اور ہے جیسا کہ اس مصرع میں: ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی۔ یہ صحیح ہے اور فصیح ہے مع ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی۔ یہ اعلانِ نون گنواری بولی اور غیر فصیح اور قبیح ہے۔" (آ)

مبدلِ منہ رنج است - (فش - ق)

روان : جان - (قن)

رُوانِ گویا : شید اسپہبد، اسپہبدی شید، نفسِ ناطقہ -

روباہ : لومڑی - (قن)

رود بار : جائیکہ چو پہاور رود ہا باشد - (د، قطع)

روز : یوم، دن - (قن)

روز آینده : فردا -

روز اول : نام آغاز روز -

روزِ گزشتہ : دی -

روزن : رخنہ، چھید - (قن)

رُوسا خلتن : یعنی شرمندہ شدن - (پ)

روستا : گانو - (د)

رُوگاہ : دیباچہ - (د)

روم : برای مضمون دبواو مجہول، ورُم، برای قرشت، در پارسی بمعنی موی زہار است، و در ہندی ترجمہ مسام - (نخ، فش، ق)

---

۱ - سراج در کتا : بواو مجہول -

رونق: بارنامہ، فرجام، رنگ۔
روٗیا: ہوشاسپ، ہوشیاس۔
رہ آورد: بمعنیٔ سوغات۔ (بر۔ پ، د)
رہ انجام: مرکبا۔ (آ، د)
رہبر، رہنما: پاسبز، دلیل، راہ نما، قلاور۔ (پ، فش، تی)
رہی: بمعنیٔ غلام۔ (بر، د)
ریاضت: تپاس، تپسیا۔
ریچار و ریچال: برائی مکسور ریای معروف، بمعنیٔ آچار۔ (پ)
ریختن: ہم لازم و ہم متعدی۔ ریختن، ریختہ، ریزد، ریزندہ، ریز۔ (پ)
ریدٔ[2]: دکود، ترجمۂ طفل است۔ (فش، تی)
ریسمان باز: بندباز، رسن باز، نٹ۔
ریسمانِ گرہ دار: ہندی گورکھ دھندھا۔ (تیغ)

۱۔ دری کشا: ۳۸، نماد و راطہ۔

۲۔ سراج، دری کشا: ۳۹، بکسر را و تحتانی معروف۔ لیکن سراج میں رید کو ریدن سے مشتق بنایا ہے۔ اور اس کے معنے نمنلہ اور کھاد کے لکھے ہیں۔

ریش : جراحت، زخم، گھاو۔
ریش : داڑھی۔ (تن)
ریمن : برای مکسور و میم مفتوح، پلید۔[1] (د، تغ)

۱۔ سراج اللغۃ میں بکسرِ اول و یای معروف و فتحِ میم لکھکر یہی معنی بتائے ہیں۔

ز

زاؤج سور : بجیم سہ نقطہ ، چھٹی کی شادی۔ (بُر، تبغ)

زاد : توشہ۔

زادِ بُوم : مولد و مسکن۔ (د، قط)

زادشم : نام پسرِ تور است کہ پدرِ پشنگ است۔ (م)

زاوَر : زہرہ۔ (د)

زاوُش : بزای نقطہ دار بر وزنِ طاؤس و کاؤس، اسمِ سعدِ اکبر است کہ آن را برجیس (مشتری) نیز گویند۔ و اگر بحسبِ ضرورتِ شعر ہمزہ را بیندازند، نیز زاوش خواہد ماند بر وزنِ خامُش، چنانکہ حکیم سنائی غزنوی در حدیقہ "زاوش" را با "ہُش" کہ مخففِ ہوش است، قافیہ کردہ است۔ فرد:

فلکِ سادس است زاوُش را کو دہندہ است دانش و ہُش را

(د، کش، ق)

زبانِ اسرایش : زبانِ قال، و زبانِ ناسرایش، زبانِ حال، را نامند۔ (خش، ن)

زبانہ : شعلہ۔ (قن)

زُبدہ : اردو، خلاصہ۔

زچہ : بجیم سہ نقطہ، بفتحتین زنِ نوزائیدہ۔ و در ہندی نیز جچا گویند۔ (تیغ، م)

زُحل : کیوان۔

زُحیر : کُناک۔

زَخم : جراحت، ریش، گھاؤ۔ (قن)

زخمہ : بمعنیٔ مضراب۔ (یز، د)

زدست : ای زدہ است۔ (کم)

زدن : لازمی، ہندی لگ جانا، متعدی، مارنا[2]۔ زد، زدہ،

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے: "در رشیدی بالضم، لُغتِ گفتار و روزمرہ و محاورۂ قومی۔ و بیر دو معنی ترجمۂ لسان است۔ مولف گوید: تخصیصِ ضم خطا است۔ بفتح نیز آمدہ، بلکہ لہجۂ ایران ہمین است۔ غایتش ہر دو صحیح اند"

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "زدن، لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے مارنا۔" (آ)

زند، زننده، زن۔ (آپ)

زدودن: مصدرِ اصلی است، مانجھنا، و زدائیدن مضارعی، آما قیاسی نہ سماعی۔ زدود، زدوده، زداید، زدائیده، زدای۔ (سپ، فش، قن)

زر: سونا۔ (قن)

زراعت: برزہ کاشت۔

زرِ بی غش: کندن۔ (تیغ)

زُرّت: بضمِ را، جُوار۔ (سپ)

زَرْدُشْت: باعتقادِ مجوس پیمبر۔ (آ)

زرگر: سنار۔ (قن)

زِشت: دژم، بد، زند، بُرا۔ (قن)

زغن: خاد، غلیواز، چیل۔ (قن)

زغنگ: عربی فواق، ہندی ہچکی۔ (سپ)

زمان: لفظِ عربی، اَزمِنہ جمع۔ زمانے، یک زمان، ہر زمان، زمان زمان، درین زمان، دران زمان، سب صحیح اور فصیح۔ جو اس کو غلط کہے وہ گدھا۔ اہلِ فارس نے مثلِ موج و موجہ، یہاں بھی "ہ" بڑھا کر زمانہ استعمال کیا ہے۔

زمان و زمانہ کو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا؟ ہزار جگہ
میں نے نظم و نثر میں زمان و زمانہ کہا ہوگا۔ (آ، خ)

زمین لرزہ: بھونچال: (د)

زنِ باردار: آبستن، آبستنی، حاملہ۔

زنبور: بھڑ۔ (ق)

زنبیل: جھولی۔ (ق)

زنخ: ذَقَن۔ ٹھوڑی۔ (ق)

زنِ فاجرہ: جلب۔

زنِ نوزائیدہ: زچہ، جچا۔

زِنہار: پناہ۔ (د)

زِنہاری: بمعنیٔ مستامن۔ (ب)

زُوالہ: گولۂ آرد۔ بفتح، ق)

زوجہ: جورو۔ (ق)

زود: بہت جلد۔ (د)

زود مست: تنگ شراب، تنک بادہ۔

زہر آلا: آلودۂ زہر بفتح، ق) زہرِ سنج: آنت، اینٹ۔

۱۔ رشیدی: "بفتح ضاد لام خمیری کہ از جہتِ نان و آش دور کنند و بہندی پیڑا گویند۔"

زی: بزای مکسور و یای معروف، بروزنِ سی، جہت و طرف۔ (د، تغ)

زیر پیچ: بطانۂ دستار را گویند۔ (پ)

زیستن: جینا، زیست، زیستہ، زید، زیندہ، زی۔ (دب، تن)

^۱^زیلو: بزای مکسور و لام مضموم، بروزنِ لیمو، شطرنجی۔ (د)

زینہار خواستن: خس بدندان گرفتن۔

زیور: گہنا۔ (قن)

۱۔ رشیدی: "بفتحِ اول" سراج: "بیای معروف و لام بواو رسیدہ" انجمن آرا: "بکسرِ اول و تانی مجہول بروزن نیکو، پلاس و گلیم و قالی را گویند" دری کشا: "بہ ہ تحتانی معروف و لام و واو معروف"

ڈ

ڈاپیز[1]: بزای نخستین پارسی و ڈای آخر تازی، بمعنی شرارهٔ آتش - ڈیو ما دران[2] را نیز گویند - (فق، ق)

ڈالہ: میغ یہ تگرگ -

ڈرقہ[3]: عمیق، گہرا - (ق)

ڈرکیدن: بزای فارسیٔ مفتوح و کاف تازیٔ مکسور و یای معروف، مصدر لیست فارسی بمعنیٔ سخنهای زیرِ لبی که از روی خشم و غضب باشد - ترجمهٔ آن در ہندی بڑبڑانا - (فش، ق)

ڈوبیا: ضرب - (د)

---

[1] مترادف: بهای ابجد بوزنِ فالیز -

[2] ڈیو ما دران: گلی است یا که بر نجا سپ است - ڈیو ما دران مخفف آنست انجمن

[3] - دری کتاب: بهم که ملہ دو زبان حرف -

س

ساتگین[1]: پیاله راگویند۔ و مخففِ آن ساتگن، چون آستین مخففِ آستین۔ (فش، اق، م)

ساچمه: چھرّا (د، نخ)

ساحل: کڑاڑا۔ (آ)

ساختن: بناتا۔ لازمی و متعدی۔ ساخت، ساخته، سازد، سازنده، ساز۔ (پ، ق)

ساز: باجا۔ (قن)

سازِ اسپ: ستام۔

ساسان: در فارسی و سنیاسی بتغیرِ صورتِ لفظ در ہندی، بمعنیٔ درویشِ مجردِ نا مقیداست و این که ساسان نامِ

1۔ دری کشا: اسم، به تحتانیٔ معروف۔

خسروی بود از خسروانِ ایران، ہم از اینجاست کہ آن خسرو زادہ ترکِ لباس کردہ، بکسوتِ قلندران در آباد و ویران و کوہ و دشت می گشت۔ چون این چنین درویش را در ایران ساسان گفتندی، و او در ایران بدان پوشش چہرہ شدہ، لاجرم سمر شدہ، و ہمین نام بر تخمہ و نژاد وی ماند۔ درویشِ قلندر، ریش و بروت وابرو سترده را نامند۔ (دفش، ق)

ساعد: پہنچا۔ (عو)

ساق: پنڈلی۔ (قن)

ساکن: اجنبان۔

سالِ شمسی: منقسم بچہار فصلست، و ہر فصل مشتمل بر سہ ماہ، و ہر ماہ مدتِ ماندن آفتاب در یک برج۔ شروع سال از رسیدن آفتاب بحمل گیرند۔ حمل و ثور و جوزا این سہ ماہ فصلِ بہارست۔ سرطان و اسد و سنبلہ این سہ ماہ فصلِ تابستانست۔ میزان و عقرب و قوس این سہ ماہ فصلِ خزانست۔ و این را پائیز و پائز و برگریز نیز نامند۔ جدی و دلو و حوت این سہ ماہ زمستانست۔ (دفش، ن)

سالخورد: بواوِ معدوله، پیر و کہن۔ (د)
ساماکچہ: پوششی است مرزنان را کہ ہندیٔ آن انگیاست۔ (پ)

سان: بمعنیٔ طرز و آشوب۔ (فش، ق)
ساو: باج، خراج۔ (د، م)
سایہ: چھانو۔ (ق)
سباحت: شِنا۔
سبد: ٹوکرا۔ (پ)
سبدچین: میوہ را گویند کہ پایانِ موسم بر شاخسار ماند، و چون آن را چینند، شاخسار بی بار ماند۱۔ (س)
سبز بودنِ جای: خالی بودنِ جای۔ (بر)
سبک: ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی۔ (آ)

۱۔ لغت فرس: ۱۸۳، بمعنی "بقیۂ انگور باشد کہ در باغ ماندہ بود جا بجای" اس تشریح میں انگور کی صراحت صرف مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ معنی وہی عام ہیں۔ آم، امرود، ناشپاتی، کوئی پھل ہو، اختتامِ فصل پر دو چار پھل اِدھر اُدھر ضرور لگے رہ جاتے ہیں۔ باغ والے جب تلاش کر کر کے انھیں توڑیں، تو یہ سب سبدچیں کہلائیں گے۔

سبک دست: مشتاق۔ (ن)
سبک سر: چھچھورا۔ (د)
سَبلَتا: بروت، مونچھ۔ (ق)
سپلت سست کردن: عبارت از فروتنی و ترک دعویٰ است۔ (پ)
سَبو: ٹھلیا۔ (ق)
سُپُردن[2]: سپرد، سپردہ، سپارد، سپارندہ، سپارہ۔ بحیث مضارع بحذف الف نیز آید۔ (پ)
سُپُری: بضم سین و بای فارسی، بمعنیٔ آخر۔ (پ، د، ق)
سپنج: بمعنیٔ عاریت، و نیز معنیٔ خانہ کہ کشاورزان برکنار

۱- سراج اور انجمن آرا میں بکسر اول لکھا ہے، حالانکہ صحیح بفتح اول ہے
۲- اس مصدر اور اس کے مشتقات کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ سراج میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ "سپردن بضم سین و کسر آن اختلاف لہجہ مردم است و ہمچنین بای فارسی کہ بعضی مضموم خوانند و بعض مفتوح۔ ازین جاست کہ سپاران بالف نیز صحیح است و بدون الف مخفف این است۔ و بابردن و مردن نیز قافیہ کردہ اند"۔ ان لہجوں میں سے غالب کے نزدیک بضم ہر دو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کشت سازند۔ از نی دعلف[1]۔ (پ)

سپندان: ہندی رائی۔ (پ)

سپوختن[2]: بزور فرو کردن چیزی در چیزی۔ سپوختہ، سپوختہ

سپوزد، سپوزندہ، سپوز۔ (پ، ق)

سپہر: آسمان۔ چرخ، فلک، گردون۔

سپہرۂ: طلسم۔ سپہرہ ساز، طلسم ساز۔ (پ)

سپہری سپہبد[3]: مریخ۔ (د، قغ)

سپید یو: سپید دیو، پس از امضای قاعدۂ ترخیم، سپید یو می ماند

فردوسی در شاہ نامہ گوید:

سپید یو از تو ہلاک آمدست مرا در تو سر بخاک آمدست

(فش، ق)

سپید کردن خانہ: سیم گل کردن۔

۱۔ لغت فرس: ۶۵، میں بمعنی خزل یک شبہ، لکھا ہے۔

۲۔ سراج اور دری کشا: ۱۴، بکسرِ اول۔ مگر سراج میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ بعض لوگ بفتحِ سین بھی بولتے ہیں۔

۳۔ میرزا صاحب اور ان کے معاصر، صاحب دری کشا دونوں اس لفظ کو بضمِ با لکھتے ہیں، لیکن صحیح بفتحِ با ہے۔

سِتارۂ روز: آفتاب، سورج۔ (د، قغ، فش، ق)
سِتاک[1]: شاخِ نورستہ۔ ہندی کونپل۔ (م)
سِتام: سازِ اسپ، گھوڑے کا ساز۔ (د، قغ)
سِتان: بکسرہ، چست۔ در فارسیِ قدیم لغتی است بمعنیٔ مقام و محل، چون گلستان و دلبستان۔ و نظائر این بسیار است آستان، بمعنیٔ دہلیز، ہمان ستانی است با آوردنِ الفِ ممدودہ قبل از ان۔ در ہندیٔ قدیم "استھان" بفوقانیٔ مختلط التلفظ بہای ہوز، بمعنی نشیمن و محل و مقام است علی الاطلاق کہ اکنون در عرفِ اہلِ ہند بہ تکیۂ فقیر اشتہار دارد۔ (د، قغ، فش، ق)
سِتَد: بسینِ مکسور و تای فوقانیٔ مفتوح مضارعِ ستادن ست (فش، ق)
سُتُدن: بسینِ مضموم و تای مضموم، در معنی باگرفتن مرادف ستد بفتحتین صیغۂ ماضی است از ستدن۔ و مضارعِ آن ستاند و امر آن ستان است۔ و ہم ازین مرکب

۱۔ لغت فرس: ۲۹۹ بکسیر سین۔

است جہانستان وجہانستانی ا۔ (پ، فش۔ ق)

سُتُر[2]: مخفف ٔ اُشتُر۔

سُتُرون[3]: عقیمہ، بانجھ۔

ستم نکوہ: ظلم کی برائی کرنے والا۔ (د)

سُتُور: مزید علیہ سُتُر۔

سَجّادہ: جانماز، مصلیٰ۔ (خن)

سَجع: ہموزن ہونا دو لفظوں کا فقرتین میں یا مصرعین میں۔ (ص)

ا۔ پ میں اس کی پوری گردان یہ لکھی ہے: "ستدن، ستد، ستدہ، ستاندا ستانندہ، ستان۔"

۲۔ رشیدی اور سراج نے بہر دو فتحہ لکھا ہے اور رشیدی نے سند میں پوربھائی جامی کا یہ شعر پیش کیا ہے: "نہ انثیٰ، نہ خنثیٰ، نہ مادہ، نہ نرہ، زبون ہم چو اشتر حرون چون ستر۔" انجمن آرا میں بروزن سپر یعنی بکسر سین لکھ کر مذکورہ بالا شعر لکھا ہے۔ اس سے یہ امر متعین ہو جاتا ہے کہ ستر اور اشتر دونوں کی ت مفتوح ہے۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ اشتر کو بفتح الف دتا کہنا حماقت ہے، درست نہیں معلوم ہوتا۔

۳۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ہر سہ میں بفتح اول و فتح فوقانی و سکون مہملہ و فتح واو لکھا ہے، اور انجمن میں بکسر اول وجہ سب نے یہ تحریر کی ہے کہ ستر بمعنی خچر اور ون کلمۂ نسبت ہے بانجھ کو اس لیے سترون کہتے ہیں کہ خچر کی طرح اس کے بچہ نہیں ہوتا۔

سحر: اور صبح مرادف بالمعنی ہیں۔ اور وہ انجامِ لیل اور آغازِ نہار ہے۔ مگر بخلافِ صبح، سحر بطریقِ مجاز بعدِ نصفِ شب سے صبح تک مستعمل ہے۔ طعامِ آخرِ شب کو سحری اور سحر گہی کہتے ہیں۔ (نک)

سُختن: بضمِ سین[1]۔ مصدرِ اصلی، بمعنیٔ وزن کردن۔ تولنا۔ سُختنی، سُختہ، سَنجد، سَنجیدہ، سَنج۔ سَنجیدن مصدرِ مضارعی۔ (پ، د، تغ، م، تن)

سخن: کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے۔ اور اس پر متقدمین و متاخرین اور اہلِ ایران اور اہلِ ہند کو اتفاق ہے۔ (مس)

سخنہای زیرِ لبی: ژکیدن، بڑبڑانا۔

سخی: راد، کریم۔

سدہ: ترجمۂ مائۃ، در اصل بسین است۔ (د)

۱۔ دری کتا: ۲۹، بفتحِ اول و ضمِ آن نیز۔ لیکن سراج میں بدلِ سند اور انجمن آرائی میں فردوسی اور نظامی کے اشعار سے بیشتر لفظ بفتحِ سین ہی کو صحیح قرار دیا ہے اور جن شعروں سے ضمہ ثابت ہوتا ہے اُن کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہاں معنی وزن کردن نہیں ہے، بلکہ سوختن کا مخفف ہے۔

سراپا: خلعت۔ (د)
سرایان: سرای صیغۂ امر است از سرودن، بالف و نون حالیہ پیوند یافتہ، مانندِ گریان و خندان و افتان و خیزان۔ (فش، ق)
سرایش: ترجمۂ قال است۔ (فش، ق)
سرِ چراغ افگندن: بمعنیٔ گل گرفتنِ چراغ۔ (پ)
سُرخ: آل۔
سر خاریدن: مفہومِ این کلمۂ آنست کہ انسان دران حالت کہ فرو ماندہ باشد، و ہیچ کار نتواند کرد، کاری پیش گیرد چنانکہ عرفی فرماید:

مرا زمانۂ طناز دست بستہ و تیغ
زند بفرقم و گوید کہ "ہان" سری میخار
(فش، ق)

سردارِ سپاہ: اسپہبد۔
سرزنش: جھڑکی۔ (تن)
سرِشتن: سرشت، سرشتہ۔ این بحث ہم از مضارع خالی است۔[۱] (پد)

۱- دری کشا: ۴۳، بکسرِ یای بمعنی زبان تالی دسخن گفتن۔

سرشار: لبریز۔[1] (ع)
سرطان: خرچنگ، کیکڑا۔ (قن)
سرکشیدن وپیچیدن: بمعنی نافرمانی۔ (پ، خط)
سرمست: کسی را گویند کہ شراب نوشیدہ باشد و دماغش رسیدہ باشد۔ (فش، ق)
سرمۂ سلیمانی: کتابی است، موسوم بدین اسم؛ آن سرمہ کہ اسماپری از قاف آوردہ در چشم عمرو عیار کشیدہ بود، تا بسبب آن سرمہ دیو و پری را می دید۔ (فش)
سرنگون: اوندھا، الٹا، معلّق۔
سرنہادن: بمعنی اطاعت کردن۔ (پ)
سروبرگ: بمعنی سازوسامان۔ (ع)
سُرودن[2]: گانا، کہنا، سرود، سرودہ، سراید، سرائیدہ۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، "سرشار لسانِ فارسی میں صفت ہے پیالے کی۔ معنی لفظی اس کے لبریز۔ پس شارب کو لبریز کیوں کر کہیں گے۔ اور یہ جو اردو میں مست و سرشار مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں، اہلِ ہند کا آنا ہے۔ فارسی میں تتبع اردو کا ناجائز۔" (خطوط)
۲۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضمِ سین ثبت کیا ہے۔

سرای - (پ، قن)
سَرَہ مرد: کھرا آدمی - (د، تقط)
سَریچہ: کراک، صعوہ، ممولا -
سَریر: در ہردو زبان بمعنیٔ جسم و کالبد است - و در عربی تخت را گویند - (فش، ق)
سزا: باداراہ، کیفر -
سعادت: نیک بختی - (قن)
سعدِ اکبر: زاوُش، برجیس، مشتری -
سفتن: سفت، سفتہ، این بحث را مضارع نیست - (پ)
سفتہ: ہنڈوی - (د)
سفتہ گوش: بمعنیٔ محکوم و فرمانبر - (م)
سفرِ روز: ادوار -
سفرِ شب: شبگیر -
سَقّا: آب کش -
سقف: آسمان، چھت - (د، قن)
سگ: کتا - (قن)
سگالیدن: بمعنیٔ اندیشیدن، با مجموعِ مشتقات، سگالیدہ

سگالیدہ، سگالد، سگالندہ، کہ ازان جملہ سگال صیغۂ امر ست و سگالش حاصل بالمصدر، ہمہ بکافِ فارسی است نہ بکافِ کلمن۔ (پ، فش، ق)

سَمراد: بسینِ مفتوح، وہم۔ (پ، د)

سَمِی: اداش، ہمنام۔

سُنبلہ: خوشہ، کتیبان۔

سَنج: بسینِ مفتوح، جھانج۔ (د)

سَنجر: چنان کہ درویشِ قلندر ریش و بروت و ابرو سترده را ساسان نامند، سنجر فقیرِ متورع متشرعِ صاحبِ خرد و عمامہ را خوانند۔ (فش، ق)

سنجرستان: خانقاہ۔ (فش، ق)

سنجیدن: سختن، تولنا، مصدرِ مضارعی۔ سنجد مضارع۔ (د، تغ، قن)

سنگ: پتھر۔ (قن)

سنگ پشت: کشف، باخہ، کچھوا۔ (پ، قن)

سنگچہ: اولا۔ (د)

سنگلاخ: جائی کہ سنگ بسیار بود۔ (د، قط)

سنگم: بسین و کافِ پارسیِ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنیٔ رفیق و ہمراہ۔ (فش، ق)

سوختن: مصدر، جلنا، لازمی و متعدی، سوخت، سوختہ، سوزد مضارع، سوزندہ، سوز۔ امر، سوزش حاصلِ بالمصدر۔ (آ، پ، ق)

سودن: سود، سودہ، ساید، ساینده، سای۔ (پ)

سُور: خوشی[1]۔ (د)

سُورنای: شہنائی۔ (د)

سُوزن: آلۂ بخیہ۔ (فش، ق)

سُوگیر: جانب دار۔ سُوگیری: بمعنیٔ طرفداری۔ (د، س)

سوم: بسینِ مضموم و واوِ مجہول، در ہر دو زبان اسمِ ماہ۔ (فش، ق)

سُومنہ[2]: حَذَہ۔ (د)

سَولیس: بسینِ مفتوحہ و واوِ مکسورِ بیا زدہ بروزنِ انیس، بیخبری۔ (د، فغ)

۱۔ لغتِ فرس: ۱۴۰، بمعنیٔ مہمانی باشد بانبوہی۔ دری کشا: بواوِ معروف و انجمن آرا بروزنِ شور، بمعنیٔ جشن و مہمانی و عروسی و رنگِ سُرخ۔

۲۔ دری کشا: ۴۴، بواوِ معروف۔

سَویق : پشت، ستو، آردِ بریان۔ (قن)

سہ شنبہ : بہرام روز، منگل۔ (قن)

سَہلِ ممتنع : کسرۂ لامِ توصیفی، سہل موصوف، ممتنع صفت،
اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے، اور
اُس کا جواب نہ ہو سکے![1] (آ،عس)

سَہیتا : بروزنِ سعید، عمارت۔ (د)

سِی : تیس۔ (قن)

سیاہہ : فہرست۔ (د)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کسرۂ لام توصیفی ہے۔ سہل موصوف، ممتنع صفت، اگرچہ بحسبِ ضرورتِ وزن متبع ہو سکتا ہے، لیکن مخلِّ فصاحت ہے۔ اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے۔ سہلِ ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا جواب نہ ہو سکے۔ بالجملہ سہلِ ممتنع کمالِ حسنِ کلام ہے۔ اور بلاغت کی نہایت۔ ممتنع دراصل ممتنع النظیر ہے۔ شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اُس صفت پر مشتمل ہیں، اور رشیدِ وطواط وغیرہ شعرای سلف نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔ خود ستائی ہوتی ہے۔ اگر سخن فہم غور کرے گا، تو فقیر کی نظم و نثر میں سہل ممتنع اکثر پائے گا۔" (آ،عس)

سیاہی زدن: بمعنئ خود نمائی و خودستائی۔ (پ)
سیاہی کردن: بمعنئ ظاہر شدن۔ (پ)
سیر: لہسن۔ (قن)
سیل: نالا۔ (قن)
سیلاب چین: پیلچی۱۔ (ع)
سیلی: دھپّا۔ (قن)
سیم: چاندی۔ (قن)
سیمراغ: بوزنِ نیم باز، آنچہ از حق بتضرع خواہند۔ و سیمراغ را بہ پذیرفتہ شدن و ناپذیرفتہ شدن ستایند، یعنی اجابت و عدمِ اجابت۔ (فش، ق)
سیم گل: بکافِ پارسئ مکسور باضافۂ لفظِ کردن یعنی سپید کردن خانہ۔ (پ،م)
سیمناد: بروزنِ پیرباد، بمعنئ سورہ (فش، ق)
سینہ: چھاتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "سیلاب چین، ایک لفظ ہے ہندی فارسی دان کا۔ اصلِ لغت چلمچی، اور یہ لغت ترکی ہے۔" (ع)

شَ: خطابِ واحدِ غائب[۱]۔ (عس)

شاپور: بہای فارسی و واو، مخففِ شاہ پور یعنی پورِ شاہ، اسمِ پادشاہ (فش، ق)

شاخ: ٹہنی: (فش)

شاخابہ: اُس نہر کو کہتے ہیں کہ جو کسی دریا میں سے کاٹ کر

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطابِ واحدِ غائب، نہ "اش" ہاں، اگر آخرِ لفظ مبنی ہای اخفای حرکت پر ہو، مثلِ غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ، تو اُس کو یوں لکھتے ہیں: چشمہ اش، غمزہ اش، خانہ اش، دانہ اش اور باقی سب الفاظ کا حرفِ آخر شین سے مل جاتا ہے (عس)

جاری کریں۔ (آ)

شاخِ نورستہ: ساک، کونپل۔

شاخل: بخای مضموم۔ بروزنِ کاکل، اسم غلہ ایست کہ آن را در ہندی ارہر گویند۔ (پ، فش، ق)[1]

شادخواست: خواہش از روی اشتیاق۔ (و، تغ)

شاد شدن: کلاہ انداختن۔ کلاہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شار: عمارت۔ و ازین مرکب است شارستان۔ و شارسان مخففِ آن است۔ و شارستان، عمارتہای بسیار۔[2]
(پ، د، تغ، فش)

شانہ: کنگھی۔ (فن)

شاوُور: بہردو واو، مصوری بود در زمانِ خسرو پرویز کہ در شکارگاہ شیرین تصویرِ خسرو کشید، و پیام آن پری چہرہ خاتون نزدِ خسروِ مہر تمثال آورد۔ (فش، ق)

شاہین: عربی میں ایک باجے کا نام ہے۔ (غ)

۱۔ انجمن آرا میں داخل کا ہم وزن بتا کر لکھا ہے کہ اسے شاخول بھی کہتے ہیں۔ سراج میں ہے کہ خ پر تینوں اعراب پڑھے جاتے ہیں مگر صحیح ضمہ ہے۔ اس لیے کہ شاخول بواو بھی اس معنی میں آتا ہے

۲۔ و تغ میں شارستان کے معنی عمارت لکھے ہیں۔

شب : رات ۔ (قن)

شب درمیان دادن : عبارت از وعدہ کردن، خواہی وعدۂ یک روز، خواہی زیادہ ۔ (پ)

شبدیز : مانا بشب ۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در عرفِ ہند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند ۔ (فش، ق)

شَبرَو : لفظِ مرکب است، کنایہ از دزد ۔ شبروان، جمع است یعنی دزدان ۔ (د، فش، ق)

شب غم کا جوش : بمعنیٔ اندھیرا ہی اندھیرا ۔ (ع)

شب گرد : شحنہ و عسس و کوتوال را گویند ۔ (د، فش، ق)

شب گیر[1] : سفر شبا ۔ (پ، د)

شبنم : اوس ۔ (قن)

شَت : بشینِ منقوطہ مفتوحہ، ترجمۂ حضرت است ۔ (فش، ق)

شتاب رفتن : قطرہ زدن ۔

شتافتن : شتافت، شتافتہ، شتابد، شتابندہ، شتاب ۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں : "شب گیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر ڈیڑھ پہر رات رہے چلدیں"۔ (خ، عس)

شتالنگ: کعب، ٹخنا۔ (فن)
شتر سواری: ہیون۔
شتر مست: بُختی۔
شحنہ: شبگرد، عسس، کوتوال۔
شدن: در رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی، جانا چنانکہ آمد و رفت و آمد و شد، ہم بر زبان و ہم بر قلم جاریست (فش، ق)
شدی: بیای مجہول، بمعنی می شد۔ (عس)
شراب: تاہو۔
شرابِ خرما: نبیذ۔
شرارۂ آتش: ژاپیز۔
شرر بہ پیرہن افشاندن: بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)
شرزہ: بشین و زای مفتوح، صفتِ شیر بمعنی خشمگین۔ (آ)
شرق: خاور، پورب (قو)
شرق تا غرب: آفتاب گردش۔
شرمندہ شدن: درخط شدن، رو ساختن۔
شرمندگی: خجالت۔

شَرَنگ[1] : ثمری است تلخ طعم کہ در صورت بخربزہ ماند و پیۂ آن در مسہلاتِ بلغم و سودا بکار رود، و در عربی آن را حنظل گویند، و در فارسی شرنگ و در ہندی اندراین۔ (فش)

شریعت : فرسنداج۔

شِشنستن : مخففِ نشستن است بحذفِ نون و بقای شین متعدی نشستن و ششتن نشاندن است و نشانیدن مزید علیہ۔ (فش، ق)

شُستنِ دست و دہن : دست و دہن آب کشیدن۔

شست و شو : پاد یاب، پادیاو۔

شُعاع : سورج کی کرن۔ (ق)

شعلہ : زبانہ۔

شغال[2] : گیدڑ۔ (ق)

۱- سراج اللغۃ: "بفتحتین و نون ساکن و کافِ فارسی، حنظل و بعضی خربزہ کہ نباتی است معروف و بعضی بمعنی مطلق زہر گفتہ اند۔ اول اقوی است"۔

۲- انجمن آرا میں بروزنِ زغال لکھا ہے۔ اور زغال کتاب میں مذکور نہیں لیکن عام طور پر زغال کی زے مضموم پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ لغتِ فرس میں پروفیسر عباس اقبال (طہران) نے زغال کو بضمِ اول ہی ضبط کیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے گا کہ صاحبِ انجمن آرا کی رائے میں شغال بضمِ شین ہے لیکن سراج اللغۃ میں بکسرِ شین اور اشٹائن گاس کی لغت میں بفتحِ شین لکھا ہے۔

شفنشاہنگ : وشفنشاہنج، تختۂ فولادِ مُشبّک کہ تارہای زرد سیم بدان درکشند۔ ہندیٔ آن جَنتریؔ[1]۔ (پ)

شفق : سُرخی کہ بر اُفقِ آسمان پدید آید، اگر بصبح است و ر بشام، آن را شفق گویند، بی تفرقۂ شام و بام۔ (دفش)

شکرد : بشینِ مکسور و کافِ مفتوح و رای مفتوحِ بدال پیوستہ، یعنی شکار کند۔ یارانِ خود را جز مید ہم کہ شکار نیز مثلِ شکوہ، اسمِ جامد بودہ است، و آن را بعدِ حذفِ الف متصرف ساختہ اند، یعنی شکریدن و شکرد و دیگر مشتقات (د، فش، ق، م)

شِکستن[2] : شکست، شکستہ، شکند، شکنندہ، شکن۔ (پ)

شِکم : پیٹ۔ (قن)

شِکم بندہ : لُغت، نان، پرخوار۔

شِکوہ : بضمِ شین زنہار غیرت۔ ہمان بکسرۂ شین و ضمۂ کاف و واوِ مجہول، اسمِ جامد است بمعنیٔ دبدبہ و شان و رعب و شکوہیدن، مصدرِ جعلی است بمعنیٔ متاثر شدن از

ا۔ لغتِ فرس : ۳۰۷، بمعنی شکنجہ۔

۲۔ انجمن آرا : بادلِ مکسور۔

مہابت و عظمت - ترجمۂ آن در ہندی رعب میں آنا!
ہمانا در قصیدہ بیتی دارم کہ نخستین مصرعش این است:

دانش اندوز نباید کہ شکوہد ز سوال

چون آن قصیدہ شہرت یافت، یکی از علما در بزمی کہ من نبودم، برین لفظ خردہ گرفت و گفت کہ شکوہد معنی ندارد - ہم از اہلِ بزم پاسخ یافت کہ نظامی در سکندر نامہ میفرماید:

شکوہید دارا ز نزلی چنان

خندہ زد و فرمود کہ شکوہید سندِ شکوہد نمی تواند بود وہای برین علم و فضل کہ ماضی را مسلّم داشت و مضارع را ناروا پنداشت. مردی سخت کوش گرم خون فردای آن روز برہانِ قاطع را بخانۂ آن فرزانہ برد و شکوہد را بوی نمود، بخود فرو ماند - پنداری، برہانِ قاطع کلامِ آسمانی است کہ ہیچ کس را از تسلیمِ آن گزیر

۱- لغتیا فرس: ۵۲۴، میں بمعنی حشمت و بزرگی لکھا ہے اور مصحح کتاب نے شین پر ضمہ لگایا ہے - دری کشا: ۶۴ میں مندرج ہے کہ بمعنیٔ حشمت و دبدبہ بضم شین اور بمعنی ترس و بیم بکسرِ شین ہے۔

نیست۔ دیر و خندید و گفت کہ من میدانم۔ حاجت بدیدنِ برہانِ قاطع نیست۔ دیروز ظریفانہ سخنی گفتہ بودم۔ زنہار پیشِ میرزا حکایت نخواہی کرد۔ آہ، از عربی خوانانِ فارسی ناشناس! (دفش، ق)

شگافتن [1]: مصدر لیست، ترجمۂ آن چیرنا۔ ماضی، شگافت، و مضارع شگافد، و مفعول شگافتہ۔ (پ، دفش، ق)

شِگَرْف: بشینِ مکسور، نہ اِشگرف، بہمزۂ مکسور، یعنی نادر و عجیب است، و صفتِ خوبی و ندرت می افتد، چنانکہ فتح شگرف، و شانِ شگرف، و شوکتِ شگرف۔ (دفش، ق)

شِگفت: بمعنیٔ عجب۔ شگفتی، مزید علیہ۔ (پ [2]، ع)

۱۔ پنج آہنگ مطبوعۂ ۱۸۵۳ء اور قاطع برہان میں بکافِ عربی لکھا ہے اور درفش کاویانی اور کلیات نثر (مطبع نولکشور، طبع دوم) میں بکافِ فارسی۔ سراج میں ہے "مولف گوید، بکافِ تازی در اکثر فرہنگہا آمدہ و شہرت بکافِ فارسی دارد"

۲۔ رشیدی و سراج میں بمعنیٔ عجب شین اور کافِ عربی دونوں کے کسرے کے ساتھ ضبط کیا ہے اور دری کشا (۴۶) میں شین مکسور و بکافِ عربی و فارسی مفتوح لکھا ہے۔ خود پنج آہنگ کے ۱۸۵۳ء والے نسخے میں بکافِ عربی اور کلیات نثر میں بکافِ فارسی درج ہے۔

شگفتن: شگفت، شگفتہ، مضارع شگفد۔ امر ندارد۔ (پ)
شگوفہ کردن: بمعنیٔ قے کردن۔ (پ، م)
شلوار: پاجامہ یعنی جامۂ پا۔
شمردن: شمرد، شمردہ، شمارد، شمارندہ، شمار۔ بجہتِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)
شمس: آفتاب، خرشید، مہر، نیر، ہور، سورج (فن)
شمن: بوزنِ چمن، بت پرست۔ (پ)
شمیدن[1]: بمعنیٔ بوئیدن، ٹکسال باہر ہے[2]۔ (تیغ)
شنا: بروزنِ بنا در فارسی ترجمۂ سباحت است۔ و آشناہ و آشنا ہم بمعنیٔ مصدر ست و ہم بمعنیٔ فاعل۔ در ہندی اشنان بفتحۂ اول و اضافۂ نون، غسل ار تماسیٔ دریا راگویند خصوصاً و ہر گونہ غسل راگویند عموماً۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۳۴۹، سراج، رشیدی اور دری کشا وغیرہ میں شمیدن کے معنی دمیدن لکھے ہیں۔ سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ: بمعنیٔ بوئیدن، شنیدن بنون پیش اہل ایران بفصاحت شہرت دارد۔ ہر چند ماخذ ذاتی شم کہ لفظِ عربیست نیز می تواند شد از عالمِ طلبیدن و فہمیدن و طبیدن چنانکہ روزمرۂ بعضی عوام است۔"
۲۔ لغت فرس: ۹۔

شناختن: شناخت، شناختہ، شناسد، شناسندہ، شناس۔ (پ)

شنودن: شنود، شنودہ، مضارعِ ہر دو (شنیدن و شنودن) یکی است، شنود بکسر شین و فتحِ نون و فتحِ واو، شنودہ، شنو۔ (پ)

شنوسہ[1]: بشینِ مکسور و نونِ مفتوح و ہای مختفی، عطسہ را گویند (فش، ق)

شنیدن: سُننا، سونگھنا، حافظ۔

بوی خوشِ تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
از یارِ آشنا سخنِ آشنا شنید

شنید، شانیدہ۔ این بحث بواو نیز آید و درین حالت نون مضموم گردد۔ شنودن، شنود، مضارعِ ہر دو یکی است

۱۔ قاطعِ برہان میں شنوسہ اور درفشِ کاویانی میں شنوسہ ہے۔ سراج میں بفتحِ اول و شین معجمہ بعد واو اختیار کر کے لکھا ہے کہ بعضے بکسرِ اول بھی پڑھتے ہیں اور 'برہان' میں واو کے بعد سین کو بھی صحیح بتایا ہے۔ فرہنگ انجمن آرای ناصری میں دونوں کو صحیح بتایا ہے، مگر حرفِ اول ہر دو صورت مفتوح ہے لغتِ فرس: ۹۱م میں شنوسہ ہی اختیار کیا ہے، اور رودکی کا ایک قطعہ مثال میں پیش کیا ہے، جس کے پہلے شعر کا قافیہ آفردشہ ہے۔

شنود بکسرِ شین و فتحِ نون و فتحِ واو، شنونده (پ)
شور و غوغا کردن: نمک بر آتش افگندن۔
شوق کردن: کلاہ انداختن، کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔
شوکت: اروند، اورند۔
شوم: بفتحتین، ترجمۂ سبب۔ (د، م)
شوی: خاوند۔ (قن)
شہتیر: فرسب۔
شہر: گرزد۔
شہرکیا: بکافِ عربی مفتوح، حاکمِ شہر۔ (د)
شہ نشان: نشانندۂ شاہ۔ (د)
شید: بشینِ مکسور و یای معروف، بروزنِ عید، در معنی با فروغ متحد است۔ روشنی۔ (خ، د، فن، ق)
شید اسپہبد[1]، و اسپہبدی شید: عبارت از نفسِ ناطقہ است کہ پارسیان آن را روانِ گویا نیز گویند۔ (فن، ق)

۱۔ میرزا صاحب اور اُن کے معاصر صاحبِ دری کشا دونوں اسپہبد کی سب کو مضموم قرار دیتے ہیں، لیکن صحیح بفتحِ با ہے، اور یہ فتحہ موبد اور بادبد وغیرہ دوسرے مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔

شیدستان: بشینِ مکسور، ترجمۂ نورالانوار۔ (م)
شیر: دودھ۔ (ق)
شیشہ در جگر شکستن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)
شیلان[۱]: مائدہ دعوت۔ (م)
شیون: مویہ، نوحہ۔
شیہہ: بمعنیٔ صدای اسپ، لغتِ فارسی، بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوز مفتوح و ہای ثانیٔ زدہ۔ عربی صہیل۔ (خ)

۱۔ سراج: "بر وزنِ گیلان"

ص

صحابی: دوست۔ جمع اصحاب۔ (ق)

صبح: سحر، انجام لیل، آغاز نہار۔

صحرا: دشت، جنگل۔ (ق)

صدا: آواز۔ نوبتی در مدرسۂ دہلی چنانکہ قانون و قاعدۂ مدارس است، بزمِ امتحان آراستند و کارِ امتحان بیکی از علمای جلیل القدرِ اسلامیہ کہ دران عہد از بہرِ این مہم بطریقِ دورہ از کلکتہ بدہلی رسیدہ بود، حوالت داشت۔ یکی از طلبۂ علم بچشمداشتِ عرضِ جوہرِ لیاقتِ خویش عبارتی عربی بنظرِ آن بزرگوارِ ممتحن گزرانید۔ مگر لفظِ "صدا" دران عبارت داخل بود۔ ممتحن خشمگین شدہ فرمود کہ اندراجِ لفظِ پارسی در عبارتِ عربی گمراہی است۔ اشعارِ شعرای نامآور

عرب و قاموس و منتہی الارب آوردند، تا صدا را در اشعارِ عربی و کتبِ لغات عربی دید و خشم فرو خورد۔ چون این حکایت بمن رسید، گفتم: "این بزرگ نیز از فریب خوردگان و گمراہ کردگانِ جامعِ برہان قاطع خواہد بود۔ وبالِ این گمراہی نیز بر گردنِ اوست۔" (خش، ق)

صَدَقہ: برخی۔

صرصر: آندھی۔ (تن)

صعوہ: کراک، صریچہ، مولا۔

صف: رَدہ۔ صف در صف: ردہ ردہ۔

صلوٰۃ: نماز (خش، ق، تن)

صمد: اسمِ صفت، معنی، نہ چیزی از وی بیرون رود و نہ چیزی بدرون آید۔ نہ زیادہ شود، نہ کم گردد۔ (تیغ)

صوبہ: خُرہ۔

صورت: باژند، ہیئت۔

صوم: روزہ۔ (خش، ق، تن)

صَہیل: آوازِ اسپ را گویند[۱]، بصادِ مفتوح و ہای کسور و یای

۱۔ تیغ تیز میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزنِ دلیل کہتے ہیں۔"

معروف، در لسانِ عرب، و شیہہ، بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوزِ مفتوح بہای ہوزِ دیگر پیوستہ، در زبانِ پارسی۔

اینک دبیران و سخنورانِ ہند را می بینم کہ صیحہ را بوزنِ شیہہ یعنی بصادِ مکسور، آوازِ اسپ می گویند و بفارسی بودن معترفند و نمی فہمند کہ صیحہ بصاد لغتِ پارسی نمی تواند بود، عربی است۔ و در عربی نیز بمعنیٔ آوازِ اسپ نیست۔ (قش،ع)

صیحہ: بصاد و تحتانی و حای حطی بر وزنِ بیضہ، لغتی است عربی بمعنیٔ آوازِ ہولناک[۱]، چنانکہ خروشِ تندر و آسمان غریو، کہ تازیان آن را رعد گویند، و دیگر اصواتِ سہمگین۔
(ع، قش، ق، ن)

۱۔ عود میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "بوزنِ بیضہ عموماً بمعنی ہر صدای ہولناک و مہیب"۔

ض

ضَحّاک: دہ آک۔

ضرب: ترُوپ۔

ضَغطہ: فِشارِ قبر۔

ضِلع: خُرہ۔

ضُمان: مصدرِ عربیست و افادۂ معنئ فاعلیت نیز کند و بمعنیٔ ضامن آید۔ آنانکہ از تصرفِ پارسیان ناآگہند، در صحتِ لفظِ ضمانت تامل دارند۔ ماکہ پیروِ فارسی گویانیم، تصرفِ آنان را چون نپذیریم و آنچہ پیشروانِ ما گفتہ اند ما چرا نگوئیم۔ صاحب قدرتان نہ تنہا آخرِ لفظِ ضمان فوقانئ افزودہ اند، بلکہ فراغ را فراغت و قرب را قربت و باب

را بابت نیز نوشته اند۔ یکی از شیوا بیانانِ ایران در بہاریہ گوید:

شد از داغِ شقائق تا پرِ زاغ
ضمانت نامۂ سرسبزیٔ باغ

ہمچنین یای مصدری در آخرِ مصادرِ عربی آوردہ اند، وانتظار را انتظاری وحضور را حضوری و سلامت را سلامتی وحیرانی را نہ بمعنیٔ حیرت بلکہ ہمان بمعنیٔ حیران و نقصانی بجای نقصان آرند و مارا از تسلیم گزیر نیست۔
(دفتر، ن)

هَیمَران: بروزنِ زرگران، لغتِ عربی ہے نہ معرب۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ پھول ہندستان میں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیقات از روی الفاظ الادویہ ممکن ہے
(آ ۔ ق)

ط

طارمِ نہم : عرش است (فش، ق)
طارمِ ہشتم : کرسی را گویند (فش، ق)
طافت : پایاب۔
طالع : شبھ گھڑی، بری گھڑی۔ (رخ)
طاؤس : مور۔ (ق)
طَبْل : تبیر و نبیرہ، کوس۔
طبیب : پزشک، حکیم۔
طَرح : بسکونِ رای قرشت، بمعنیٔ فریب ہے۔ لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں۔ وہ دوسرا لفظ ہے طَرَح بحرکتِ رای قرشت بروزنِ فَرَح۔ اس کو بسکونِ رای بولنا

عوام کا منطق ہے۔۔۔ غزل کی طَرح، زمین کی طَرح یہ بسکون ہے۔ اور بمعنیٔ روش و طرز طَرَح ہے بفتحتین۔ طَرح بالفتح، بمعنیٔ نمونہ اور بمعنیٔ فریب، سچ۔ لیکن طَرَح بفتحتین اور چیز ہے۔

طَرح، بفتحِ اول و سکونِ ثانی، بمعنیٔ قریب ہے۔ اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بمعنیٔ آسایشِ دنیا بھی مجازاً ہے۔ طرح بفتحتین مرادف طرز و روش (خ، ص)

طرز: سان، اسلوب۔

طَرف شدن: بمعنیٔ مقابل شدن۔ (پ)

طُرّہ: زلف۔ (خ)

طَری: بطاء حطی لغت عربی است بمعنیٔ تازہ و تر (فش، ق)

طفل: ریدک، رید، لڑکا۔ (فش، ق، تن)

طلبا[1]: یعنی بطلب، مانگ۔ (آ)

طِلِسم: سپہر۔ طلسم ساز: سپہر ساز۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کر امر بن جاتا ہے" (آ)

طمع کردن: چشم بچیزی سیاہ کردن ۔
طواف: گرد پھرنا۔ (قن)
طوس: نام پہلوانی بودہ است از گردانِ ایران، نا اسم شہریست از بلادِ خراسان ۔ واو معروف است نہ مجہول۔ (قن، ق)
طیّار: صیغہ مبالغے کا ہے لغتِ عربی۔ املا اس کی طای حطّی سے طیر ثلاثی مجرد، طائر فاعل، طیور جمع۔ بازداروں میں اس لفظ نے جنم لیا۔ حقیقت بدل گئی۔ طوے، تے بن گئی۔ یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا، بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ "فلان باز، فلان شکرہ طیار شدہ است و صید میگیرد" بہر حال اب تای قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا۔ اس لفظ کو مستند ث اور دراصل اردو اور بتای قرشت اور بمعنی آمادہ اشخاص نہ اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے ۔ اور عبارتِ فارسی میں اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوگا۔ (آ)[۲]

۲- میرزا صاحب کا یہ بیان خان آرزو کی تحقیق پر مبنی ہے ۔ ملاحظہ ہو سراج اللغۃ اور چراغِ ہدایت ۔ مگر میرزا صاحب کا اس لفظ کو معنی آمادہ نہ مہیا اردو قرار دینا اور فارسی عبارت میں اس کے استعمال سے

(بقیہ صد ۱۶۱) روکنا درست نہیں۔ یہ لفظ بمعنیٰ مذکور ایران ہی میں پیدا ہوا ہے، چنانچہ بہارِ عجم میں جمال الدین سلمان کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

چنان بعہدِ تو میزانِ عدل شد طیّار کہ میل سوی کبوتر نمی کند شاہین

اِس کے علاوہ محمد سعید اشرف اور ملا طغرا نے بھی بمعنیٰ آمادہ ہی استعمال کیا ہے۔ چراغِ ہدایت میں آرزو نے اپنے کسی دوست کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عربی میں تیار، بتای قرشت کے معنی جہندہ (تڑپنے والا، بالفاظِ دیگر تیز رو) آتے ہیں، اس صورت میں اسے ت کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ میں اس کی تائید میں لسان العرب کے حوالے سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ تیّار کے معنی عربی میں موج یا سمندر کی موج ہیں، اور ایک محاورہ "قطع عرقاً تیّاراً" بھی پایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے تیزی سے خون بہانے والی رگ کاٹ ڈالی۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل ہوائی جہاز کو طیارہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پانی کے جہاز کے لیے بھی لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب اُس سے زیادہ تیز رو ہوائی کشتی کو طیارہ کہنے لگے ہیں۔

ظ

ظاہر شدن: سیاہی کردن، گل کردن۔ ظاہر شدنِ امری پوشیدہ: بخیہ بر روی کار افتادن۔ ظاہر شدنِ ماہ: کچھ گل کردن۔

ظرف: آوند، برتن۔

ع

عاجز شدن : دامن زیرِ سنگ آمدن، دامن زیرِ کوہ آمدن۔
عاریت : سپنج ۔
عافیت : بہنیاد ۔
عبادت : بندگی ۔
عجب : شگفت ۔
عجب نیست : نشگفت
عجز : پوزش، نیاز ۔ (ق)
عجز کردن : دامن بدندان گرفتن ۔
عجیب : شگرف ۔
عربی : تازی ۔
عرش : تہم، طارمِ نہم، فلکِ نہم ۔

عرض: پہنا۔
غُرفہ: چہرخوان۔
عَروس: بیُو، بہو۔ عروسی: بیوگانی۔
عُریان: رُت، برہنہ۔
عَسَس: شبگرد، شحنہ، کوتوال۔
عَسَل: انگبین، شہد۔
عَطسہ: شنوسہ۔
عظمت: ادرند، ارودند۔
عقرب: کژدم، بچھو۔
عقیمہ: استردن، ستردن، بانجھ۔ (تن)
عَلوی: برینی۔
عَلی: ابر، بر، فرا۔
علی الخصوص: دیژہ۔
عَم: ادور، چچا۔
عمیق: ژرف، گہرا۔
عنان: جلو، باگ۔
عُنُق: گردن، (تن)

عنکبوت : جولاہ، کارتن، کلاش، مکڑی۔ (قن)

عِوَض : آلِش۔

غ

غالب آمدن: دست یافتن۔

غرب: پچھم۔ (قن)

غِربال: غینِ نقطہ دارِ مکسور اور رای قرشت اور بای موحدہ اور لام، یہ لغت فارسی ہے، ہندی اس کی چھلنی اور مرادف اس کا پرویزن۔ یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ غربال بمعنی چھلنی کے لفظِ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ (آ، قن)

غُرفہ: دریچہ۔ کھڑکی۔

غزل: چامہ۔ غزلخوانی: چامہ سرائی۔ غزلِ دراز: چگامہ (پ، د، فن، قن، م)

غژنگ و غجک: نامِ سازے۔ (قتی، تی)
غسل: اشنان۔ غلبہ: چیرگی۔
غلتیدن: غلتید، غلتیدہ، غلتند، غلتندہ، غلت، آشکارا باد کہ نوشتنِ این بطای حطی غلط است۔ بلکہ چون این را بطای حطی نویسند، خود بصورتِ غلطیدن می شود بمعنیٔ غلط کردن۔ (پ)
غلّہ: اناج۔ (قتی)
غلیواژ: خاد، زغن، چیل۔ (قتی)
غمخواری: تیمار۔
غمزدہ: نژند۔
غمگین: نژند۔
غنودن[1]: اونگھنا۔ غنود، غنودہ، غنود، غنوندہ، غنو۔ (ب، قتی)
غنی: بے پروا۔ (تیغ)
غوشاک: بغینِ مفتوح[2]، اسم پاچک است کہ اُپلا، بالفِ

۱۔ سراج، بفتح میں بر وزنِ ربودن۔

۲۔ لغتِ فرس، رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضمِ غین و واو مجہول لکھ کر بتایا ہے کہ بعض لوگ بفتح میں کہتے ہیں۔

مضموم، ہندیٔ آنست۔ (فش، ق)

غوطہ: ہاغوش۔

غیبت کردن: بہ پوستین افتادن۔

غیر ارادی: اخواستی۔

ف

فاجرہ: جلب،

فارسیٔ مُستحدَث: آنست کہ چون عرب و عجم باہم آمیخت، اہلِ عجم مقاصدِ اہلِ عرب را در زبانِ خویش نامہا نہادند۔ (فش، ق)

فاژہ[1]: دہان درہ، آسا، باسک، عربی "تثاؤب" و تملی ہندی جمائی

---

[1] میرزا صاحب نے 'فازہ' لکھا ہے، لیکن لغت فرس: ۱۷۸، فرہنگ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای ناصری اور دری کشا میں بالاتفاق زای فارسی کے ساتھ ضبط کیا تھا، اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ قاطع برہان اور درفش کاویانی دونوں میں ایک سہو میرزا صاحب سے یہ بھی ہوا ہے کہ اُنھوں نے فاژہ کو عربی لفظ بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ فاژہ بالاتفاق فارسی لفظ ہے۔

فاسق: تردامن، گنہ گار۔
فائدہ: وایہ، نفع۔
فتاریدن[1]: مبدلِ آن ''فتالیدن'' بمعنیٔ دریدن و گسستن آمدہ است۔ و آن را فتریدن و فتابیدن ہم گفتہ اند۔ و چون مصدر بتبدیل و تخفیف چہار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز بچہار صورت خواہد بود۔ (نش، ق)
فتوی: وچر۔ فتوی دہندہ: وچر گر[2]، مفتی۔
فخر کردن: بر خود بالیدن۔
فدک: بفتحتین ریسمان کہ بران جامہ اندازند۔ آن را در ہندی الگنی گویند۔ (ن)
فر، فرہ: لفظِ فارسی، مرادفِ جاہ[3]۔ (آ، خ، ق)

۱۔ رشیدی و سراج میں بفتحِ فا اور انجمن آرا میں بالکسر لکھا ہے، مگر صاحبِ سراج نے بقولِ بعض کسرۂ فا بھی درج کیا ہے۔
۲۔ اس لفظ کی تحقیق کے لیے ردیفِ واو کا ملاحظہ ضروری ہے۔
۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ ''فر اور فرہ لفظِ فارسی ہے مرادفِ جاہ۔ پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے عالی جاہ اور سکندر جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر، یوں بھی درست اور صرف جاہ اور فر، یوں بھی درست۔''

فرسنداج: ہم بمعنیٔ امت و ہم بمعنیٔ شریعت۔ (فش، ق)

فرسودن: فرسود، فرسودہ، فرساید، فرسایندہ، فرسای۔ (پ)

فرشاد: وپرشاد، ہم در پارسیٔ باستانی وہم در ہندیٔ قدیم ترجمۂ تبرک۔ (فش، ق)

فرشتۂ رحمت: امشاسپند۔

فرفر: بادفر، بادفرہ۔ پھرکی۔ (پ، دہلی اردو اخبار، قن)

فرقدان: ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان پر۔ (آ، خ)

فرگاہ: بمعنیٔ بارگاہ و ترجمۂ حضرت۔ (کھ، د، س، فش، ق)

فرگفت: بمعنیٔ حکم۔ (د، م)

فرمانبردار: شگفتہ گوش۔

فرمودن: مصدرِ اصلیٔ فارسی، فرمود، فرمودہ، فرماید۔ مضارع فرمایندہ، فرمای، امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ، پ)

فروتنی: ستبلت شست کردن۔

فروختار: لغتِ اصلی است مرکب از صیغۂ ماضی و آر، مانندِ خریدار و پرستار۔ (فش، ق)

فروردین: مدتِ ماندن آفتاب در حمل۔ (د)

فُرُوزَہ[۱]: ترجمۂ صفت۔ (د، م)
فُرُوغ: شید، روشنی۔
فُروکاش[۲]: مرادفِ فرومایہ۔ (آ)
فُرودِل: بمعنیٔ بگزار۔ (کہ)
فرہمیدہ: بمعنیٔ خوب و نیک، اچھا۔ (بر، د)
فَرّہ: شکوہ، جاہ۔ (بُہ، د)
فَرہنگاخ: درمیان، وسط۔ (و، قغ)
فرِیور: صاحبِ دبدبہ، بزرگ۔ (بر، د، قغ)
فسانہ: کہانی۔ (قو)
فُسُوس: بر وزنِ ضمہ و داوِ معروف لغتی است فارسی ترجمۂ استہزا۔۔۔ این نیز دانستنی است کہ فسوس در فارسی لغتی است جامد، مصدر ندارد۔ آری، مانندِ شکار و شکوہ و خوش و آرام، اگر این را از راہِ تفنن متصرف گردانند، رواست۔ اما ہمان بمعنیٔ استہزا۔ (قش، ق)

۱۔ دری کشا، ۲۸، بضم اول و ضمِ را و واوِ مجہول۔
۲۔ دری کشا: ۹۴، بفتح اول و رای مہملہ و کافِ تازی با الف و سینِ مہملہ۔ اردوی معلی میں زدکاش چھپ گیا ہے۔

فِشارِ قبر: ترجمۂ ضغطہ است۔ (نش، ق)

فَصْل: ننک۔

فَغ: بفتحِ فای معقصل، در فارسی بت را گویند۔ (نش، ق)

فَغاک: مرکب از "فغ" و "اک" کہ افادۂ معنیٔ نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، مردِ بیحس و حرکت را گویند، خواہی از راہِ تکبر باشد و خواہی بعارضۂ دیگر۔ (نش، ق)

فَغِستان: مرکب از "فغ" و "ستان" بمعنی بتخانہ۔ (نش، ق)

فغفور: فغپور است، یعنی پسرِ بت۔ پادشاہی را پسر نمی زیست۔ یکبار چون زنش پسر زاد، او را بہ بتخانہ برد و در پای بت انداخت و گفت: "این فرزندِ بت است"۔ قضا را آن کودک نمرد۔ این قصہا ہمان صورت دارد

۱۔ انجمن آرای ناصری میں فغ کو بضم فا لکھا ہے اور اس لیے اس کے تمام مرکبات بھی اس کے نزدیک مضموم الاول ہیں۔ فرہنگِ رشیدی: ۲: ۱۰۶ میں زیر اور پیش دونوں طرح ضبط کیا ہے، مگر ضمے کو قولِ ضعیف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں زیر کو قولِ بعض بتایا ہے، مگر آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ "چون حرکتِ حرفِ اولِ آن، بتحقیق نہ پیوستہ، جمیع لغاتی کہ از آن ترکیب یافتہ بالفتح باشد یا بالضم"۔

کہ ہندوستانیان دختر و پسر را برند و در صحن مسجد اندازند و مبیتا و مبیتی نام نہند۔ آری، ظریفان شخصِ مجہول الاب را بطریق طنز فغفور گویند۔ (فش، ق)

فکانہ[1]: کفانہ، بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ (فش، ق)

فَلَق: بمعنیٔ دریدن است۔ وانہ روی استعارہ، ظہورِ فروغ صبح را فلق گویند در عربی و چاکِ صبح در پارسی و پو پھٹنا در ہندی۔ (فش)

فلک: آسمان۔ چرخ، چنبر واژگونہ، گردون۔ (د، فش)

فلکِ مکوکب: عبارت از فلکِ ہشتم است۔ (م)

فلکِ نہم: عرش استفنا۔ (ق)

فوفل: چھالیا۔ (قم)

فولاد: پولاد۔

فُوہ[2]: بفای مضموم و واو بہای زدہ، چیزی کہ برای افروزشِ رنگِ نگین زیرِ آن نہند، و

۱۔ اس لفظ کی تحقیق کفانہ کے تحت ملاحظہ کیجیے۔

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یعنی ڈانک کہ جونگ کے تلے رکھتے ہیں" (۱)

بہندی، ڈانک، گویند[1] (آ، پ)

فہمایش: کا لفظ میاں بدھا ولد میاں جما اور لالہ گنیشی داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے۔ میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو۔ امر کے عینے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنئ مصدری دیتا ہے اور اس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں۔ سوختن مصدر، سوزد مضارع، سوز امر، سوزش حاصل بالمصدر۔ اسی طرح ہیں خواہش و کاہش و گزارش و گدازش و آرایش و پیرایش و فہمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہیں ہے، مصدرِ جعلی ہے۔ 'فہم' لفظِ عربی الاصل ہے 'طلب' لفظِ عربی الاصل ہے۔ ان کو موافقِ قاعدۂ تفریس فہمیدن و طلبیدن کر لیا ہے۔ اور اس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کو امر بنجاتا ہے۔ فہم، یعنی بفہم، سمجھ، 'طلب' یعنی بطلب، مانگ، فہمد

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بدین معنی عربی است کہ در زمانِ متاخرین بمعنی چیزی کہ زیرِ جواہر برای افزایدِ رنگِ او نصب کنند، آمدہ۔ داین را بہندی ڈانک گویند بدالِ ہندی و نونِ غنہ۔"

مضارع بنا، طلبد مضارع بنا۔ خیر، یہ فرض کیجے کہ جب
تم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا، تو اب حاصل
بالمصدر کیوں نہ بنا لیا۔ سنو۔ حاصل بالمصدر فہمش
اور طلبش ہونا چاہیے۔ 'فہم' تھا صیغۂ امر، 'فہمد' سے
نکلا تھا۔ الف اور یے کہاں سے آیا؟ فہمانی تو نہیں ہے
جو فہمایش درست ہو۔ کہیں فرمایش کو نظیر گمان نہ کرنا۔
وہ مصدرِ اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع،
فرمائے امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ)

ق

قابلہ : پازاچ، پیش نشین، دائی، جنائی۔ (پ ریچنغ، فش، ق، قس)

قافیہ : پیوند۔

قافیۂ شائگان : عربی ایطا[1] (عس)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "قافیۂ شائگان کہ جس کو عربی میں ایطا کہتے ہیں، وہ دو طرح پر ہے: خفی و جلی۔

ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الف فاعل، گویا و بینا و شنوا۔ شعر امیر:

ای دانۂ تسبیح خیالت دلِ دانا ۔۔۔ سر حلقۂ مستانِ رخت دیدۂ بینا

اور نون دال مضارع کا، جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے:

دل خیش و چشمانِ تو ہر گوشہ برندش ۔۔۔ مست است، مبادا کہ جفا گر شکنندش

اور ایسا ہی الف و نون جمع کا: مثلِ جرانان و جوانان۔ اور ایسا ہی الف نون حالیہ، مانندِ گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے، تو ایطای جلی ہے۔ اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرار قافیے میں آپڑے تو ایطای خفی ہے۔ (عس)

قالب: در عربی و کالبد در فارسی بمعنیٔ تن است، و چیزی را نیز گویند کہ آن را در ہندی "سانچا" نامند۔ (فش، ق)

قانون: لفظِ عربی الاصل است[1]۔ جمع آن قوانین و فاعلِ آن مقنن۔ (فش، ق)

قَبچاق: بفتحۂ قاف، در اصل درختِ میان تہی را گویند۔ چون سلطان آغورخان، جدِ آلنقوا پادشاہ شد، مغول را فرقہ فرقہ ساختہ، و ہر فرقہ را نامی دیگر نہادہ: ایغور، قلج، کلتتہ، قبچاق ... پس قبچاق نام گروہیست از مغول۔ (فش، ق)

قُبلہ: بوسہ، چمی۔

قُبّۂ خشخاش: پوست کے ڈوڈے۔ (خ، عس)

قتلِ عام: مرگِ سرخ۔

۱۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ بقولِ بعض رومی اور بقولِ دیگر فارسی الاصل ہے۔ صاحبِ محکم نے بھی اسے دخیل قرار دیا ہے۔ لغت القماط: ۳۶، میں رومی الاصل یعنی لاطینی اور بمعنی مسطر بتایا ہے۔ اصل اور قاعدہ یہ دونوں مجازی معنی ہیں۔ بہرحال میرزا صاحب کا اسے عربی الاصل کہنا درست نہیں، ہاں عربی کی وساطت سے فارسی میں آیا ہے۔

قحط: نانِ شیرین، کلل۔ (قن)
قَدَح: کاس، کاسہ۔
قَدْر: ارج، ارز۔
قدرت: فرتاب، پرتاب۔
قدم افشردن: پا استوار کردن۔ گاڑھنا۔
قدیم: باستان۔
قُراب: لغت عربی الاصل صحیح[1]۔ (آ، خ)
قِشلاق: بمعنی لشکر گاہ زمستان۔ (فش، ق)
قصد: بسیج۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "قراب اور سداب دونوں لغت عربی الاصل صحیح ہیں" (آ۔ خ) ہم نے جستجو کی تو قراب کے معنی ہم قدر اور ہم قیمت معلوم ہو گئے، مگر سداب کوئی عربی لفظ نہ نکلا۔ اس سے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ سراب کو کاتب نے سداب لکھ دیا ہے۔ چنانچہ سراج اللغۃ میں سراب کے متعلق آرزو نے یہی لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لیکن ردّی شیر نے "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ": ۸۸ (طبع بیروت ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے اور سر بمعنی فوق اور آب بمعنی پانی سے مرکب ہے لیکن یہ بھی ہے کہ یہ سریانی الاصل ہو۔

قَصْر: کُشکوی، محل۔
قصیدہ: چگامہ۔
قطرہ زدن: اشارتست بہ شتاب رفتن۔ (پ)
قفس: پنجرہ۔ (فن)
قَلاوُز: راہبر دراہ تاراگویند[1]۔ (پ)
قَلْب: نُبہرہ، کاسیدہ۔ دل۔
قَلْعہ: پارہ، دِزْ (د، فخ، م)
قلندر: ساسان، سنیاسی۔
قلم کشیدن: مطلق بمعنیٔ باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔ (پ)
قِمار: مِنگ۔
قوی ہیکل: تہمتن۔
قِیام: ایستادن، استادن۔
قَی کردن: شگوفہ کردن۔
قیمت: اَرز، اَرج، نرخ، بہا، مول۔ (د، فش، ق، فن)

ا۔ رشیدی میں اس لفظ کی تین شکلیں اور لکھی ہیں، قلوز، قلوذز اور قلاوذز۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اصل میں یہ لفظ ترکی ہے۔

ک: تازی بپارسی در آخر اسما معنیٔ تصغیر دہد، چون مردک ومردمک وکودک ودریدک۔ ہمانا کودہ دریدہ ترجمۂ طفل است۔ (فش، ق)

کاچار وکاچال: ترجمۂ اثاث البیت، رخت، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ (پ، د، م)

کار از بنِ دندان کردن: یعنی بدقت تمام کردن۔ (پ)

کارتن: کلاش، عنکبوت۔ مکڑی۔

کاز دِ خرد: کزلک۔

کارکیا: بہر دو کافِ عربی[1] مفتوح وسکونِ ثالث۔ کہ رای

۱۔ دری کشنا: ۱۸۱ میں کبررا لکھ دیا ہے۔ مزید تفصیل لغت اکی کے حاشیے میں دیکھیے۔

قرشت است، بمعنیٔ خداوندگار، مالک و حاکم، چون دہ کیا بمعنیٔ مالکِ دہ کارکیائی: مالکی، حکومت۔ (آ، د، ق، م)

کازہ: خانۂ گل، کوخ، گومبا[1] چھپر مٹی کا گھر۔ (آ، پ، د، قغ، م)

کاس و کاسہ: مانندِ موج و موجہ، بمعنیٔ قدح عربی است۔ (فش، ق)

کاس و کوس: بمعنیٔ نقارہ فارسی۔ (فش، ق)

کاستن: گھٹانا۔ کاست صیغۂ ماضی از کاستن، و بمعنیٔ دروغ مستعمل۔ کاستہ، کاہد، کاہندہ، کاہ۔ مصدرِ مضارعی کاہیدن (پ، د، قن)

کاسلہ: بنہرد، قلب۔

کاسہ گردان: کنایہ از دریوزہ گری۔ گدا را کاسہ گردان نامند۔ (پ)

کاشتن: بونا، کاشت ماضیٔ کاشتن و بمعنیٔ زراعت۔ کاشتہ کارد، کارندہ، کار۔ بحیثیتِ مصدری بحذفِ الف نیز آید کشتن و کشتہ، و کشتہ بکسر کاف است۔ لیکن بحیثیتِ مضارعی در ہر حال بحالِ خود باشد۔ (پ، فش، ق، قن)

۱۔ اس لفظ کی تحقیق حرف کاف میں لفظ کومسہ کے تحت ملاحظہ ہو۔

کاغذ : دالِ مہملہ سے ہے۔ اس کا ذال سے لکھنا اور "کواغذ" کو اس کی جمع قرار دینا تعریب ہے بہ تحقیق۔ (ع)

کاغذی پیرہن : دادخواہ[1] (د)

کافتن : مصدر، ترجمۂ آن کھودنا۔ ماضی کافت، مفعول کافتہ مضارع کاود۔ کاوندہ، کاد۔ کادیدن مصدرِ مضارعی است چنانکہ رُستن برای مضمومِ مصدرِ اصلی و روئیدن مصدرِ مضارعی۔ ہر آئینہ "کاد" صیغۂ امر است و کاوش حاصل بالمصدر۔ (پ، فش، نا)

کالبَد : در فارسی بمعنیٔ تن است۔ سریر، جسم۔ و چیزی را گویند کہ آنرا در ہندی سانچا نامند۔ (فش، ق)

کالیوہ : پاگل و کالیوگی، پاگل پن۔ (د)

کام : بکافِ عربی در پارسی بمعنیٔ مقصد[2] است عموماً و در ہندی

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا۔" (ع)

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے۔ "کام بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ ناکام، دشمن کام، دوست کام لکھتے ہیں تشنہ کام اور طرح ترکیب ہے۔ کام بمعنی تالو کے ہے نہ بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ (خ)

بمعنیٔ شہوتِ جماع خصوصاً، دکامنا، باخزایش، نون والف در آخر، مطلق بمعنیٔ خواہش۔ تشنہ کام، کام بمعنیٔ تالو، نہ بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ (رخ، فتی، ق)

کان: معدن و در ہندی کھان۔ (فتی)

کانون: اسمِ آتش دان است۔ (فتی، ق)

کاہ: خشک گھاس۔ (قن)

کاہ بدندان گرفتن: اظہارِ عجز۔ (ع)

کبک: چکور۔ (قن)

کچکول: کشکول۔

کچہ: بکافِ تازی مفتوح و جیم فارسیٔ مفتوح، ہندیٔ آن چھلا۔ (پ، دہلی اردو اخبار)

کچہ گل کردن: عبارت از ظاہر شدنِ راز۔ (پ)

کحل: سرمہ۔ (قن)

کدبانو۔ بی بی۔ (دقط)

کدہ: بمعنیٔ خانہ۔ یکی از پروَرش آموختگان تفتہ در کلکتہ بمن گفت: اوستاد در بارۂ 'کدہ'..... از روی اجتہادی کہ بدانست پیروانِ خویش دارد، جز اسمی چند کہ شمارِ آن

از ہیچ یا ستش بگرزد، ما قبلِ کدہ آوردن ... جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم کہ پیغمبران نگفتہ" چون خودی کار بر دنگ گیرند آگاہ ذلان یا چہ اوفتادہ کہ توقیع نا روا پذیرند۔ حیرتکدہ و ظلمتکدہ و شفق کدہ و خرکدہ و امثالِ اینہا در نظم و نثرِ اہلِ عجم بسیار است۔ فخر المتاخرین فرماید:

خاموش، حزین اگر نفس سینہ خراشست
نشتر کدہ گردید جگر مرغِ حرم را

دفترِ اتق ا

ا۔ قتیل کے شاگرد کا یہ بیان خود قتیل کے قول کے خلاف ہے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ کدہ سے پہلے پانچ چھ مخصوص الفاظ کے علاوہ ناجائز ہے، بلکہ نہر الفصاحت ۲۵۰ میں یہ لکھا ہے کہ "کدہ بمعنی خانہ با ستو با پنج لفظ ملحق شدہ سوای آں مسموع نیست: بت کدہ، و غم کدہ، و آتش کدہ، دی کدہ، و گلشن کدہ، و غیر آن چون آب کدہ یا میکدہ و نم کدہ درست یا نادرست۔ یعنی اینہا اصول اند، و سوای این پنج آنچہ در کلام اساتذہ یافتہ باشد فروع اینہا باشد۔ حصر مقصود نیست و فروع در اصل داخل است، چونا حیرت کدہ و سنبل کدہ و ویران کدہ و حسرت کدہ الخ" اس صورت میں میرزا صاحب کا اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہوگا۔

گدیور: بکاف تازی مفتوح و دال مکسور و یای مجہول، نزالیح
و باغبان۔ (پ)

گر: آگندہ گوش، اصم۔

گر: بکاف عربی، اسم حوض است۔ (فش، ق)

گراسہ: رپتی بمعنی مصحف مجید۔ (فش، ق)

گراع: پاچۂ گاو و گوسپند وغیرہ۔ (فش)

کراک، بہر دو کاف عربی و اول مفتوح بوزن ہلاک، و بافزائش
الف در آخر "کراکا" بوزن تماشا، دیگر اسم صریچہ،
صعوہ را گویند کہ مولا بفتحہ اول و ضمۂ ثانی و واو
مجہول ہندی آن است۔

در مناقب العارفین دیدہ ام کہ یکی از بنات ملوک کہ در
حبالۂ نکاح مولانا روم بود، کراکا نام داشت۔ ہمانا
این مہر خوان خواہر بود و اسم ورای آن (فش، ق)

کرامت: نزجود، فرہد، فرتاب، پرتاب۔

کران[1]: کنار۔ (ق)

کردار گزاری: تاریخ نگاری۔ و کردار گزار: مورخ۔ (د)

۱۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: اس میں بفتح کاف لکھا ہے۔

گرنگ : بروزنِ تفنگ، اسپ سُرخ رنگ۔ (آ)

گُرزہ : فارسی است و کوس بکافِ عربی مضموم و واوِ مجہول ہندی آن۔ (فق)

گُرزۂ نار : اشیرت

کریم : راد، سخی۔ کریہ، ایسا سخی۔ (تیغ، عس)

کژکک : بفتحتین، کاردِ خرد۔ (م)

کژدم : عقرب، بچھو، برجِ عقرب۔ (د، تیغ، قن)

کسائی : بمعنی شخصیت۔ (ر، فق، ق)

کُشتی : مثلِ زنار کے جس پر بَل ڈالتے، کمر میں باندھتے ہیں جیسا اس ملک کے ہندو تاگڑی باندھتے ہیں۔ (تیغ)

گُشادن : کھولنا۔ (قن)

کِشاوَرز : بکسرۂ کافِ تازی و واوِ مفتوح[۱]۔ زمین دار۔ پنہاں مباد!۔ اینا در اصل کشت ورز است، بکافِ عربی مکسورۂ کشت، مشہور و ورز، صیغۂ امر از ورزیدن

۱۔ سراج اور رشیدی اور انجمن آرا میں بفتحِ اول بروزنِ فرامرز لکھا ہے اور یہی اعراب لغتِ فرس: ۴۷۱ میں بھی لگائے گئے ہیں۔ مگر سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ مشہور بفتحِ واو ہے۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا یہاں پر اعتراض درست نہ ہوگا، کیونکہ اسدی اور صاحبِ انجمن آرا بہرحال اہلِ زبان ہیں۔

و چون باگشت مرکب گشت، معنیٔ فاعل بخشید، یعنی در زندہ گشت۔ و این را کشتاورز نیز می گفتند۔ و کشاورز مخفف آن است۔ (د، تغ، نق، ق)

کِشتن: بکسرِ کاف کاشتن، بونا، کشت، کشتہ، کارد، کارندہ کارہ (ب، فق)

کُشتن: بکافِ مضموم، کشت، کشتہ، کشد، کشندہ، کش (ب)

کَشَف: باخہ، سنگ پشت، کچھوا۔

کشکول: بکافِ مفتوح و واوِ مجہول، بمعنیٔ کاسہ ایست کہ بصورتِ کشتی ساختہ باشند، و آن را کچکول بجیم نیز گویند (فق، ق)

کشی: بمعنیٔ خوشی۔ (بر)

کشیدن: کھینچنا، کشید، کشیدہ، کشد، کشندہ، کش (ب، فق)

کَعب: شتالنگ، ٹخنا۔ (فن)

کعبہ: بیت الحرام۔ (فن)

کِفانہ: بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ و این قلب فکانہ است، مثلِ نیام و میان و کنار و کران۔ این قدر من

در آگہی میفزائیم کہ کنغانہ و نگانہ ہر دو لغت بکافِ عربیت و در ہر لفظ حرفِ نخستین مکسور۱۔ (فتق، ق)

کفش: پاہنگ، پافزار۔

کفن پارہ کردن: یعنی از مرضِ مہلک یا حادثۂ سخت نجات یافتن۔ (پ)

کلاش: عربی عنکبوت و اسمِ دیگرِ آن کارتن، کرکی۔ و خانۂ آن را نسیج گویند۔ (پ، فن)

کلاغ گرفتن: عبارت از تمسخر و استہزا۔ (پ)

کلاوہ کردن: بمعنیٔ جمع کردن۔ (پ)

کلاہ انداختن: کلہ گوشہ بر آسمان سودن، عبارت از شاد شدن و شوق کردن۔ (پ)

۱۔ اس لفظ کے اعراب اور املا دونوں میں لغت نویسوں کا اختلاف ہے انجمن آرا اور لغتِ فرس دونوں میں بفتحِ اول لکھا ہے، اور موخر الذکر کے مصحح نے اسے بکافِ فارسی ضبط کیا ہے۔ خانِ آرزو نے سراج اللغہ میں لکھا ہے کہ فکانہ ممکن ہے کہ فگندن سے مشتق ہو، اس صورت میں کے مقلوب کو کگانہ ہونا چاہیے۔ مگر فرہنگِ رشیدی کے مصنف نے اشتقاق کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے فکانہ کو فگندن سے متعلق بنایا ہے، جو فگندن کی دوسری شکل ہے۔

کَلپِترہ : بمعنیٔ احمقانہ کلام ۔ (س)
کَلَنْد : بکاف و لام مفتوحہ[1]، ہندی کُدال ۔ (ب، د، تغ)
کِلّہ : بکافِ مکسور و لامِ مشدد، شامیانہ ۔ (د)
کلیم : بر وزنِ فعیل، صیغۂ اسمِ فاعل، مثلِ کریم و رحیم و سمیع و بصیر[2] ۔ (ع س)
کم : تھوڑا[3] ۔ (فش، ق)
کم آزار : یعنی نیازارندہ (ن)
کم صبر : تنک شکیب ۔
کم ہمت : یعنی بے ہمت ۔ (ن)
کم ہمتا : یعنی بے ہمتا ۔ (ن)
کم یاب : نایابندہ ۔ (ن)

۱۔ میرزا صاحب نے دستنبو کے نسخے میں اپنے قلم سے "بہر دو فتحہ" لکھا ہے۔
۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "کلیم اگر بمعنیٔ ہم کلام لیجے، تو اسمِ الٰہی اس کو کیوں کر قرار دیجے"۔ (ع س)
۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یہ لفظ اہلِ فارس کی منطق میں کہیں افادۂ معنیٔ سلبِ کلی بھی کرتا ہے، جیسے کم آزار یعنی نیازارندہ نہ یہ کہ کم آزارندہ، کم ہمتا یعنی بے ہمتا ۔ پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے"۔ (ن)

کُمامہ: تعویذ۔ (د)
کمر چنبر کردن: بمعنیٔ کمر راست کردن و دم گرفتن۔ (م)
گُن: شو، ہوجا۔
کُنار: آغوش۔ (فش)
کُنارنگ: حاکم، مرزبان، مالکِ زمین۔ (د، تیغ)
کنارۂ خاوری: افقِ شرقی۔ (د، تیغ)
کنّاس: پاکار، خاکروب۔
کُناک: بفتح، مرضی است کہ آن را زحیر گویند۔ (پ)
کُنام: بکافِ مضموم، بمعنیٔ بیشہ و چراگاہ۔ (پ)
کُنجارہ: خرہ۔
کُنجد: تل۔ (قتن)
کُنجشک: چڑیا۔ (قتن)
کُند: بکافِ عربیٔ مضموم، ضدِ تیز است (فش)
کُندر: بضمۂ نخستین و سیومین، وکندرہ بافزودنِ ہاء در آخر و پیوستن رای قرشت بحرکتِ ضمہ بادی اسم مصطگی است۔ (فش)
کندن: بکافِ عربی، بفتحہ اول و ثالث، مصدرِ اصلی، کندیدن مصدرِ مضارعی، و کند، بفتحۂ اول صیغۂ ماضی

و اسمِ تخنگز، و 'کانذ' به افزودنِ الف در وسط نیز گفته اند- و این که در ہند به تغیرِ لہجہ "کھانڈ" گویند، یا از توافقِ لسانین است، یا ہندیان لفظِ پارسی را حصد کردہ اند، چنانکہ تازیان 'کند' را از روی تعریب 'قند' نام نہادہ اند- (تیغ، نش)

کندو: بکافِ مفتوح دنونِ ساکن و دالِ مضموم و داوِ معروف ظرفی مستطیل را گویند که از چوبِ گز برای نگاہداشتن غلہ سازند و از گِل نیز- ہندی آن کوٹھی- (فش)

کندوری: بر وزنِ رنجوری، دستار خوان را گویند- (فش)

کندہ: کہ صیغہ مفعول است از کندن، بمعنیٔ خندق آمدہ و گویم، خندق معرب است- کھائی- (تیغ، فش، نش)

کندہ: چوبی را نامند کہ بر پای مجرم نہند، تا راہ نتوانند رفتن- (فش)

کنذری: بر وزنِ بندری، نامِ گلی است خوش بو- عربیٔ آن کاذی، ہندی کیوڑہ- (فش)

کنونہ: بمعنیٔ حالت، حال، احوال- (د، تیغ، م)

کوتل: پالا-

گورخ[1]: خانہ کہ از نی و علف سازند، و آن را کازہ نیز نامند، و گومہ نیز بکافِ فارسیِ مضموم ، چھپر۔ (پ، دام)

گودک و ریدک[2]: ہمانا گودک و ریدک ترجمۂ طفل است۔ (نش، ق)

گورنمک: نمک حرام۔ کور نمکان، نمک حرامان۔ (د، تیغ)

گوس: نقارہ، تبیر، تبیرہ، طبل، کاس۔ (قن)

کوفتن: کوفت، کوفتہ، کوبد، کوبندہ، کوب۔ (پ)

کوفتہ: مندیور، ماندہ۔

کول: بکافِ عربیِ مضموم و واوِ مجہول، در فارسی بوم را گویند کہ الو ہندیِ آن است۔ لاجرم، مردِ احمق را کول گویند۔ (فش)

کول: بفتحۂ کافِ عربی، بروزنِ ہول و قول، فریب را گویند۔ (فش)

کول: بہر دو فتحہ، ہم بکافِ تازی، پشمینِ کہنہ گدایان را نامند، خواہی از گلیم باشد و خواہی از نمد۔ (فش)

۱۔ انجمن آرا، بروزنِ شوخ۔

۲۔ سراج میں کودگے معنی نفلا در کھاد بتائے ہیں۔

کومہ: بکافِ فارسی مضموم۔ خانۂ کاہ و علف۔ کوخ۔ چھپر۔ (پ، دام)[1]

کوہ: پہاڑ۔ (ق)

کوہچہ: پہاڑی۔ (د)

کوہہ: موج و لہر۔ (د)

کہن: سالخوردہ۔

کی: بکافِ مفتوح بروزنِ مَی، بمعنیٔ خداوند و مالک، و کیا مزید علیہ، کب، یعنی کس وقت۔[2] (آ، نش، ق)

۱۔ دستنبو: ۴۴ اور مہرِ نیمروز (کلیاتِ نثر: ۳۷۱) میں بھی 'گومہ' لکھا ہے لیکن تمام فارسی لغت کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ یہ لفظ کافِ عربی سے شروع ہوتا ہے۔ خانِ آرزو نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن لغت نویسوں نے اسے گومہ لکھا ہے، وہ کومہ کو غلطی سے گومہ پڑھ گئے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کی بکافِ مفتوح بروزنِ می ایک لغتِ فارسی ہے ذو معنیین یعنی دو معنی رکھتا ہے، ایک تو کب یعنی کس وقت، اور دوسرے معنی اس کے ہیں حاکم اور مالک۔ الف جو اس کے آگے آتا ہے، وہ کثرت کے معنی دیتا ہے جیسے خوشا، بہت خوش، بدا، بہت بد۔ کیا، بڑا حاکم۔ کارِ کیا، کارِ بزرگ۔ کارِ کیائی، بزرگی کا کام، حکومت کا کام۔ وہ کیا مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے، یعنی کیائی وہ اور حاکم وہ۔ کار کیا، مثلاً، یعنی کیائی کار و مالک کا۔ جہاں ماقبل اس کے رائی مکسور لائیں گے۔ وہاں کار موصوف اور کیا صفت ہے۔" (آ)

کیسہ : تھیلی۔ (قن)

کیفر : بکافِ مفتوح و فای مفتوح ۔ بمعنی سزای کردار بد آید۔ و آن را پادافراہ و بادافراہ نیز گویند۔ (بر، پ، د، م)

کیمیا : جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھے، وہ کیمیا، اور جو اسما سے متعلق ہو، وہ سیمیا۔ (ذ آ، ح)

کیوان : زحل۔ (د)

گ

گاو: برجِ ثور۔ (د)
گاوشَنگ: بمعنیٔ چوبی کہ بدان گاو را رانند۔ (آ)
گاومیش: بھینس۔ (قن)
گدا: کاسہ گردان، دریوزہ گر۔
گر: اسمِ دریا، در فارسی بکافِ فارسی است۔ (فش)
گرّا: بکافِ فارسی درای مشدد، حجام، موی سر تراش۔ (تیغ د، تیغ، فش)
گراز: بکافِ پارسی مضموم، لغتِ فارسی است، اسمِ خنزیر، مرادفِ خوک۔ و سرہنگِ بدخو را نیز گویند۔ و بمعنی خرام نیز آید۔ گرازان مرکب ازین است، چون نازان و شادان۔ (فش)

گران مند: قیمتی، بیش قیمت۔ (د، قط)

گرائیش: بکسرۂ کافِ پارسی، توجہ۔ (د، قچ)

گربہ: بلی۔ (قن)

گرِد: شہر۔

گرداندن: برگاشتن۔

گرداگرد: پیرامن۔

گردن: عُنُق۔ (قن)

گردن کشیدن و پیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

گردن نہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

گردون: آسمان۔ (قن)

گردہ: بفتح کافِ نیز خواندہ، و بہندی "گاکا" گویند۔ (پ)

گرزن: بہر دو فتحہ، بمعنیٔ تاج۔ (آ، ج، د، س)

گرزہ: بوزنِ شُترزہ، قسمی از مار۔ (آ)

گرفتن: در اصل بکسرۂ اول و فتحۂ ثانیست[۱]، چنانکہ فردوسی در

۱۔ میرزا صاحب کا یہ استدلال مفید یقین نہیں ہو سکتا۔ خسروی نے بضم اول و ثانی باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو لغتِ فرس: ۵۰۴۔ سراج اللغۃ میں بکسرتین لکھا ہے اور آج کل بکسرتین ہی مستعمل ہے، چنانچہ لغتِ فرس کے مصحح نے اسی طرح ضبط کیا ہے۔

شاہ نامہ جائی کہ کاوۂ آہنگر محضرِ نکو نامی ضحاک در انجمن
دریدہ است، گوید:

سر و دل پر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہدِ فریدون گرفت

گیر، صیغۂ امر از گرفتن۔ (فش، ق)

گرفتنِ ماہ: چاند گہن۔ (د)

گرگ: بھیڑیا۔ (فش)

گرگدن[1]: جانوری کہ بر سرِ بینی شاخی دارد۔ کافِ اولش نیز فارسی است۔ (فش)

گُرُدہ[2]: ایل۔

گریوہ: بکافِ مفتوح و رای مکسور و یای مجہول، اسم بلندی کہ در صحرا باشد، یعنی پشتہ و تل بفتحِ تای قرشت۔ (پ)

گزاردن: گزارش، گزارش گر۔ گزارشنامہ ہمہ بزای ہوز است۔ (فش، ق)

گزشتن: گزرنا۔ گزشت، گزشتہ، گزرد، گزرندہ، گزر، گزاشتن

۱۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں کرگ اور کرگدن ضبط کیا ہے۔
۲۔ انجمن آرا اور دری کتبا: ۴۳ میں بضمِ اول بتایا ہے۔

گزاشتن، گزاشته، گزارد، گزارنده، گزار۔ باعتقادِ نامہ نگار، نگاشتنِ این ہر دو بحث بزای ہوز رواست وبذال خطاست[1]۔ (پ، قن)

گزیدن: بفتحِ کافِ فارسی، گزید، گزیده، گزد، گزنده، گزه (پ)

گزیدن: بکافِ فارسی مضموم، گزید، گزیده، گزیند، گزیننده گزین۔ (پ)

گزیر نباشد: نگزیرد۔

گزین: بجای گزیده مستعملِ اہلِ زبانست۔ (مک)

گستردن: گسترد، گسترده، گسترد بنای مضموم و رای مفتوح، گسترنده، گستر۔ (پ)

گسستن: فتاریدن، فتریدن، فتالیدن، فتلیدن گسست گسسته گسیختن گسیخت، گسیخته۔ مضارعِ این ہر دو یکیست گسلد، گسلنده، گسل۔ (پ)

گسیل: بکافِ پارسی مضموم وسینِ مکسور و یای معروف،

---

[1] میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "گزاشتن، وگزشتن و پذیرفتن سب زے سے ہیں" (ع) لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ صرف گزاردن زے سے ہے، بقیہ الفاظ میں ذال ہی لکھنا چاہیے۔

بمعنیٔ رخصت و مرخصی، و مرادفِ پدرود۔ (پ، د، م)

گشتن : بکافِ فارسیٔ مفتوح، پھرنا۔ گشت، گشتہ، گردد، گردندہ گرد۔ مصدرِ مضارعی گردیدن، متعدی گرداندن۔ و باضافۂ یا نیز آید، یعنی گردانیدن۔ (پ، قن)

گُشنہ : بکافِ فارسی، مرادفِ گُرسنہ است۔ (پ)

گفتن : کہنا۔ گفتی، بیای مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں۔ (ع، قن)

گُل : پھول۔ (قن)

گِل : خاکِ بآب آمیختہ۔ (ع)

گلبانگ بر قدم زدن : محاورۂ شاطران است کہ چون در جست و خیز خواہند کہ تیز روی کنند، گویند: "گلبانگ بر قدم زدہ"۔ (م)

گُلخَن : بھاڑ۔ (قن)

گل کردن : بمعنیٔ ظاہر شدن است۔ (پ، فن، ق)

گل گرفتنِ چراغ : سرِ چراغ افگندن۔

گلو بریدن : ذَبح۔

گلولۂ آرد : نوالہ۔

گماشتن : گماشت ، گماشته ، گمارد ، گمارنده ، گماره (پ)

گنج شایگان : نام گنجی است از هفت گنج پرویز - (م)

گَنَد : بکافِ فارسی مفتوح بمعنیٔ بوی بد است - و گنده و گندا ، اول را بای ہوز در آخر و دوم را الف ، ترجمۂ مُنتنِ است ، یعنی بدبو - حالیا در عرفِ عام گندا بمعنیٔ نجس و ناپاک آید - (فق)

گُند : بر وزنِ تُند ، خصیه را گویند - و چون این عضو علامتِ رجولیت است ، ہر آئینه معنیٔ مردی و مردانگی نیز دہد - و ازین مرکب است گند آور ، بمعنیٔ طاقت و نیروی دل - و "آور" بمعنیٔ صاحب ، چنانکه دل آور - دلاور ، آور - ہمچنین گند بمعنیٔ سطبری و بزرگیٔ جثه آید - و ہر جسم که کمیتش افزون بود ، گنده نام یابد - طرفه این که مردِ تنومند فربه اندام را گند والہ نیز گویند - و این ترکیب با ترکیبِ ہندی تطابق دارد ، چون اندرین ملک "والا" به الف در آخر ، بمعنیٔ مالک و خداوند مستعمل است و لبشمردنِ نظائر این ترکیب احتیاج نیست - از استاد که بر روانش درود باد ، شنیده ام که گند چنانکه معنیٔ قوتِ

جسمی نہ، افادۂ معنیٔ قوتِ عقلی وعملی نیز کنند ازینجاست کہ مردِ دانشمند را گندا گویند۔ (فش)

گنگ: لال، گونگا۔

گنہ گار: تر دامن، فاسق۔

گورگاہ: قبرستان۔ (د)

گوسپند: بکری۔ (قن)

گوش: کان۔ (قن)

گوش انداختن: 'گوش' کا استعمال 'انداختن' کے ساتھ اگر شعرای ہند کے کلام میں آیا ہوتا، تو ہم اُس کی سند اہلِ زبان کے کلام سے ڈھونڈھتے۔ جب وہ خود غنی نے لکھا ہے، تو ہم سند اور کہاں سے لائیں۔ قواعدِ زبانِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے۔ جب ہم انھیں کے قول پر اعتراض کریں گے، تو اس اعتراض کے واسطے قاعدہ کہاں سے لائیں گے۔ (مک)

گوش داشتن: اگر باضافۂ سمت وجہت نباشد، افادۂ معنیٔ نگاہداشتن می کنند۔ وگوش دار صیغۂ امراست از گوش داشتن۔ خواہی گوشدار گویند وخواہی دار گوش (پ، فش، ق)

گوشت بسرِ ناخن گرفتن : نشگنج، چٹکی۔
گوشوارہ و گوشوارہ : چیزیست زرنگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بہ دستار بپیچند۔ و ہر گونہ پیرایش گوش را نیز گویند (فش ق)
گوشۂ چشم : پیغولہ۔
گول : بہ کافِ پارسیِ مضموم و واوِ مجہول، در ہندی ترجمۂ مدور است، و مردِ مجہول الحال و سخنی را کہ بخوبی فہمیدہ نہ شود، نیز گول گویند۔ و در زبانِ قدیم پارسی آبی را کہ از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پہنا اندک و در ژرفا زیادہ باشد، گول و گولاب نامند۔ ہم ازین روست کہ خُمِ دراز را گول گویند۔ و این کہ در ہند نیز بدین معنی زبان زدِ خلق است، از توافقِ لسانین نیست، بلکہ ہمان لفظِ پارسی است کہ بعد از استیلای مغول بر ہند در ہند رواج یافتہ است۔ و این کہ مردمِ ہند گول را کہ بکافِ عجمیِ مضموم و واوِ مجہول است، ہم بمعنیٔ احمق و ہم بمعنیٔ فریب دانستہ اند، از بی اعتنائی است۔ حاشا کہ چنین باشد۔ (فش)
گوہر آمای : موتی پرونے والا۔ (فش)

گہر در رشتہ کشیدن: آمودن۔
گیا، گیاہ: بکافِ فارسیٔ مکسور، سبز گھاس[1]۔ (آ، قن، ق)
گیتی: دنیا، گیہان۔ (قن)
گیہان[2]: دنیا، گیتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "گیا اور گیاہ بکافِ فارسیٔ مکسور سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ گیا بکافِ فارسیٔ مفتوح کوئی لفظ نہیں۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۵۵، بفتح اول۔ و بکافِ عربی نیز ہمین معنی دارد۔

ل

لابہ و لابغ: اختلاط و انبساط۔ (د)

لاد: اسمِ دیوار، بنا۔ لاد بر آن: بنا بر آن۔ (پ، د، م)

لال: بمعنیٔ گنگ کہ در ہندی گونگا گویند۔ (پ)

لای: بمعنیٔ دردِ شراب۔ (م)

لای یا لاہ: جس کپڑے میں سائلات کو چھانیں، اردو صافی بیای معروف۔ (آ)

لاییدن: بمعنیٔ بیہودہ گفتن است۔ لایید، لاییدہ، لاید، لایندہ، لای۔ ملای، یعنی بیہودہ مگو۔ (پ، فش، ق)

لبِ بام لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چاہ، لبِ دریا، لبِ ساحل، بمعنیٔ کنارے کے ہے مستعملِ اہلِ ایران۔ لبِ بام

اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے انگنائی میں آ رہیے۔ پس 'لبِ دریا' اُسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے، تو پانی میں جا رہیے۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا، جہاں سے آگے بڑھیے، تو دریا میں گر پڑیے 'لبِ دریا' سے پانوں پانی پر رکھا جاتا ہے، جیسا نہانے کے واسطے، اور 'لبِ ساحل' سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطان کی باولی میں لبِ بام سے تیراک کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے، وہاں کراڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں۔ 'کراڑا ساحل اور 'کراڑے کا کنارہ' لبِ ساحل۔ (۳)

لَت : یا مرادفِ لکد است یا مخففِ لتہ کہ ہم در فارسی و ہم در اردو بمعنیٔ پارہ و لخت آید۔ (فق)

لُت انبان : بلامِ مضموم[1]، شکم بندہ دیر خوار۔ (فق)

لَجَن : بفتحتین، ہندی کیچڑ۔ (م)

لَحم : گوشت۔ (قن)

لخت : برخ، پارہ، لت، لتہ۔

۱- مزید تفصیل "لوت" میں دیکھیے۔

لرزیدن: لرزید، لرزیدہ، لرزد، لرزندہ، لرز۔ (پ)

لشکرگاہِ زمستان: قشلاق۔

لطیفہ: جی۔

لغزیدن: پا از پیش رفتن، لغزید، لغزیدہ، لغزد، لغزندہ، لغز۔ (پ)

لکور[1]: ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ (خ)

لَمْس: بسودن، چھونا۔

لوت: بلام مضموم و واوِ معروف، خورشِ چرب بامزہ را گویند لُت، بہ بقای ضمہ و حذفِ واو مخففِ آن۔ چون پیداست کہ اشکم بندہ و پرخوار غذای لذیذ را دوست دارد، چندان کہ یابد، بخورد، لاجرم این چنین کس را لُت انبان، توان گفت، بلام مضموم۔ (نش)

لُولہ: انبوبہ۔

لُؤلُو: مفرد است مروارید را گویند، و لآل و لآلی بہ لام

1۔ یہ انگریزی لفظ Liquor ہے۔

مفتوح۔ جمع۔ (فش، ق)

لَون: رنگ۔ (آ)

لَہ: اسم شراب۔ (ق)

لَہُت: عربی؛ فارسی، کاشکی۔ (خ)

لیسیدن: چاٹنا، لیسید، لیسیدہ، لیسد، لیسندہ، لیس۔ (پ، تن)

لَیل: رات۔ (تن)

م

م: خطابِ واحد متکلم، و حرفِ نفی است و جز صیغۂ امر بهیچ صیغۂ دیگر ربط نیابد۔ (عس، فش، ق)

ماء: آب۔ پانی۔

مابہ الامتیاز: جُدا شناس، تفرقہ۔

ماحضر: تُرستی۔ (فش، ق)

مادر: ماں۔ (قن)

مادرندرو مادندر: بمعنۂ زنِ دیگیںِ پدر۔ (فش)

مادّہ: مایہ۔

مارافسای و مارافسا: کسی کہ مار را بہ افسون رام کند و زہرِ مار را از تنِ مار گزیدہ بدر کشد۔ (فش، ق)

مالک: کیا، کارکیا۔
مالکِ دہ: دہ کیا۔
مالکِ زمین: کنارنگ، مرزبان۔
مالکی: کارکیائی۔
مالیدہ: چنگالی۔ ملیدہ۔
مان: مع النون بمعنیٔ ما را مستعمل اہلِ زبان است یعنی ما را و مان صیغۂ امر از ماندن یعنی بگزار۔ (دخ، کن)
ماندہ: مندبور، کوفتہ۔
مانِشتن: مانستن، مانستہ، ماند، مانندہ، مان۔ (پ)
مانند: آسا، بوار، دیس، دیز، مثل۔
ماوراءُالنّہر: ورارود۔
ماہ: چاند۔ (فن)
ماہ پروین: اسمِ جدوار۔ (پ)
ماہ گرفت: چاند گہن ہوا۔ (تنظ، تخ)
ماہِ ماتم: ماہِ محرم۔ (د)
ماہی: حوت۔ مچھلی۔ (فن)
مائدۂ دعوت: شیلان۔
مایہ: مادّہ: (د)

متاثر شدن از مہابت: شکوہیدن، رعب میں آنا۔
متاعِ خانہ: کاچار، کاچال۔ اثاث البیت، اسبابِ خانہ۔
مُتَفَکِّر: دہ دل۔
متفکر و متحیر بودن: بخود فرو رفتن، در خود فرو رفتن۔
مُتَوَرِّع: خشک دامن، پرہیزگار۔
مِثْل: ولیں، دیز، مانند، آسا، بوار۔
مجمع: جِرگہ۔
مُجَنَّس: اکدش، دو تخمہ۔
مُحادَثَت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)
محصول: تمغا۔
مُحْتَوی: در گیرندہ۔
مُحَضّض: توزیم۔
محکوم: سفتہ گوش۔
محل: بِستان، استخفان، قصر، مشکوی۔
محنت: اورنگ، رنج، رنگ۔
محو کردن: خط کشیدن، باطل کردن، قلم کشیدن۔

محیط: شراب کا وہ خط جہاں تک شراب بھری ہو۔ (ن)
مُخالفت: دور باش۔
مخالِفِ ملت: دروند۔
مخمور: آن کہ نشاہ از نہادش بدر رفتہ باشد و اورا فازہ وخمیازہ فرو گرفتہ باشد۔ (فش، ق)
مدت کثیر: دیر باز۔
مدعا بر آری: کاہنوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ سے احتراز کرتا ہوں۔ (خ)
مُدَوّر: گول۔
مدہوش: لغتِ عربی الاصل است مفعولِ دہشت۔ وہیچ صیغۂ مفعول در عربی بواوِ مجہول نیست۔ پارسیان تصرف کردہ بواوِ مجہول مرادفِ مست و بیخود می آرند۔
(فش، ق)
مُراقبہ: در پسِ زانو نشستن۔
مرحبا: آفرین، آباد۔
مُرَخّص: گسیل، پدرود۔
مردریگ: میم مضموم و دالِ مفتوح و رای مکسور و یای معروف

ومردری بحذفِ کاف پارسی نیز بمعنی چیزی که از مردہ باز ماند، یعنی میراث، مالِ میراث - (پ، م)

مَرْدُم، مردمکسا: آنکھ کی پتلی - (ق)

مُرْدَن: مرد، مردہ، میرد، میرند: بمیر - (پ)

مَرْزْ: اَرْض، زمین - (ق)

مرزبان: کنارہ نگ، حاکم - مالکِ زمین -

مُرْسَل: نبی - (ق)

مُرْضِعہ: دایہ، دائی، اَنّا -

مرغولہ: گھنگری - (آ)

مِرْفَق: آرنج، کہنی -

ا- مردری کشا: ہ ہ ہیں بکافِ عربی لکھدیا ہے۔ سراج اللغۃ میں خانِ آرزو نے لکھا ہے کہ "در اکثر نسخ بمعنی میراث کہ از کسی ماند، نوشتہ اند۔ لیکن در اشعار متاخرین بمعنی فرمایہ آمدہ۔ چنانچہ محمد قلی سلیم گوید در ہجو: "مردہ ریگی چند ہیچ ساکنانِ بادیہ" نظر فرآن کہ از بعضی مردم کہ عالم و فاضل و زبان دانِ ولایت زابودہ اند، تحقیق این لفظ کردہ شد جواب دادند: "مردہ رنگسہ بنون خواہد بود" و این غلط است - صحیح ہمان است کہ مرقوم شد۔

مرقعِ تصویر: ارتنگ۔
مرکب: ۔: انجام
مرگ: موت۔ (قن)
مرگِ سرخ: قتلِ عام۔ (واقع، قن)
مریخ: بہرام، منگل۔
مژده: خبرِ خوش، و نوید بنونِ مفتوح و یای مجہول، مرادفِ آن۔ (نش، ق)
مژدگانی: نقد و جنسی راگویند کہ در صلۂ مژده بمژده آور دہند۔ (نش، ق)
مژگان: پلک۔ (قن)
مس: تانبا۔ (قن)
مسامرت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)
مستانہ: مدہوش۔
مستراح: پاجایہ، پاخانہ۔
مشاق: سبک دست۔
مشت: مٹھی۔ (قن)
مشتری: اورمزد، ہرمز، زادش، سعدِ اکبر، برجیس۔

مِشعل بکف گرفتن : استغاثہ و داد خواہی ۔ (پ)
مُشکوی : بضم میم[1] و کاف ، محل ، قصر ۔ (د)
مشمش : بر وزن کشمش ، بمعنیٔ خوبانی کہ نوعی از زردآلو ست (فش ، ق)
مشورہ با کلاہ کردن : عبارت از ترک و تجرید ۔ و نزدِ بعضی کنایہ از کمالِ حزم و احتیاط ۔ و الاول اصح ۔ (پ)
مُشَوَّش : دودلہ
مُصَلّٰی : جانماز ، سجادہ ۔ (قن)
مِضراب : زخمہ ۔
مُطرِب : چرگر ، مغنی ، خنیاگر ، رامشگر ۔
مطیع : ایل ، فرمان بردار ۔
معترف : ہستو ، اقرار کنندہ ۔
معدن : در فارسی کان و در ہندی بافزودنِ ہای مضمرہ کھان گویند ۔ (فش)
معشوقہ : ہمان معشوق ، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را

1۔ رشیدی و دری کشا : ۵ میں بفتحِ اول لکھا ہے ۔ سراج اللغۃ میں "بالفتح و قیل بالضم" اور انجمن آرا میں میم اور کاف کو مضموم اور واو کو مجہول بتایا ہے ۔

معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعر ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است۔

مفلس چو شدیم، روبدو آوردیم
معشوقہ روزِ بیوائی است خدا

(فش، ق)

مُعَلّق: وردا، سرنگون۔
معلوم: بمعنی معدوم (ع)
معنی: پچم۔ معانی جمع[1]۔ (خ)
مَغاک: گڑھا۔ (د)
مغرب: باختر، پچھم۔
مغز در سر کردن: عبارت از خاموش شدن۔ (پ)
مغنی: چرگر، خنیاگر، رامشگر، مطرب۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "یہ جو اردو کے محاورے میں تقریر کرتے ہیں کہ اس کے معنے کیا ہیں، یا اس شعر کے معنے کیا خوب ہیں، اس میں دخل نہیں کیا جاتا۔ خاص و عام کی زبان پر یونہی ہے۔ معانی کی جگہ معنے بولتے ہیں"۔ (خ)

مفتی: دِہ گر، فتویٰ دہندہ۔

مقابل شدن: چہرہ شدن، طرف شدن، مقابلہ کردن

مقام: ستان، استھان۔

مقدس: جی۔

مقدمہ: پیشرو۔

مقدور: پایاب۔

مقصد: کام، مدعا۔

مکاس: بمیم مفتوح، بروزنِ حواس[1] لغتِ اصلی است بمعنیٔ

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے۔ "مکاس و مکیس بضم اول، بمعنیٔ تاکید و مبالغہ کردن در معاملہ و بازنیا معنی عربی است"۔ "و بمعنیٔ خراج و باج گیرندہ و عشور گیرندہ که در فرہنگ جہانگیری آمدہ، بکسر میم، ہم عربی است"۔ اس لغت میں میرزا صاحب نے تو یہ غلطی کی ہے کہ مکاس بمیم مکسور کو بفتح میم لکھ دیا ہے اور صاحب انجمن آرا نے مکاس، بکسرِ میم کو بضم میم اور مکاس (بفتح میم و تشدید کاف) کو، جو عشر گیرندہ کا مترادف ہے، بکسرِ میم و تخفیف کاف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دکن میں تحصیلدار کو مکاس دار کہتے ہیں۔ برہان میں جو مکاس کو باج گیرندہ لکھا ہے یہ غلطی ہے، اصل میں مکاسدار ہونا چاہیے تھا۔

ابرام در طلبِ چیزی۔ و مکیس امالۂ آنست (پ، فن، ق)

مکتوب: پاتی

مکروہ طبع۔ دشت۔

مکیدن۔ مکید، مکیدہ، مکد، مک۔ (پ)

مگس: مکھی۔ (فن)

ملفوف: نوردہ۔

ممکن الوجود۔ نادر فرتاش۔ من: میں (فن)

من: بمیمِ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی دل است کہ در تازی
قلب نام دارد (فش، ق)

منجم: ہودل بدر۔

مند: افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند۔ (فش، ق)

مندبور: بفتح میم و ضمۂ بای موحدہ، کوفتہ و ماندہ[1]۔ (م)

مندل: لغتِ ہندی نیست، فارسی الاصل است۔ در ہندی
مندل را پکھاوج می گویند۔ (پ، فش، ق)

منصوبہ: نامِ یک گونہ بازی است از بازیہای ہفت گانہ۔
(فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں مندرپور تھا۔ یعنی صاحب اولادِ بسیار۔
چونکہ کثرالعیال ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس لیے مندپور سے پریشان مراد
لیا جاتا ہے۔

منگوہ: بمعنی بدگوی۔ (آ)

منگ: بمیم مفتوح اسم قمار است۔ (فش، ق)

منگ: بمیم مکسور و نون ساکن، ہزار۔ (فش، ق)

منگل: اسم مریخ باشتراکِ لسانین است۔ اما تسمیۂ مریخ در پارسی بمنگل توجیہی دارد۔ و توجیہ این است کہ بزبانِ دری "منگ" بمیم مفتوح، اسمِ قمار است۔ و "لہ" بلامِ مفتوح و اعلانِ ہای ہوز، اسمِ شراب۔ چون فسق و فجور از منتسباتِ مریخ است، ہر آینہ آن را منگل نامیدند بحذفِ ہای آخر۔ (فش، ق)

مُوبَد، ہیربد[1]: آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے: "بادل مضموم و واو معروف و بای مفتوح بدال زدہ، بمعنی حکیم و دانا۔ و اصل درین لغت۔ مغوبد، بودہ بفتح اول و ضمِ غین و فتحِ بای ابجد کہ بمعنی آن سردار و سالار است، چنانکہ سپہبد و اسپہبد بزرگِ سپاہ را گویند۔ و مغوبد، یعنی سردار و سالار مغان یعنی دانایان و دانشمندان ایچہ مغ بضم اول بمعنی دانا و بینا ست ...، و موبد مخفف مغوبد است کہ پیشوای دینِ یزدان پرستان باشد.... و موبدِ موبدان بآن معنی است کہ در عربی اعلم العلما گویند... و این کہ رشیدی نوشتہ کہ مو درخت انگور است و تربیت کنندۂ درخت انگور را موبد خواندہ اند، خطاست، چہ مو بہ بضم میم است نہ بفتح۔ و تربیت کنندۂ مو باغبان است و آن را ژبان نیز گویند۔" بد کی بے کے زیر کی مثال لفظ اسپہبد میں ملاحظہ ہو۔

مَوج: لغتِ عربی الاصل، موجہ، مزید علیہ۔ (ع)
مور: چیونٹی۔ (قن)
مَوز: کیلا۔ (قن)
موش: چوہا۔ (قن)
مَولَد: زاد بوم۔
موی زِ بار: روم، رُم۔
مُوَیہ: نوحہ، شیون۔ (د)
مُوَییدن[1]۔ مویید، موییدہ، موید، مویندہ، موی۔ (پ)
مہ: بمیمِ مکسور و اعلانِ ہای ہوز، در پارسی بزرگ را گویند۔
مِہان بمیم مکسور، جمعِ مہ۔ و ہندیان، بتبدیلِ کسرۂ میم بفتحہ
و افزودنِ الف در آخر، ہمین معنی جویند۔ مہادیو، بمعنیٔ
دیوِ بزرگ، و مہاراجہ، بمعنیٔ راجۂ بزرگ۔ لطف درین
است کہ در پارسی الفی کہ افادۂ معنیٔ کثرت دارد، چون
خوشا و بدا، نشگفت کہ الفِ مہا ازین قبیل باشد، بمعنیٔ بسیار
بزرگ، و فتحۂ میم از تغیرِ لہجہ۔ (د، نش، ق)
مِہ آباد: بکسرۂ میم، نامِ نخستین پیمبر است از پیمبرانِ عجم۔ (قش، ق)

۱- سراج: مہ بوزنِ بوییدن بمعنی نوحہ کردن ہے

مِہر: آفتاب، سورج، محبت۔ (آ، قن)

مُہرِ خُم: خشتِ شراب را گویند۔ و آن خشت مانع بدر رفتنِ شراب از خُم است۔ (فش، ق)

مِہر خوان: بمیم مکسور، نامی کہ از مہر بر اطفال نہند؛ عرف؛ و خطابی کہ شاہان بامرا دہند۔ (د، قغ، م)

مِہرَ دلی: بمیم مکسور بہای زدہ و رای مفتوح بہ واو پیوستہ و لام مکسور و یای معروف، دہی است بہ ہفت کروہی دہلی کہ مزارِ خواجہ قطب الدین در آنجاست۔ (د، قغ)

مہمان: در فارسی ترجمۂ ضیف و در ہندی ترجمۂ ضیافت است بلکہ در فارسی نیز بمعنۂ مصدری مستعمل می شود، چنانکہ سعدی فرماید:

چہ کم گردد، ای صدرِ فرخندہ پی | ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حی
کہ باشند مشتی گدایانِ خیل | بمہمان دار السلام از طفیل

یعنی بمہانی و ضیافتی کہ در عقبیٰ بجنت خواہد بود (فش)

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: ''مہر خوان کے دو معنے ہیں، ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں، اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں، عرف'' (خ).

مہیا : آمادہ

مہیشر : بر وزنِ بکسے دُر، بیای مجہول، گویند در اصلِ سنسکرت مہیشور است بشینِ موقوف و واوِ مفتوح- مہیشور و مہیشُر و مہیش یکی است۔ (فق، ق)

مَی : شراب- می گسار. شراب پینے والا- (فش، ق)

مے : ہرگاہ خواہند کہ ماضی استمراری سازند، میم و تحتانیٔ مجہول ماقبلِ صیغۂ ماضی آرند، چنانکہ رفت ماضی، و میرفت استمراری۔ ہمچنین تحتانیٔ مجہول تنہا در آخرِ صیغۂ ماضی ہمان کار می کند کہ میم و یای مجہول بہ اول، چنانکہ میرفت و رفتے بیک معنی است۔ و ہمین میم و یای مجہول ہست کہ ماقبلِ صیغۂ ماضی معنیٔ تمنا و شرط دہد۔ و تنہا تحتانی مابعدِ صیغۂ ماضی نیز ہمیں کار کند، لیکن جز شرط است کہ بہرِ افادۂ معنیٔ و تمنا الحاقِ لفظِ کاش و کاشکی و مانند اینہا و برای حصول شرط وجودِ لفظ اگر شرط است۔ دیگر این میم و تحتانی مجہول در اولِ صیغۂ مضارع افادۂ معنیٔ دوام در استقبال می کنند، اما مانند صیغۂ ماضی تنہا تحتانی را در آخرِ مضارع بہرِ اینمعنی مراد نیارند۔ زیرا کہ یای حطی

درآخرِ صیغهٔ مضارع جز زائده نیست، لیکن حسن کلام میفزاید۔ بی فائده نیست۔ (فن، ق)

میان: قلبِ نیام است، و افادهٔ معنیٔ وسط نیز می کند۔ و معنیٔ حقیقیٔ میان ترجمهٔ وسط است۔ و تقلیبِ نیام اتفاقی است۔ (فن، ق)

میانجی گری: توسط، وساطت۔ (د)

مایة. سد۔

میسر آمدن: وسعت بهم دادن۔

میش: بھیڑ (فن)

میغ: بمعنیٔ ابر۔ میغچه: مرادفِ ژاله و تگرگ (آ)

میل: سلائی۔ (فن)

میو: قلبِ موی است۔ (فن، ق)

ن

ناآغاز روز: ترجمۂ روزِ ازل۔ (د، م)

نا امید: بمعنی مایوس، در تحریر و تقریر چندان بکار رفتہ و میرود
که شمار نتوان کرد۔ (ش)[1]

ناب: خالص۔ (ق)

ناپارسا: در ہندی اسدط ربع الہاء المختلط۔ (ش، ق)

ناپاک: ادیرہ، دِشت، نجس

ناپسود (ناپسودہ[2]): اچھوتا۔ (د)

۱۔ اشدہ ہونا چاہیے جو شدہ کی ضد ہے۔

۲۔ دری کشا: ۵۸ میں نابسود بکسر بای ابجد و واو معروف لکھا ہے۔ اسی طرح ردیف با میں بسودن کو بھی بکسر با ہی قرار دیا ہے۔ مگر حرف بای فارسی پسودن بھی درج کیا ہے۔ اور اُسے بُسُودن کا ہموزن بتایا ہے۔

ناخائیدہ فرو بردن: او باریدن۔
نادان: احمق، انجان، اُوتا۔ (قن)
ناروندہ: در ہندی اچل۔ (فش، ق)
ناز کردن۔ برخود بالیدن۔
ناشتا: ہندی نہار منہ۔ (آ، خ)
ناطُوری: در اصل لغت نگہبانِ کشت و باغ را گویند[1]۔ (فق، ق)
نافرمانی: سر کشیدن و پیچیدن۔
ناکارہ: آن کہ کار نتواند کرد۔ (فش، ق)
ناکس: آن کہ کسائی، یعنی شخصیت، مرادرا نجوید (فق، ق)
ناگاہ: ناگرفت۔
ناگرفت: بمعنیٔ ناگاہ۔ (بر، پہا، د)
نالۂ شبگیر: آہ و زاری آخر شب۔ (عس)
نامراد: آن کہ ہیچ مراد وی برنیاید۔ و این نہایتِ عناست، محتاج۔ (رح، فش، ق)

۱۔ ناطور عربی لفظ ہے۔ مگر بمعنیٔ مذکور صرف ناطور ہے ناطوری نہیں۔

۲ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "نامراد وہ ہے کہ جس کی کوئی مراد کوئی خواہش، کوئی آرزو نہ بر آوے۔ (عس)

نامیرنده: امیر، در ہندی امر بفتحتین۔ (ق)
نان: روٹی۔ (تن)
نان بروغن افتادن: عبارت از فراہم آمدنِ اسباب مراد۔ (پ)
نانِ شیرین: قحط۔ (د)
نانُو: بنونِ مضموم، زمزمہ ایست از بہرِ خوابانیدنِ اطفال و ہندی آن لوری۔ (پ)
نادَرْد[1]: لڑائی۔ (د)
ناوَر: بروزنِ باور، ممکن۔ (دقغ)
ناورفَرْتاش: بواو وفای مفتوح، ممکن الوجود۔ (د)
ناوک اندازِ ادبا: ادب آموز، یعنی استاد۔ (آ)
ناہار: مخففِ ناآہار۔ (عس)
نبودی: نیستی۔
نبشتن: بدلِ نوشتن است۔ (نس، ق)
نَبْہَرَہ: زر قلب و کاسہ را گویند۔ (فتن، ق)
نبید: بفتحِ نون ویای معروف بروزنِ رسید، در عربی شرابِ

۱۔ لغت فرس: ۹۸، بمعنی آورد، و آورد بمعنی جنگ کردن بمبارزت است۔

خرما را گویند، و با تحتانی مجہول۔ بدل نوید است کہ لغتی
است فارسی بمعنیٔ خبرِ خوش (فق، ق)

نثر: بندہ کی تحقیقات یہ ہے کہ نثر تین قسم پہ ہے:
مقفّٰی، قافیہ ہے اور وزن نہیں۔
مُرَجَّز، وزن ہے اور قافیہ نہیں۔
عاری، نہ وزن ہے، نہ قافیہ۔
مُسَجَّع بھی مقفی ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ملائم و
مناسب ہمدگر ہوں۔ نظم میں یہ صنعت آپڑے، تو اُس
کو مرصع کہتے ہیں، اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو، تو اُس
کو مسجع کہتے ہیں۔ (ع، حس)

نَجِس: دُشت، ناپاک۔

نَجُنْد: مبدل منہ نثرند است۔ (فق، ق)

نَحِس: دژم، شوم۔

نَخُشْت: بنونِ مفتوح و خای مضموم، مشہور است۔ درین
کلمہ نونِ مضموم مذموم است۔ (فق، ق)

۱۔ انجمن آرا میں بضمِ اول و کسرِ ثانی و یای مجہول لکھا ہے اور نوید کو بھی
بضمِ نون ہی بتایا ہے۔

نَدّاف: دُھنیا۔ (قن)

نَدامت: فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے۔ ترجمہ اس کا پشیمانی۔ (ص)

نِرخ: بہا، قیمت، مول۔ (قن)

نَرمہ: کان کی لَو۔ (قن)

نَژَم: بنون وزای فارسی، بروزنِ عدم[1]، بمعنی رطوبتی کہ در سحرہای زمستان از ہوا ریزد و تیرگی در جہان پدید آید۔ و آن را بہندی کہر گویند بکافِ مضموم و ہای مضموم پرا زدہ۔ (ب، فش، ق)

نَژَند: بہر دو فتحہ، بروزنِ سمند[2]، افسردہ و غمزدہ، غمگین، پژمردہ، تباہ، زشت، خستہ، رنجور۔ (د، م)

نُسک: بنونِ مضموم، بوزنِ خشک، بزبانِ دری در نثر

۱۔ سراج میں السامی فی الاسامی کے حوالے سے نژم بضم نون وسکونِ زای فارسی کو اصح بتایا ہے۔ اور انجمن آرا میں نژم بکسر نون وسکون زای فارسی لکھ کر آذری ؏ یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے: ولیں بخاری زچشمہ برخیزد ؏ از ہوا نژم وابر انگیزد۔ دری کشا: ۵۹، میں بھی یہی اعراب لکھے ہیں۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا بروزنِ عدم کہنا محلِ تامل ہے۔

۲۔ دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون لکھا ہے۔

بمحلِ فصل آرند (فش، ق)

نَسیج: لغتِ متصرفِ عربیت۔ نسج و نسیج و نسّاج و منسوج بمعنیٔ بافتن و بافندہ، و بافتہ عموماً، یعنی ہر جامہ را کہ بافند، خواہی از ریسمان و خواہی از ابریشم، خواہی زر بافتہ، خواہی سادہ۔ (فش، ق)

تَسیج: تنیدۂ عنکبوت، خانۂ عنکبوت۔ (ب، فش، ق)

نشاختن: بکسرۂ نون، نیز متعدی نشستن و مرادفِ نشاندن آمدہ است۔ (فش، ق)

نِشان: رایت (د، تقط)

نِشتر: دراصل نیشتر است۔ و آن را نیشو نیز گویند۔ و چون تبدیلِ شین و سین باہم روا ست، نیسو نیز بجا ست۔ (فش، ق)

نِشستن: نشست، نشستہ، نشیند، نشینندہ، نشین، نشاندن متعدی و نشانیدن نیز۔ و مخففِ نشستن، شِشتن است بحذفِ نون و بقای سین[1]۔ (ب، فش)

---

[1]- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طوطیوں کی منطق میں خصوصاً اور اہلِ پارس کے روزمرے میں عموماً شستن استعارہ ہے ربان کا۔" (غ)

نشکنج: بنونِ مکسور بشین زادہ و کافِ تازی مفتوح[۱] بنون زدہ، گوشت بسرِ ناخن گرفتن کہ ہندی آن چٹکی است۔ (پ)
نشگفت: بفتحۂ نون و کسرۂ کاف، یعنی عجب نیست۔ (د، م)
نشیمن: استھان۔ (ق)
نصف: آدھا۔ (ق)
نظر: فکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی۔ (آ)
نظر شگفتن: و گوش شگفتن ہم نہیں جانتے۔ اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا، تو ہم اُس کا استعارہ بشگفتگی کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو، تو کیا کریں۔ (آ۔ خ)
نعل در آتش: بے آرام، بے چین۔ (ق)
نعل در آتش نہادن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)
نعل واژون زدن[۲]: عبارت از آن کہ وضعی پیش گیرند کہ مقصود بر مردم پوشیدہ ماند۔ (پ)
نَعناع: (ع) پودینہ۔

۱۔ سراج میں بکسر اول و ضمِ کاف لکھا ہے۔

۲۔ پ تضا میں واژگون ہے۔

نغمہ : راگ۔ (قن)
نفسِ ناطقہ : اسپہبد، شید اشپہبد، اسپہبدی شید، روانِ گویا۔
نفع : دایہ، فائدہ۔
نِقاب : جو چیز ایک چیز کی مانعِ نظارہ ہو۔ (ع)
نَقارہ : کاس وکوس۔
نقشِ ناتمام : انگارہ، بیرنگ، گِردہ، خاکا۔
نقیب : چاؤش۔
نکوہیدہ : بد، برا۔ (د)
نگاشتن : نگاشت، نگاشتہ، نگارد، نگارندہ، نگار۔ (پ)
نگاہ داشتن : گوش داشتن۔
نگہبان : حارس۔
نگہبانِ کشت و باغ : ناطوری۔
نگزیرد : گزیرد چارہ نباشد، لفظی است صحیح و فصیح، لیکن لغت نیست مضارعِ اصلی نیست، زیراکہ اگر مضارعِ اصلی بودی، پیوند بہ مصدری داشتی۔ و این را مصدر مسموع نیست۔ لیکن، اسمای جامد را متصرف می گردانند و از مصدر تا امر ہمہ صیغہا می سازند مانندِ شکوہیدن از شکوہ و شکربدن از شکار، اما از

گزیرد گمان مصدر نمی سازند، ماضی نیز نخواہد بود۔ ہمین مضارع بکار می آرند، گزیرد گمانند۔ چون این ہمہ دانستی، بدان کہ نگزیرد ہمان مضارعِ مجہول است بافزایشِ نونِ نفی۔ (آ، د، فن، ق)

نُماتُما: نمود۔ (د)

نُمایہ: نمونہ۔ (د، تع)

نمدِ زین: آدرم، تکلتو، خوگیر۔

نمک برآتش افگندن: بمعنیٔ شور و غوغا کردن۔ (پ، م)

نُمود: نماتما۔

نمودار: جمرِ، آشکار، ہویدا۔

نمونہ: نمایہ، نمویہ۔

نمویہ: نمونہ (د)

نَمید: مخففِ نومید۔ و نمیدی مخففِ نومیدیِ مسلم۔ نونِ نومید و نومیدی مفتوح الاصل است۔ (فن، ق)

نَو: را در ہندی نیا گویند بروزنِ حیا۔ (فن، ق)

نَوا: بمعنیٔ آواز، و ہم بمعنیٔ توشہ، و ہم بمعنیٔ اول۔ (پ، ق)

نواخانہ: حوالات۔ (د)

نواختن: دو معنی دارد، نوازش کردن، و چنگ و نی و امثالِ این را بنوا آوردن۔ نواختنا، نواختہ، نوازد، نوازندہ، نواز۔ (پ، فن، ق)

نو رَہان[1] و نو رَہان: بمعنیٔ سومنات۔ (پ)

نوازش کردن: نواختن۔

نوان: بمعنیٔ خرامان است[2]، اما خرامندہ بدان رفتار کہ از روی نازو ادا باشد، و جنبیدنِ شاخہای نہال از باد ماند۔ چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفتہ باشد روا باشد، خواہی لرزہ ترجمۂ تمایل باشد، خواہی نتیجۂ خوف یا غضب۔ (فن، ق)

نوحہ: مویہ، شیون۔

نورالانوار: خورشید تابان۔

نورد: ملفوف۔ (د، قط)

۱۔ سراج بفتح نون و واو بالف کشیدہ و رای مہملۂ مفتوح و الف و نون۔

۲۔ لغتِ فرس: ۳۰۰، بمعنیٔ جنبیدن بر خود مانند جہودان روزِ شنبہ۔ دری کشا: ۶۴، بر وزنِ روان حرکتی کہ طفلان در وقتِ خواندن کنند و عزیمت خوانان ہنگامِ عزیمت خواندن۔

نورِ قاہر: خورہ۔

نَوَشتن: بفتحِ واد، نوشت، نوشتہ، نوردد، نوردندہ، نورد۔ مصدرِ مضارعی نوردیدن۔ (پ، فش، ق)

نِوِشتن: بکسرِ واد، نوشت، نوشتہ، نویسد، نویسندہ، نویس در بحثِ مصدر بجای واو با نیز آید، یعنی نبشتن۔ (پ، فش، ق)

نوشیدن: پینا۔ (فش)

نوید: بنونِ مفتوح و یای مجہول[1]، لغتی است فارسی بمعنیٔ خبرِ خوش، مرادفِ مژدہ، و نبید بدلِ نوید است۔ (فش، ق)

نویم: بر وزنِ نسیم، محض۔ (د، تغ)

نُہ: ترجمۂ تسعہ است۔ (فش، ق)

نہادن: نہاد، نہادہ، نہد، نہندہ، نہ۔ (پ)

نِہُفتن[2]: نہفت، نہفتہ۔ و این را مضارع نباشد۔ (پ)

نہنبَن[3]: سرپوش۔ (س)

۱- انجمن آرا میں بنونِ مضموم لکھا ہے۔

۲- سراج: بکسرِ اول و ضمِ دوم بمعنیٔ پنہان کردن۔ لیکن مشہور بفتحِ اول است!

۳- لغتِ فرس: ۳۶۱ کے مصحح نے بکسرِ نون و فتحِ ہا د باضبط کیا ہے۔ لیکن رشیدی اور انجمن آرا بہ ضمتین و سکونِ نون و فتحِ بای تازی اور سراج میں بفتحِ اول بقیہ مثلِ رشیدی مندرج ہے۔

نہیب: لفظِ عربی۔ (خ)

نَی: بانسلی۔ (قن)

نیا: بنونِ مفتوح[1] جد و پدر را گویند۔ و نیاگان جمعِ آنست بمعنیٔ اجداد۔ (ب، د، ق، م)

نیاز: ترجمۂ احتیاج و مرادفِ عجز است۔ (خش، ق)

نیام: میان (قا)

نیایش: افسنائی۔

نیّر: آفت، آفتاب۔ ایت، خر، خرشید، ستارۂ روز، شمس، مہر، ہور، سورج۔

نیرو[2]: زور، ہر دو نیرو یش: ہر دو تقدیر دو ہر دو حال (د، قن)

نیستی: بہر دو تحتانیٔ مجہول، بمعنیٔ نبودی۔ (د)

نیسو: نشتر۔

نیش: ڈنک۔ (قن)

نیشو: نشتر۔

۱۔ انجمن آرا، رشیدی، سراج، دری کشا: ۶۰، اور لغت فرس: ۶، میں بکسر اول بمعنیٔ جد لکھا ہے۔ اور نیاگان کو دری کشا میں بکاف عربی بتایا ہے

۲۔ رشیدی، اور دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون و یای معروف قرار دیا ہے اور سراج میں یا اور واو دونوں کو مجہول بتایا ہے۔

نیک : بخشش۔
نیم : بمعنیٔ اندک۔ (آ)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "نیم گناہ، نیم نگاہ، نیم ناز، یہ روزمرۂ اہلِ زبان ہے۔ نیم بمعنی اندک، ورنہ گناہ کا آدھا، نگاہ کی ادھواڑ، اور ناز کا آدھا یہ مہملات میں ہے۔ ان چیزوں کا مناصفہ کیا۔" (آ)

و

و: ائمهٔ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ماقبلِ واوِ معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا: یکی در لفظِ خویش، دوم در لفظِ خویله۔ (فتق، ق)

واژه: لفظ۔ (فش، ق)

واگویه: چرچا۔ (د، تغ، تغظ)

والا: در لفظِ والا معنیٔ رفعت ملحوظ است۔ لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاه و نگاه را بوالائی ستایند، نه در و دیوار و سرو چنار را۔ چون والا آستان نویسند، از آستان پایه و مقامِ مراد باشد، نه دهلیز و سنگِ درکه هنگامِ درآمدن و برآمدن از خانه، پای یا پای افزار بر آن نهند۔ (فش، ق)

وُجود: فرتاش۔

وچر: بواوِ مفتوح و جیمِ پارسیٔ مفتوح، فتوی را گویند۔

ہرآینہ "دچرگر" فتوی دہندہ را نامند، لاجرم "دچرگر" ترجمۂ مفتی می تواند بود[1]۔ (فش، ق)

وحی: فرتاش، پرتاب۔

وَخشور: بواوِ مفتوح، بخای زدہ وشینِ مضموم وواوِ معروف بروزنِ منشور، بمعنیٔ ایلچی عموماً وبمعنیٔ پیغمبر خصوصاً، ترجمۂ رسول۔ (پ، فش، ق، م)

وراروَد: ترجمۂ ماوراءُ النّہر است۔ (فش، ق)

وَرِیج: بوزنِ زریج[2]۔ در فارسی اسمِ مرغیست از بودنہ کوچک تر۔ (فش، ق)

وَرْدَنہ: بواو ودالِ مفتوح، بیلن است بموحدۂ مکسورہ وتحتانیٔ مجہول۔ (فش، ق)

ورزہ: برزہ۔

ورزیدن: ورزید، ورزیدہ، ورزد، ورزندہ، ورز۔ (پ)

۱۔ رشیدی وسراج نے اس لفظ کو بے اصل بتایا ہے اور انجمن آرای ناصری میں سرے سے داخلِ لغات ہی نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں یہ امکان ہے کہ قدیم فارسی کا لغت ہو، اور میرزا صاحب نے کسی پارسی عالم سے دریافت کرکے دچرگر کے معنی فتوی لکھا ہو۔

۲۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بوزنِ تدریج وبعض بیای مجہول گفتہ اند۔"

وزن: تقطیعِ شعر۔ (ص)

وزیدن: وزید، وزیده، وزد، وزنده، وز۔ (پ)

ویران: لغتِ فارسی الاصل۔ ویرانہ مزید علیہ۔ تار و مار، ترت مرت (ع)

ویران شدنِ خانہ: آستان برخاستن۔

ویژه: بواوِ مکسور و یای تحتانیٔ مجہول و زای فارسیٔ مفتوح لفظِ فارسیٔ قدیم است بمعنیٔ خاصہ و خلاصہ و خاص و خالص و پاک و پاکیزہ، و بجای خصوصًا و علی الخصوص نیز مستعمل می شود۔ ویژگان: خاصان۔ (آ، بر، د، پ، فت، ق، م)

وَساطت: میانجی گری۔ توسط۔[1]

وَسط: فرہنگا خ، درمیان۔

وُضو: آبدست۔

وعدہ کردن: شب درمیان دادن

وَقار: آسا، اروند، اورنگ۔

۱- یہاں ترتیب غلط ہوگئی ہے۔ آخری پانچ لفظ شروع صفحہ کے ۲ لفظوں کے بعد آنا چاہیے تھے۔ عرشی۔

ہ

ہاگ : بروایتی ضعیف بیضۂ مرغ را گویند و چون تبدیلِ ہای ہوز بخای شخذ دستورِ سنتۂ "خاگ" نیز می توان گفت۔ و "خاگینہ" ازین اسم مرکبہ توان دانست۔ (ق)

ہراسیدن : ترسیدن، ڈرنا۔ (ق)

ہرگز : اَنّہ لادْ۔[1]

ہربیز : بروزنِ تبریز[2]، تعین و تقرر۔ (د)

۱۔ دری کشا: ۶۲، بمعنی ہمہ زمان۔

۲۔ ایضاً: ۶۳، بفتحِ اول وسکونِ رای مہملہ ونون وتحتانی معروف وزای ہوز، تعین و قرار دادن۔ لیکن سراج میں بوزنِ بہنیر لکھا ہے اور بہنیر کو بفتحِ میم ویای مجہول قرار دیا ہے۔ اس سے میرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے

ہزارہ: منگ۔

ہزار: بلبل را گویند۔ و ہزار دستان و ہزار آوا نیز نامند۔ و ہزار داستان نگویند مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان دستان بمعنی آوازِ خوش ست و داستان بمعنیٔ افسانہ۔ بلبل نوا میزند، افسانہ نمی گوید۔ ہر آیینہ ہزار دستان است، نہ ہزار داستان۔ (فش، ق)

ہَزاہَز: ہُلّڑ۔ (د)

ہَستُو: بہای مفتوح وتای مضموم و واوِ معروف، بمعنی معترف اقرار کنندہ، وخستو بجا نیز آید۔ (پ، م)

ہَشت: آٹھ۔ (قن)

ہِشتن: بکسر ہای ہوز، ہشت، ہشتہ، ہِلَد، ہِلندہ، ہِل۔ (ب)

ہَفتا: بمعنیٔ کارگاہِ جولاہ یا بمعنیٔ تنانۂ جولاہ۔ (تیغ)

ہفت: سات۔ (قن)

ہفتہ: فارسی است۔ واسبوع عربی و ہندی اٹھوارہ۔ (فش، ق)

ہفدہ: عددی است مرکب از دہ و ہفت۔ (فش، ق)

ہَفُوش: اسم طعام۔ (تیغ)

ہفہف: بمعنیٔ آوازِ سگ۔ (تیغ)

ہمہ : ترجمۂ تمام است۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکتہ بمن گفت : " اوستاد اسمِ مفرد ما بعد لفظِ ہمہ نشستن جائز نمی شمارد۔" پاسخ گزاردم کہ ہمہ روز و ہمہ شب و ہمہ عالم و ہمہ جا در کلامِ گرانمایگان ہزارجا دیدہ ایم حافظ علیہ الرحمہ راست :

گر من آلودہ دامنم چہ عجب　　ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست

سعدی رحمۃ اللہ علیہ راست :

بجہان خرم ازانم کہ جہان خرم ازوست　　عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری کہ مینو نشیمنش باد، می سراید :

چو سگان ازان بکویت ہمہ شب فلاوہ خایم
کہ ہوای صید دارم نہ خیالِ پاسبانی

دیگری گوید :

ہمہ جا خانۂ عشق است، چہ مسجد، چہ کنشت　(فش، ن)

ہمارہ : مخفف ہموارہ۔ (س، کم)

ہمراہ : سنگم، رفیق۔

ہمشیراز : بمعنی ترجمہ[1]۔ (فش، ن)

۱۔ دری کشا : بفتح اول و سکون میم و سین مہملہ و تحتانی معروف، ترجمہ و تفسیر

ہمگر: بہای مفتوحہ) جولاہہ۔ و آن را بافندہ نیز گویند (پ)
ہمنام: آداش، سمی۔
ہمیدان: اجال۔ (دافظ)
ہمیشہ: سدا۔ (آ فش، ق)
ہندوانہ: تربز۔ (ق)
ہنوز ہنگامِ فرمانروائی ستارۂ روز نگزشتہ بود: یعنی رب الساعۃ آفتاب بود۔ (د)
ہودل: بہای مضموم و دالِ مفتوح[1]، رصد۔ (د)
ہودل بند: منجم، ہودل بندان: رصد نویسان۔ (د، نخ)
ہور: بہای ہوزِ مضموم و وادِ معروف[2]۔ اسمِ آفتاب، سورج (د، نخ، م)
ہُوَیدا: ظاہر، آشکار، نمودار۔

۱۔ سراج میں بروزنِ مُغفِل اور انجمن آرا میں بضم با و کسرۂ دال اور دری کتا میں بوا، فعول لکھا ہے۔

۲۔ دری کتا: ۲۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ واو مجہول بھی شعرا نے باندھا ہے، مگر افصح معروف ہے۔ انجمن آرا سے بھی اس روداد کی تائید ہوتی ہے۔ رشیدی اور سراج نے صرف واوِ مجہول ہی لکھا ہے۔

ہیربد: اور موبد آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)
ہَیوْن: بہای مفتوح و یای مضموم، شتر سواری و اسپ را گویند۔ و الف و نون از بہر جمع آرند۔ (م)
ہیئت: یا ئذنڈ، صورت۔

ی

ی : تحتانی[1] تین طرح پر ہے، جزوِ کلمہ :

ہمای بر سرِ مرغان ازان شرف دارد

ای سرِ نامہ نامِ تو عقلِ گرہ کشای را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یای تحتانی ہے جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے دوسری تحتانی مضاف ہے۔ صرف اضافت کا کسرہ ہے ہمزہ وہاں بھی مخل ہے، جیسے آسیای چرخ، یا آشنای قدیم۔ توصیفی، اضافی، بیانی، کسی طرح کا کسرہ ہو، ہمزہ نہیں چاہتا۔ فدای تو شوم، رہنمای تو شوم، یہ بھی

[1] یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو مجہول آئیگی۔ (ع س)

اسی قبیل سے ہے۔
تیسری دو طرح پر ہے، یای مصدری اور وہ معروف ہوگی
دوسری یای توحید و تنکیر، وہ مجہول ہوگی[1]۔ مثلاً مصدری:
آشنائی۔ یہاں ہمزہ ضرور، بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور،
توحیدی: آشنائے، یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا۔ یہاں
جب تک ہمزہ نہ لکھو گے، دانا نہ کہاؤ گے۔
خستہ، لبستہ... ہزار لفظ ہیں کہ اُن کے آگے جب یای
توحید آتی ہے، تو اُس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ
دیتے ہیں۔ زرہ، گرہ، کلاہ، شاہ... ایسے الفاظ کے
آگے اگر تحتانی آتی ہے، تو زرہے، گرہے، کلاہے،
شاہے... لکھ دیتے ہیں۔ (آ، خ)

بازہ: و آن را دست برنجن نیز گویند۔ و آن پیرایہ ایست
کہ زنان بدست افگنند۔ و ہندئ آن کڑا۔ (پ، تن)

باژند[2]: بمعنئ ہیئت و صورت۔ (فش، ق، م)

۱۔ ایک اور خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یای وحدت کہو،
توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو، مجہول آئے گی" (ح)

۲۔ سراج میں "بزای معجمہ بوزن پابند" لکھا ہے۔

یاس: نا امیدی۔ (قن)
یافتن: پاتا، یافت، یافتہ، یابد، یابندہ، یاب۔ (پ، قن)
یام: ڈاک۔ (د)
یاہو سرای: فقیر۔ (آ)
یخ: ژالہ، تگرگ۔
یخشی: در ترکی بمعنیٔ نیک می آید۔ (فش، ق)
یخنی: ذخیرہ۔ (د)
ید: دست، ہاتھ۔
یزدان: اللہ، خدا۔ (فن)
یزنہ: بہنوئی[1]۔ (قن)
یوز: صد، چیتا۔ (آ، فن، ق)
یوغ: بمعنیٔ چوبی کہ بر گردنِ گاو نہند۔ و آن را در ہندی جُوا گویند۔ (فن، ق)

۱۔ سراج میں لکھا ہے کہ "بفتح و سکونِ زائ و نونِ مفتوح، شوہرِ خواہر و این اکثر استعمالِ اہلِ توران است۔"
۲۔ لغت فرس: ۲۲۹ میں جو مثالیں نقل کی ہیں، اُن سے واوِ مجہول ثابت ہوتا ہے۔ رشیدی میں صاف بواوِ مجہول لکھا ہے۔

یوم: روز، دن۔ (قن)

ییلاق: بدو یای تحتانی، لفظِ ترکی است، بمعنیٔ مقامی کہ در تابستان برا قامتِ فوج از چوب و علف و نی سازند تا تموز در انجا گزرد۔ و مقابلِ آن قشلاق است بمعنیٔ لشکرگاہِ زمستان۔ (نش، ق)

حصّۂ دوم

اردو

آ

آج: امروز۔

آٹھ: ہشت

آٹا: آرد۔

آچار: ریچار، ریچال۔

آخر: سپری۔

آدھا: نصف۔

آرسی: آئینہ

آزمانا: آزمودن

آس: امید

آسرا: پناہ

آسمان: چرخ، سپہر، فلک، گردون۔

آگ: آتش، آذر، نار

آم: انبہ

آبین: تراج

آنا: آمدن۔

آن تان: بعض لوگ آن بان بولتے ہیں۔ مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے۔ اور یہی فصیح ہے۔ (آ)

آندھی: صرصر۔

آنکھ: چشم

ا

ابابیل: پرستک، پرستوک۔

اُپلا: پاچک، عوشاک

اُٹھ: برخیز

اُٹھائی گیرا: اُچکّا، بردارہ بدو (تیغ)

اٹھوارہ: اُشبوع، ہفتہ

اجازت: پدرود، دستوری رخصت

اُچکّا: اُم سٹائی گیرا، بردار و بدو
اَچھّا: خوب، فرو ہیدہ، نیک
اچھوتا: ناپسودہ
اَٹّوا: آدہ
ارگن: ارغنون، ارغن
ادہر: شاغل
اڑواڑ: پاذیر
اژدہا: اژدر
استاد: ادب آموز
استھان: تکیۂ فقیر، محل و مقام، نشیمن۔
اشرفی: درست۔
اشنان: غسل
اُگنا: دمیدن
الاپ: پیشرد
الگنی: رجہ، رزہ، فدک۔
اُلّو: بوم، کول، مردِ احمق

امامن: امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں۔ امام کا متعلق، اگر مذکر ہے، تو امامی اور اگر مونث ہے، تو امامن۔
(آ، خ)
اَمَر: نامیرندہ
اَنّا: دائی، دایہ، دھائی، مُرضعہ
اناج: غلہ۔
انجان: نادان۔
اندرابن: شرنگ، حنظل
اِنصاف: داد۔ انصاف کی تعریف کرنے والا: دادستاں
انگارہ: اخگر
انگڑائی: خمیازہ
انگیا: ساماکچہ
اوت: احمق، نادان۔
اوجِ بیان سے گرنا: عاجز آنا (غ س)

اوجڑ: خراب، خرابہ، ویران ویرانہ۔
اوزار: آلہ، افزار
اوس: شبنم
اول: نوا
اولا: تگرگ، سنگچہ
اونٹ: اشتر
اونگھنا: غنودن
ایسا خدا: خدائے
اینٹ: خشت

ب

باجا: سازہ
باجرا: جاورس
باس: سکونت
باسی: دینہ، دوشینہ
باغبان: کدیور
باگ: جلو، عنان
باگ ڈور: بالا آہنگ یا لہنگ
بانا: پود
بانجھ: استردن، سترون، عقیمہ
باندھنا: بستن
بانسلی: نَے
باؤ: باد   باہر: بدر
بٹیر: تدرو
بجلی: آذرگشسب، برق
بچھو: عقرب، کژدم
بچھونا: بستر
بخشش: جود
بدلی: ابر
بُرا: بد، دژم، زشت، نژند، نکوہیدہ۔
برتن: آوند، ظرف
بڑبڑانا: ژکیدن، سخنہای زیرلبی

بستی: آبادچہ
بسولا: تیشہ
بغل: آغوش، کنار
بکری: گوسپند
بلا: بتیارہ
بلبل: میرے نزدیک مونث ہے۔ جمع اس کی بلبلیں۔ طوطی بولتا ہے، بلبل بولتی ہے۔ (آ)
بلّی: گربہ
بنانا: ساختن
بند: فراز
بنّو: بانو، خانون
بنولا: پنبہ دانہ
بورا: انبان
بوڑھا: پیر، سالخوردہ
بونا: کاشتن، کشتن

بوند: بُند، بُندہ
بہنوئی: یزنہ
بہو: بیو، عَروس
بی بی: کدبانو
بلیتاب: پرافشان
بے پروا: غنی
بیچین: نعل در آتش، بے آرام
بیحد: بیشمار، بیمر۔
بلیس: لبست، تومان
بیشمار: بیحد، بیمر
بینگن: بادنجان
بیل: بیارہ
بیلن: وردنہ

بھ

بھاٹ: بادخوان، بادفروش
بھاڑ: گلخن

بھاگ : بخت
بھاگ : بگریز
بھاگنا : رمیدن
بھائی : برادر
بھڑ : زنبور
بھوت : بتیارہ
بھوم : بوم
بھونچال : زمین لرز
بھیڑ : میش
بھیڑیا : گرگ
بھینچنا : افشردن، فشردن، بزور در آغوش کشیدن، بشکنجہ کشیدن.
بھینس : گاومیش

پ

پاتی : مکتوب
پاخانہ : آبشتنگاہ، آبشتنگہ، بیت الخلا، پاجایہ، مستراح
پاڑ : تالار
پاگل : کالیوہ
پاگل پن : کالیوگی
پانا : یافتن، پاؤں : پابم۔(خ)
پانو : پای، رِجل
پانی : آب، ماء
پاؤ : ربع
پتا : برگ
پُتلی : مردمک
پتلی چپاتی : پُھلکا۔ (آ)
پتھر : سنگ۔
پچاس : پنجاہ
پچھم : غرب
پچھوا ہوا : بادِ برین
پر : بمعنیٰ لیکن لفظ مشہور ہے

اور یہ اس کا مخفف ہے۔
اس میں شاید کسی کو کلام
نہ ہو۔ کوئی اور لکھے یا نہ لکھے
میرے اردو کے دیوان میں
سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہوگا

(T)

پردادا: جد پدر، پدر جد
پڑیا: چکسہ
پکھال: خیک
پکھاوج: مندل
پگڑی: دستار
پلک: مژگان
پلید: ریمن
پناہ: زنہار
پنجرہ: قفس
پنڈلی: ساق
پو پھٹنا: فلق، چاک صبح

پوت: پسر
پوجنا: پرستش
پوچھنا: پرسش
پودینہ: ترہ
پورب: شرق، خاور
پونری: افسار
پوست کے ڈوڈے: قبۂ خشخاش۔
پولہ: مضمحل
پونی: پاغند
پہاڑ: کوہ
پہاڑی: کوہچہ
پہنچا: ساعد
پیالہ: سانگبین
پیٹ: شکم
پیشانی: جبین
پینا: نوشیدن

پیوسی: پلہ
پیوند: پینہ

پھ

پھاڑنا: دریدن، فتاریدن
فتریدن، فتالیدن، فتلیدن
پھانسی: چالو
پھاوڑا: بیل
پھر: باز
پھرکی: بادفر، بادفرہ، فرفر
پھرنا: گشتن
پھلکی یا پھلکا: تنہا، بمعنی محض ہے۔ ہلکی پھلکی، ہلکا پھلکا بولیں آئے تو درست، ورنہ لغو اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی کو کہتے ہیں، یہ دوسرا لغت ہے۔ پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا پانی وانی، حقہ وقہ یوں کہیں گے۔ نرا وانی اور وقہ نہ کہیں گے ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی کہیں گے سبک چیز کو۔ نرا پھلکا یا نری پھلکی نہ کہیں گے۔ (آ)
پھول: گل

ت

تاج: افسر، گرزان۔
تارہ: اختر
تاریخ نگار: کردار گزار
تاریخ نگاری: کردارگزاری۔
تالاب: آبگیر، تال
تال سری: تانگ، دائرہ
تالو: کام
تانا: تار
تانبا: مس

تبرک: پرشاد، فرشاد
تپسیا: تپاس، ریاضت
ترائی: زمینِ نمناک
تربز: ہندوانہ
تڑپھنا[1]: تپیدن
تصویر: تندیسہ
تعویذ: بنام، کماہہ
تکلا: دوک
تل: کنجد
تلوار: پلارک، تیغ
تن تن، تنتنا: اصواتِ تار

تندرستی: دوروزی
توا: تابہ
توجہ: گرایش
توشک: آگنہ، جنیت، حشو نہالی
تولنا: سختن، سنجیدن
تیئں: لفظ متروک اور مردود، قبیح، غیر فصیح[2]
تئیں: سی

تھ

تھگلی: پینہ، پیوند

۱- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "تڑپھنا ترجمۂ تپیدن کا املا یوں ہے، ت، تڑپنا۔ بای فارسی اور نون کے درمیان ہای مخلوط التلفظ ضرور ہے۔" (خ)

۲- اسی سلسلے میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "یہ پنجاب کی بولی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک امیل ہمارے ہاں نوکر تھی، وہ تیئں بولتی تھی، تو بی بیاں اور لونڈیاں اس پر ہنستی تھیں۔" (خ)

تھوڑا: کم
تھیلی: کیسہ

ٹ

ٹپکنا: چکیدن
ٹخنا: شتالنگ، کعب
ٹوکرا: سبد
ٹونٹی: انبوبہ، لولہ
ٹہنی: شاخ
ٹیلہ: پیغولہ

ٹھ

ٹھٹّرا: تاہو، ژرد
ٹھلیا: سبو
ٹھوڑی: ذقن، زنخ

ج

جاگنا: بیدار بودن
جال: دام
جان: رُوان
جانا: رفتن، شدن
جانماز: سجادہ، مصلی
جَچّا: زچہ
جفا: کے مونث ہونے میں اہلِ دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے۔ کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا کیا۔ ہاں بنگالے میں، جہاں بدلتے ہیں کہ ہتنی آیا، اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں، ورنہ ستم و ظلم مذکر اور بیداد و جفا مونث ہے بے شبہہ (عں)
جلد: زود۔ بہت جلد: زودا
جلنا: سوختن
جمائی: آسا، دھان درہ، فازہ، تثاؤب، تمطی۔

جمع کرنا: الفغتن، اندوختن
جنتری: شفتاہنگ
جنگل: بیابان، دشت، صحرا۔
جوا: یوغ
جوار: ذُرّت
جوان: بَرنا
جورو: زوجہ
جولاہہ: بافندہ، پای باف،
جولہ، جولاہ، حائک، ہمگر
جوہر: بجیم مفتوح خونریزی
خاص کہ در ہند رواج
دارد و آن کشتنِ زن و
فرزند است۔ (فش، ق)
جوہڑ: آبگیر
جی: روح، حیات
جینا: زیستن

جھ

جھاڑنا: رُفتن
جھانجن: خلخال
جھانجھ: چلبب، جلاجل، سنج
جھروکا: ثابسار
جُھرّی: آژنگ
جھڑکی: سرزنش
جھکّڑ: بادِ تندِ گرد انگیز
جھنجھنا: اخلگندد
جھولا: ادرگ، مرضِ فالج
جھولی: زنبیل

چ

چاٹنا: لیسیدن
چال: رفتار
چالیس: چہل

چاند : ماہ
چاند گہن : گرفتنِ ماہ
چاندی : سیم
چاہنا : خواستن
چُپ : خاموش
چستا : پستان
چٹکی : نشکنج
چچا : ادور، عم
چچیڑی : تارو
چربی : پیہ
چرچا : واگویہ
چڑیا : کنجشک
چکور : کبک
چکی : آس، آسیا
چلم : صبغہ امر
چلمچی : سیلاب چین
چمکنا : تافتن
چور : دزد
چوک : چارسو
چولھا : اجاغ، دیگدان
چونا : آژہ
چوہا : موش
چیچک رو : آبلہ خورد
چیرنا : شگافتن
چیل : خاد، زغن، غلیواز
چیونٹی : مور

چھ

چھاتی : سینہ
چھاگل : چگل
چھالا : آبلہ
چھالیا : فوفل
چھانو : سایہ
چھپر : خانۂ کاہ، کازہ، کوخ، کومہ

چھت : آسمانہ، سقف

چھٹی کی شادی : زاج سور

چھچھورا : سبکسر

چھرّا : ساچمہ

چھلّا : سپکہ

چھلنی : پرویزن، غربال چھلنی لفظِ غریب ہے۔ نہ اہلِ دہلی کے زبان زد نہ گوش زد: غربال کو چھلنی کہتے ہیں۔ (آ، قن)

چھوکری : دختر۔

چھونا : پسودن، لمس

چھوا ہوا : پسودہ

چھید : رخنہ، روزن

چھینکا : آونگ

ح

حالت : کنوخ

حجام : گرّا، موی سرتراش

حد : سومہ

حرص : آز

حکم : فرازمان، فرگفت

حکیم : پزشک، طبیب

حوض : برکہ

خ

خاکا : انگارہ، بیرنگ، طرح، گردہ

خاوند : شوی

خبر : مونث ہے بہ اتفاق۔ مگر کاغذِ اخبار، اس کو تم خود سمجھ لو کہ تمہارا دل کیا قبول کرتا ہے۔ میں تو مذکر کہوں گا یعنی اخبار آیا۔ (آ)

خرام : مذکر، رفتار، مونث۔ (آ)

خزادہ: خداوند زادہ کا مخفف ہے۔ لیکن فارسی، عربی نہیں۔ اردو کا روزمرہ تھا خزادہ، خزادی مراد تھے صاحبزادہ اور صاحبزادی ہے۔ مگر فی زمانہ متروک ہے۔ (خ)

خُسر: سسر، پدر زن، بفکِ اضافت۔

خفا ہونا: رنجیدن

خِلعت: سراپا۔ میرے نزدیک خلعت مذکر ہے۔ (آ)

خوبانی: مشمش

خودکشی: سور، کشتی

خوگیر: آدرم، تکلتو، نمدزین

خیر خیرات: ارزانش

خیلا: احمق، ناہموار

د

داڑھی: ریش

دالان: ایوان

دانت: دندان

داتون: دانت مانجھنے کا آلہ، مسواک

دائی: اَنّا، دایہ، مرضعہ

دائی جنائی: پازاج، پیش نشین، قابلہ

دخل: بار

درانتی: داس

درخواست: درخواہ

درمیان: فرہنگاخ، وسط

دریا: بحر، گر

دسپنا: انبر، انبور

دمچی: پاردم

دِن: روز، یوم

دنیا: گیتی، گیہان

دو چار ہونا: بمعنی مقابل ہونے کے حسب درست ہوتا ہے کردال کے آگے واؤ کبھی ہو تاکہ تثنیہ پیدا ہو اور آنکھوں کا چار ہونا ثابت ہو جائے (تیغ)

دودھ: شیر

دوڑنا: تاختن

دوستا: صحابی

دولہ: نوشہ

دہی: ترجمہ جغرات، مذکر ہے

دیباچہ: دوگاہ

دیکھنا: دیدن

دیوانِ خاص: دریخانہ

دھ

دھاگا: رشتہ

دھانگ: مہتر چارہ دار

دھائی: دائی، دایہ، مرضعہ، انّا

دھبّا: داغ سا

دھپّا: سیلی

دھر: در ہندی صیغۂ امر است

دُھنیا: ندّاف

دھواں: دود

ڈ

ڈاک: یام

ڈالنا: انداختن

ڈانک: قُوّہ

ڈرنا: ترسیدن، ہراسیدن

ڈکار: آرُوغ، آروغ، بُجشاء

ڈنک: نیش

ڈول: دول

ڈھ

ڈھونڈھنا: جُستن

ر

رات: شب، لیل

راگ: نغمہ

رانگ: ارزیر

رائی: سپندان

رتھ: لفظ ہندی الاصل رتھ ہے بمعنی عصرہ۔ بعض مذکر بولتے ہیں، بعض مونث رتھ میرے نزدیک مذکر ہے۔ یعنی رتھ آیا۔ لیکن جمع میں کیا کروں گا؟ ناچار مونث بولنا پڑے گا یعنی رتھیں آئیں۔ (آ، خ)

رخصت: اجازت، پدرود، دستوری، گسیل

ردہ: رده، صف

رعب میں آنا: شکوہ یافتن

رفتار: مونث اور خرام مذکر ہے۔ رفتار کی تانیث کو خرام کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ (آ)

رکھنا: داشتن

رنج: آذرنگ

رنگ: لون

روٹی: نان

روزہ: صوم

روزہ کھولنا: افطار

روزینہ: رستاد

روشنی: رشید

رومال: آبچین

رونق: بارنامہ

روئی: پنبہ

ز

زلف : طرہ
زمین : ارض، بوم، مرز
زمیندار : کشاورز
زندگانی : حیات
زور : نیرو

س

سات : ہفت
سادھ : پارسا
ساز : ستام
ساگ : تره
سانچا : قالب، کالبد
سائنس : میرے نزدیک مذکر ہے۔ لیکن اگر کوئی مونث بولے گا، تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا۔ خود سائنس کو مونث نہ کہوں گا۔ (خ، عس)
سب : جملہ
سبب : برابہ، شوہ
سترا بہترا : ترجمۂ پیرِ خرف (؟)
ستو : پست، سویق
سدا : ہمیشہ (؟)
سرپرست : مربی، غمخوار
سردار : آہبند
سرمہ : کحل
سروہی : تیغِ ہندی
سڑک : راستہ
سست : تنبل، کاہل
سسر : پدرزن، خسر
سلائی : میل
سنار : زرگر
سننا : شنیدن

سنیاسی: ساسان، قلندر
سوا: برون
سوت: انباغ
سورج: آفتاب، ایت، اختر روز، خرشید، ستارۂ روز، شمس، نیرِ اعظم، مہر، ہور
سورج کی کرن: خطِ شعاعی، شعاع
سوغات: ارمغان، رہ آورد، نوراہان، نوزہان۔
سوکن: انباغ
سونا: خفتن
سونا: زر
سونگھنا: شنیدن
سے: بمعنیٔ از، مثل و مانند
سینا: دوختن
سینہ: اشغر

ش

شامیانہ: کلّہ
شدت: اشتلم
شراب: می
شراب پینے والا: میگسار
شطرنجی: زیلو
شہد: انگبین، عسل
شہرت: بلند آوازہ گشتن
شہنائی: سورنای

ص

صافی: لای پالا
صفت: فروزہ

ط

طرفداری: سوگیری

طعنہ : پیغارہ

ظ

ظلم : ستم
ظلم کی برائی کرنیوالا : ستم نکوہ
ظلم سے ہاتھ اٹھانا : اس سے دست بردار ہونا اور اس کو ترک کرنا ہے - (ن)

ع

عرش : نہم، طارم نہم، فلکِ نہم
عمارت : سہبت، نہار
عیب : آہو

غ

غصہ : خشم
غلام : رہی

ف

فریاد : مونث ہے - فریاد کرنی چاہیے - فریاد کرنا انگریزی بولی ہے - (آ)
فریب : بھول
فصیل : بارو
فق : فارسی لغت نہیں ہو سکتا عربی بھی نہیں - روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے : کہ ہر ستم جسے دیکھ ہو جائے فق - شعرای حال کے کلام میں نظر نہیں آتا - (آ)
فکر : مونث ہے - (آ)
فہرست : اسیاہہ

ق

قاصد: برید
قاعدہ: بر نسبت، برنہاد، دستور، قانون
قبرستان: دخمہ، گورگاہ
قلم: خامہ، قلم، دہی، خلعت
ان کا بھی یہی حال ہے
کوئی مونث، کوئی مذکر
بولتا ہے۔ میرے نزدیک
دہی اور خلعت مذکر ہے
اور قلم مشترک۔ چاہو
مذکر کہو، چاہو مونث (آ)
قیامت: رستخیز
قیامت کی مثل: رستخیز اندازہ

ک

کاتنا: رشتن
کاٹنا: بریدن
کال: قحط، نانِ شیرین
کالا پانی: در ہند زنانِ اراذل
مثلِ جولاہہ و گازر وغیرہم
کہ در نوعِ خود دیندار و پارسا
باشند، از بردنِ نامِ شراب
پرہیز کنند و کالا پانی گویند۔
(فش)
کام بگاڑنا: آبی کردنِ کار
کان: گوش
کانٹا: خار
کب: کے
کپڑا: جامہ
کتا: سگ
کچھوا: باخہ، سنگ پشت، کشف
کدال: کلند
کراتا: یہ بیرونجات کی بولی ہے

کروانا یہ فصیح ہے۔ (ح)
کرسی: طارمِ ہشتم
کرن: شعاع
کڑا: دستہ برنجن، یارہ
کڑاڑا: ساحل اور کڑاڑے کا
کنارہ، لبِ ساحل
ککڑی: خیار
کل کی رات: دوش
کندن: زرِ بی غش
کندھا: دوش
کنگھی: شانہ
کنواں: چاہ
کنّیاں: خوشہ، سنبلہ
کوتوال: شبگرد، شحنۂ عسس
کوٹھا: بام
کوٹھی: کندو
کودنا: جستن

کوڑا: تازیانہ
کوس: کروہ
کولا: جُفتہ
کولا مٹکاتا ہوا: جفتہ گرداں
کونپل: ستاک، شاخِ نورستہ
کہانی: فسانہ
کہر: تارمیغ، نژم
کہنا: گفتن، سرزدن
کہنی: آرنج، مرفق
کیا: چہ
کیا کہوں: چہ گویم
کیچڑ: لجن
کیکڑا: خرچنگ، سرطان
کیلا: موز
کیوڑہ: کندی، کادی
کیوں: چرا

کھ

کھا: بخور
کھال: پوست
کھان: کان، معدن
کھانڈ: شکر، تبند، کند
کھائی: خندق، کندہ
کھرا: سرہ
کھڑکی: دریچہ، غرفہ
کھلا: باز
کھودنا: کافتن
کھورہا ہوں: متعدی ہے۔ پوربیے اس کو لازمی جانتے ہیں۔ لازمی کھو گیا ہوں (آ، خ)
کھولنا: کشادن
کھیلنا: باختن
کھینچنا: کشیدن

گ

گارا: آژند
گاڑھنا پانوکا: پا افشردن، پا استوار کردن
گال: رخ
گانا: سرودن
گانو: روستا
گدھا: اُلاغ، خر
گرد پھرنا: طواف
گڑھا: مغاک
گزرنا: گزشتن
گل: بمعنیٰ پھانسی، انگریزی لغت ہے۔
گل تکیہ: لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی سے۔ گل مخفف

گال، اور تکیہ بمعنی بالش

وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار

کے تلے رکھیں، گل تکیہ کہلاتا

ہے۔ گل تکیہ وضع کیا ہوا

نور جہاں بیگم کا ہے۔ (خ)

گلشن: بعض کے نزدیک مونث

اور بعض کے نزدیک مذکر

ہے... البتہ مذکر مناسب

معلوم ہوتا ہے۔ (آ)

گلہری: بکافِ مکسور بوزنِ

اکہری لغتِ ہندی الاصل

(عس)

گلی ڈنڈا: چالیک

گودھنا: آژدن

گورکھ دھندا: ریسمانِ گرہ

در گرہ

گوشت: لحم

گوشے میں بیٹھ رہنا: اعتکاف

گول: مدور

گون: انباغ

گونگا: گنگ، لال

گہرا: ژرف، عمیق

گہنا: زیور

گیدڑ: شغال

گھ

گھاٹی: پیغولہ، گوشۂ از دشت

وصحرا

گھاس (خشک): کاہ

گھاس (ہری): گیاہ

گھاو: جراحت، ریش، زخم

گھٹانا: کاستن

گھر: خانہ، کدہ

گھرانا: دودہ

گھنٹا لا : درا
گھوڑا : اسپ
گھونسلا : آشیانہ

ل

لانا : آوردن
لائق : ازدر
لتہ : پارہ، لخت
لڑائی : جنگ، حرب، ناورد
لڑکا : طفل، رید، ریدک
لڑنا : جنگیدن
لفظ : واژہ
لگ جانا : زدن
لو : نرمہ
لوا : تیہو
لوری : نانو
لومڑی : روباہ
لوہا : آہن، حدید
لہر : کوہہ، موج
لہسن : سیر
لیکن : ین

م

مارنا : زدن
مالدار : آہمند
ماں : مادر
مانجھنا : زدودن
مانگنا : بطلب
مبارکباد : تہنیت، چشم روشنی
مٹکا : خم
مٹی : خاک
مٹی کا گھر : کازہ، کوخ، اگومہ
مٹھی : مشت
مجرم : بزہ مند

مچھر: پشہ
مچھلی: حوت، ماہی
مچھی: بوسہ، قبلہ
محبت: مہر
محلہ: برزن
مَسّا: آژخ، ثؤلول
مشکی: شبدیز
مصری: تبرزد
معنی: آرش
مقدر: مذکر اور تقدیر مونث
کون کہے گا: فلانے کی مقدر
اچھی ہے؟ کون کہے گا
کہ ڈھکے کا تقدیر بُرا ہے؛
یہ مسئلہ صاف ہے مذبذب
نہیں۔ کوئی بھی مقدر کو
مونث نہ کہتا ہو گا۔ (خ)
مکڑی: جولاہ، عنکبوت، کارتنہ
کلاش۔
مکھی: مگس
ملیدہ: چنگالی، مالیدہ
ممولا: سریچہ، صعوہ، کراک
منگل: بہرام روز، سہ شنبہ
موت: مرگ
موتی پرونیوالا: گوہر آمای
مور: طاؤس
مورخ: کردار گزار
مول: بہا، قیمت، نرخ
مولی: ترب
مونچھ: بروت، سبلت
مہر: تمغا
میاں: {لفظ تعظیم و در محل لطف و شفقت زن و فرزندان را نیز گویند و علم خواجہ سرایان نیز ہست و زنان شوہران را و یاران آقایان را ہم گویند (فص؛ قا)}
میراث: مردریگ، مردری
میگھ: بُرَہ، حمل
میں: من

میننگنی : پشک

ن

ناامیدی : یاس
نافرمانی : سر پیچیدن، سرکشیدن
گردن پیچیدن و کشیدن
ناک : بینی
نالا : سیل
نام : اسم
نانا : جدِ فاسد
نبی : مرسل، پیمبر
نبیا : نبی بخش کا مخفف (آ، خ)
نتھنا : پرّہ
نٹ : بند باز، رسن باز،
ریسمان باز
نچوڑنا : آب گرفتن، افشردن
فشردن

نرخ : بہا، قیمت
نصیحت : اندرز، پند
نقارہ : تبیر، تبیرہ، طبل، کاوس
کوس
نقدی : خردہ
نکل جانا : بدر زدن
نگاہ : دشت
نگہبان : حارس
نماز : صلوٰۃ
نمکحرام : کورنمک
نوجوان : برنا
نوشہ : اسم دولھا کا (آ)
نوکر : جاگی خوار
نہار منھ : ناشتا
نہر : جو
نئی چیز : جدید
نیک بختی : سعادت

نیو کا گہرا کھودنا: بنا بہ آب رسیدن
نیولا: راسو۔

و

والا: بالف در آخر، مالک،
خداوند۔ (فش)
دبا: مرگ سرخ
وہم: سیمراد
وے: یہ گنوار دبولی ہے۔ وہ
یہ کٹھیٹ اردو ہے۔ (خ)

ھ

ہاتھ: دست، آید
ہاتھ اٹھانا: دست بردار ہونا
ترک کرنا
ہاتھ دھلانے والا: آب دہ دست
ہاتھی: پیل
ہچکی: زغنک، فواق
ہڈی: استخوان
ہرگز: آرنگ، از لالہ
ہرن: آہو
ہڑتڑ: ہراہنر
ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی: سبک
ہمنام: آداش، سمی
ہمنڑدگی: سفتہ
ہنسلی: پرگر
ہنسنا: خندیدن
ہنہنانا: شیہہ، صہیل
ہوجا: یشو، کن
ہونٹ: لب
ہنیگند: انگوزہ

تم ذالحمد للہ

اشاریہ

منیجر اشاعت خانہ، رامپور، نے ناظم برقی پریس،
رامپور میں چھپوا کر شائع کی